کذّاب

نبوّت کے جھوٹے دعویدار یوسف کذّاب کی کہانی



مؤلّف :

میاں غفّار

کذّاب

نبوّت کے جھوٹے دعویدار یوسف کذّاب کی کہانی

مؤلّف:

میاں غفّار



نام کتاب ——— کذاب (یوسف کذاب جرم وسزا)

نام مصنف ——— میاں غفار احمد

قیمت ——— -/150

ڈیزائننگ ——— عنایت اللہ رشیدی

ناشر: ——— مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور

ملنے کے پتے:

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔فون:514122
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 5 حسین سٹریٹ مسلم ٹاؤن لاہور۔فون:5862404
- مکتبہ لدھیانوی سلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔فون:7780337
- کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی۔فون:5554798
- ادارہ تالیفات اشرفیہ، بالمقابل سول ہسپتال، چوک فوارہ، ملتان۔فون:540513-517517
- مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔فون:543841

فہرست

باسمہ تعالیٰ

مقدمہ

محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

مملکت خداداد پاکستان جو مشیت الٰہی سے نبی کریم ﷺ کے غلامان صدق و صفا کی خاک پا کی بدولت معرض وجود میں آئی تھی، وہاں گستاخان نبوت کی دریدہ ذہنی کے خلاف کوئی قانون سرے سے موجود ہی نہ تھا کیونکہ انگریزوں نے برصغیر پاک وہند پر اپنے غاصبانہ تسلط کے بعد اس اسلامی قانون کو منسوخ کر دیا تھا۔ مگر ایک اسلامی ملک میں لادین عناصر کو اپنی کمین گاہوں سے باہر آنے کی جرأت نہ تھی۔ لیکن جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں ایک نام نہاد کمیونسٹ (مشتاق راج) نے اپنے غیر ملکی آقاؤں کے حکم پر ایک ایسی کتاب تصنیف کی جس میں جناب رسالتمآب ﷺ کی شان اقدس میں جارحانہ گستاخی کی گئی تھی۔ یہ کتاب عام قارئین کے علاوہ دانشوروں میں بھی تقسیم کی جارہی تھی جب یہ کتاب مجھ تک پہنچی اور یہ معلوم ہوا کہ حکومت نے ابھی تک کوئی کاروائی نہیں کی کیونکہ تعزیرات پاکستان میں اس جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں تو یہ بات میرے لئے ناقابل برداشت ہوگئی۔ اس لئے میں نے ''فیڈرل شریعت کورٹ'' میں شریعت پٹیشن دائر کی کہ توہین رسالت سے متعلق اسلامی قانون کو پاکستان میں نافذ کیا جائے تاکہ کسی بدبخت کو گستاخی رسول ﷺ کی جسارت نہ ہو۔ اس مقدمہ میں تمام اسلامی مکاتب فکر کے علما کو بطور مشیر طلب کیا گیا۔ سب نے متفقہ طور پر ہمارے موقف کی تائید کی اور شریعت پٹیشن منظور ہو جانے کے بعد توہین رسالت کی سزا۔ سزائے موت مقرر ہوئی۔ اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر ہوئی لیکن بفضل تعالیٰ وہاں بھی ہمارے حق میں فیصلہ ہوا جس کے بعد سال ۱۹۹۱ء سے قانون توہین

رسالت اس ملک میں نافذ العمل ہوا اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رحمت بے کراں اور حضور رسالتماب ﷺ کا فیضان کرم ہے کہ مجھ جیسے عاصی اور گنہ گار بندے سے ناموس رسول اور قانون توہین رسالت جیسے قانون الٰہی کو جو ہر مسلمان کے دین وعقیدہ کی اساس ہے سرزمین پاکستان میں جاری اور نافذ کرایا۔

مگر اس قانون کے نافذ العمل ہوتے ہی پاکستان کے لادین عناصر کے علاوہ امریکہ اور یورپ کے سربراہان حکومت، عیسائی اور قادیانی مشنریوں کی جانب سے اس کے خلاف معاندانہ پروپاگنڈا شروع ہوگیا جس کا سلسلہ ابھی تک پورے زوروشور سے جاری ہے۔ وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ اس قانون کی رو سے غیر مسلم اقلیتوں کے جان ومال کا تحفظ باقی نہیں رہا۔ حالانکہ یہ مفروضہ قطعاً بے بنیاد اور کم علمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ کم علمی جہالت سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ کیا ان میں اتنی بھی سمجھ نہیں کہ یہ قانون تو اقلیتوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لئے بنایا گیا ہے کیونکہ ایک مسلمان ہر چیز تو برداشت کر لیتا ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتا۔ اگر قانون موجود نہ ہو تو وہ خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے جس کی بے شمار خونچکاں داستانیں تاریخ کے دامن میں محفوظ ہیں۔

اس قانون کے نفاذ کے بعد آج تک کوئی غیر مسلم توہین رسالت کے جرم میں سزایاب نہیں ہوا۔ لیکن جب ایک نام نہاد مسلمان یوسف علی نے پاکستان میں دعویٰ نبوت کیا۔ اپنے گھر والوں کو اہل بیت اور اپنے مریدوں کو صحابہ کرام کا درجہ دیا اور حضور رسالتماب ﷺ کے علو مرتبت اور شان اقدس کو گھٹانے کی گستاخی کی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معتمد عالم دین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی میدان میں اترے اور نبوت، اہل بیت اور صحابہ عظام کے گستاخ اور ان سنگین اور ناقابل معافی جرائم کے مرتکب کے خلاف پولیس اسٹیشن ملت پارک لاہور میں 97-5-29 میں مقدمہ درج کرایا۔ اس سلسلہ میں انہیں خوش قسمتی سے حضرت مولانا خان محمد دامت

برکاتہم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت سید نفیس الحسینی شاہ، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا اور جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمان، جمعیت علماء پاکستان کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، جمعیت اتحاد العلماء کے صدر مولانا عبدالمالک خان جیسی دینی مقتدر شخصیتوں کی خصوصی توجہ حاصل رہی۔ بالآخر قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند ان حضرات گرامی کی ایما پر یہ مقدمہ پیروی کے لئے میرے سپرد ہوا۔ جس کے لئے ایک پینل کی تشکیل ہوئی جو ملک کے نامور وکلا سردار احمد خاں، جناب اقبال چیمہ جناب چوہدری غلام مصطفیٰ، جناب حمید اے اعوان، میاں بشیر صابر اور جناب یعقوب قریشی اور جناب چوہدری عبدالرحمٰن ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پر مشتمل تھا۔ استغاثہ کے اس پینل کی سربراہی میرے سپرد ہوئی۔ جناب محمد اسلم اویس ڈسٹرکٹ اٹارنی لاہور اور ان کے ساتھیوں نے ہمارے پینل سے بھرپور تعاون کیا۔ اس مقدمہ میں لاہور ہائی کورٹ بار اور لاہور بار ایسوسی ایشن کے معزز اراکین کثیر تعداد میں ہر پیشی پر ہماری اعانت کے لئے موجود ہوتے تھے۔ ملزمان کی طرف سے مسٹر سلیم، اے رحمان اور مس رخسانہ لون ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ مقدمہ عدالت سیشن میں 200-2-3 کو شروع ہوا۔ وکیل صفائی کے تاخیری حربوں کی وجہ سے مقدمہ کی سماعت طویل ہوتی چلی گئی۔ کراچی اور ملتان کے گواہوں کو شہادت کے لئے بار بار لاہور آنا پڑا استغاثہ نے عدالت میں یہ ثابت کیا کہ ملزم نے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے وہی شیطانی ہتھکنڈے استعمال کئے جو اس کے پیش رو کذاب مرزا غلام احمد قادیانی نے کئے تھے۔ خود ملزم کے بیانات ویڈیو کیسٹس، جعلی سرٹیفکیٹس، تحریروں، تقریروں اور قرائن قاطعہ سے ملزم کے خلاف استغاثہ کا کیس ثابت ہوا۔ توہین رسالت کے ناقابل معافی جرم اور توہین صحابہؓ، توہین اہل بیت، فریب دہی اور جعل سازی جیسے سنگین جرائم ثابت ہوئے

5/اگست 2000ء کو مسلسل سماعت کے ۲ ماہ بعد قرار واقعی سزائیں دی گئیں اس مقدمہ میں فاضل سیشن جج جناب میاں محمد جہانگیر نے جواب لاہور ہائی کورٹ کے فاضل جج ہیں، ملزم اور اس کے وکلا کو صفائی کا پورا پورا موقع دیا۔ وکلائے صفائی کی اشتعال انگیزی کے باوجود نہایت صبر و تحمل اور باوقار طریقہ سے عدالت کی کاروائی جاری رکھی اور نہایت مدلل مبنی برانصاف فیصلہ صادر کیا۔

اس مقدمہ کے سلسلہ میں سب سے قابل ذکر بات یہ ہے کہ مخالفین اسلام کو قانون توہین رسالت کو اقلیتوں کے خلاف قانون قرار دینے والوں کا یہ الزام کہ اس قانون کی وجہ سے اقلیتوں کی جان و مال اور اولاد کی زندگی غیر محفوظ اور خطرے میں ہے، اپنی موت آپ مر گیا۔

اس مقدمہ میں روزنامہ ''خبریں''۔ اخبار ''امت'' کراچی اور رسالہ ''تکبیر'' کراچی کا نہایت اہم رول رہا ہے۔ اس مقدمہ کی تمام کاروائی کا اردو ترجمہ پر مشتمل کتاب عزیزم میاں غفار احمد نے بڑی محنت اور کاوش سے سرانجام دیا ہے اور اسے کتابی شکل میں شائع کر کے اپنا قومی اور ملی فریضہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

دعا گو محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ لاہور

حرفِ چند

مارچ ۱۹۹۷ء کے اوائل میں بندہ اپنے دفتر (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)
مسلم ٹاؤن لاہور میں بیٹھا ہوا تھا کہ کراچی کے کچھ احباب آئے اور انہوں نے
روزنامہ امت او رہفت روزہ تکبیر کراچی کے کچھ شماروں کے کٹینگ اور مضمون دیئے۔
جس میں تحریر تھا۔ کہ لاہور کے یوسف علی نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

۲۔ یہ بھی دعویٰ کیا کہ خدا اس میں حلول کر آیا ہے۔

۳۔ اس نے کراچی میں عبدالواحد نامی اپنے مرید کی رہائش گاہ میں اپنے حجرے کو "غار حرا" قرار دیا ہے۔

۴۔ قرآن پاک کی آیات کو بڑا شرارتی اور شرانگیز قرار دیا۔ (العیاذ باللہ)

۵۔ اس نے اپنے ناپاک اور غلیظ ساتھیوں کو صحابہ کرام قرار دیا ہے۔

۶۔ حسی طور پر حضور ﷺ کے دیدار کے عنوان سے لوگوں سے لاکھوں روپے بٹورنے ہوئے۔ انہیں علیحدہ کمرہ میں لے کر جا کر آنکھیں بند کر کے درود شریف پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ اور کچھ دیر کے بعد آنکھیں کھولنے کا کہہ کر خود کو محمد رسول اللہ (ﷺ) کہتا ہے۔ (وغیرہ ذالک من الخرافات)

بندہ نے انہیں تسلی دی انشاء اللہ العزیز ہم اس کے خلاف قانونی کاروائی
کریں گے۔ چنانچہ قائد تحریک ختم نبوت حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب دامت
برکاتہم ۔ مجلس کے روح رواں مولانا عزیز الرحمان جالندھری مدظلہ سے مشورہ کیا تو
دونوں بزرگوں نے ملعون کے خلاف کیس کرنے کا حکم فرمایا:

حسن اتفاق قائد جمعیت مولانا فضل الرحمان مدظلہ لاہور تشریف لائے
ہوئے تھے۔ چنانچہ مولانا سے جامعہ عثمانیہ رسول پارک میں ملاقات ہوئی۔ بندہ نے
یوسف کذاب کے سلسلہ میں اخبارات میں آنے والی خبروں کی طرف متوجہ کر کے

رائے طلب کی۔ مولانا موصوف نے بھی نہ صرف تائید کی۔ بلکہ حکم فرمایا کہ آپ مذکور کے خلاف کیس کریں۔ جمعیت علماء اسلام ہر ممکن تعاون کریگی۔

روزنامہ خبریں اس واقعہ کو شدومد سے اٹھا رہا تھا۔ تو خبریں لاہور کے چیف رپورٹر جناب میاں غفار احمد کو جماعتی فیصلہ سے آگاہ کیا۔ کہ مجلس اس کا کیس لڑیگی۔ موصوف نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور ممکنہ تعاون کی یقین دھانی کرائی۔

وکیل ختم نبوت جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ جو مجلس کے لیگل ایڈوائزر بھی ہیں۔ سے مشاورت کی۔ تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ کیس لڑنے کی پیشکش کی۔ مذکورہ بالا حضرات کی حوصلہ افزائی اور حکم کے بعد ایس۔ ایس۔ پی لاہور کو مذکور کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر۔ درج کرنیکی درخواست پیش کی۔ موصوف نے ڈی۔ ایس۔ پی لیگل کو قانونی رائے طلب کرنے کیلئے مارک کی۔ ڈی۔ ایس۔ پی نے ہماری درخواست پر کیس درج کرنے کی سفارش کی۔ اور یوں یہ کیس درج ہوگیا۔

کذاب کی بیگم نے ہائی کورٹ لاہور میں مدعی کے خلاف مختلف عنوانات پر کئی درخواستیں دیں تاکہ مدعی کو مختلف پریشانیوں میں الجھایا جاسکے۔ نیز کذاب کے چیلوں نے ترغیبات کے ذریعہ کیس سے دستبردار ہونے کی کوششیں کیں اور پیشی پر پیشی پڑتی رہیں بہرحال کیس مختلف مراحل سے ہوتا ہوا سیشن جج لاہور میاں جہانگیر صاحب کی عدالت میں سماعت کیلئے منتقل ہوا۔

جناب محمد اسماعیل قریشی نے اپنی معاونت کیلئے جناب سردار احمد خاں ایڈووکیٹ بہاولپور کو وکیل کرنے کا حکم دیا۔

چوہدری غلام مصطفیٰ ایڈووکیٹ انتہائی باہمت، خوش اخلاق اور دینی ذوق رکھنے والے نوجوان وکیل ہیں۔ انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔

جناب محمد اقبال چیمہ ایڈووکیٹ بھی میدان عمل میں اتر آئے۔ رانا اسلم اولیس نے ڈسٹرکٹ اٹارنی کی حیثیت سے بھرپور دلچسپی لی۔

ڈاکٹر محمد اسلم ملک، رانا محمد اکرم، میاں اطہر اقبال، میاں محمد اویس، حافظ محمد ممتاز اعوان، میاں غفار احمد، محمد علی ابوبکر کراچی نے وکیل صفائی کی بھرپور جرح کا کامیاب مقابلہ کرتے ہوئے گواہی کا حق ادا کر دیا۔

سیشن جج صاحب نے دن رات ایک کر کے کیس کی سماعت کی۔ گواہوں کی ثابت قدمی استغاثہ کی مضبوطی، اللہ پاک پروردگار عالم کے فضل و کرم، رحمت دو عالم ﷺ کی روحانی توجہات سے عظیم الشان فیصلہ معرض وجود میں آیا۔

روزنامہ خبریں ملتان کے ڈپٹی ایڈیٹر جناب ایم۔ اے شمشاد نے فیصلہ کا اردو ترجمہ کر کے خبریں میں قسط وار شائع کیا جو خبریں کے تمام ایڈیشنوں میں شائع ہوا۔ میاں صاحب نے فیصلہ اور کیس کے پس منظر، کذاب کے دجالانہ عقائد و نظریات پر مشتمل کتاب ترتیب دی۔ اور اسے شائع کرانے کا حکم دیا۔ اور سی ڈی بھجوا دی۔

بندہ نے سی ڈی سے پرنٹ نکلوایا۔ اور اسے حرف بحرف پڑھا۔ قرآن پاک کی آیات کے پروف کی تصحیح کی۔

چند مقامات پر ذیلی سرخیاں لگائیں۔ اور یوں میاں صاحب کی محنت رنگ لائی اور فیصلہ خوبصورت کتاب کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

عزیزم حافظ سیف اللہ خالد نے اپنے کمپیوٹر سے غلطیوں کی تصحیح کی اور اس کی سیٹنگ کر دی۔ اور بقیہ کام برادرم قاری انیس الرحمٰن اطہر قادری اور محمد جمیل نے سر انجام دیا۔

اللہ پاک جج صاحب، تمام گواہوں اور کیس میں دلچسپی رکھنے والے تمام حضرات کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔

محمد اسماعیل شجاع آبادی
خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

22-1-2002

شکر الحمد للہ

روزنامہ ’’خبریں‘‘ لاہور کے چیف رپورٹر کی حیثیت سے 7 مارچ 1997ء کی ایک شام میں رپورٹنگ سیکشن میں بیٹھا کام کررہا تھا کہ چیف ایڈیٹر جناب ضیا شاہد نے مجھے بلایا۔ ان کے کمرے میں تین چار نامعلوم افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب ضیاء شاہد نے مجھے آڈیو کیسٹ، ویڈیو کیسٹ اور کچھ صفحات دیکر کہا کہ ان لوگوں کی بات سنو۔ یہ کسی شخص کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویدار ہے۔ ایک ایک چیز کو غور سے پڑھو اور اگر تم یہ سمجھو کہ وہ واقعی گستاخ رسولؐ ہے تو اسے اس کی سزا ملنی چاہئے۔

جناب ضیاء شاہد صاحب کی طرف سے گرین سگنل ملا تو 15 دن لگاتار مواد اکٹھا کیا گیا۔ علماء سے رابطہ کیا گیا توہین رسالت اور حرمت رسالت کے حوالے سے آگاہی حاصل کی گئی اور ’’خبریں‘‘ نے 23 مارچ 1997ء سے کذاب یوسف کے خلاف قلمی جہاد شروع کر دیا۔ سخت تفتیشیں ہوئیں۔ پھر الزامات ترغیبات دھمکیاں اور نہ جانے کیا کیا گیا۔

جن دنوں کذاب یوسف کے خلاف قلمی اور عملی جہاد جاری تھا۔ ہمارے خلاف کذاب کے چیلوں اور نام نہاد سیکولر عناصر اور بعض اخباری کارکنان کیطرف سے مسلسل یہ پراپیگنڈا ہوتا رہا کہ کذاب یوسف کی ملکیتی کسی کمرشل بلڈنگ پر خبریں والوں نے قبضہ کرلیا ہے اور اس بلڈنگ کو مفت حاصل کرنے کے لئے ایک نیک آدمی کو گستاخ رسولؐ بنایا جارہا ہے پھر یہ بھی کہا جاتا رہا کہ جب مقدمہ شروع ہوگا تو سارے ثبوت عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اس کیس کے مدعی بنے۔ جن کو عالمی مجلس کے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مولانا خواجہ خان محمد

مدظلہ کی سرپرستی حاصل تھی اور وہ میرے بھی کرم فرما ہیں۔ پھر تھانہ ملت پارک لاہور کے اس وقت کے ایس ایچ او ملک خوشی محمد نے مقدمہ درج کیا۔ اس وقت ایس پی صدر میجر مبشر اللہ نے اس کیس کا سارا مواد پڑھا اور اس وقت کے ایس ایس پی اور موجودہ ڈی آئی جی طارق سلیم ڈوگر کی نگرانی میں غیر جانبدارانہ تفتیش ہوئی۔ پھر کراچی سے محمد علی ابوبکر بھی ساتھ آ گئے۔ بریگیڈیئر اسلم ملک بھی کارواں میں شامل ہو گئے۔ ممتاز قانون داں محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے اس مقدمے کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ قریشی صاحب نے پاکستان میں سب سے پہلی مرتبہ قانون توہین رسالت کو نافذ کرایا اور وہ اس مقدمہ میں لاہور اور بہاولپور کے معروف وکلاء کے پینل کے صدر رہے ہیں۔ اور اب بھی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں یوسف کذاب کی اپیل کے خلاف مقدمہ لڑ رہے ہیں۔

راقم الحروف نے جب کذاب یوسف کے کرتوتوں کی تفصیلات شائع کیں تو لاہور کے ایک نوجوان وکیل غلام مصطفیٰ چودھری نے اپنے سارے کام چھوڑ کر دن رات خود کو اس مقدمے کے لئے وقف کر دیا۔ انہوں نے اپنے مقدمات بھی دوسرے وکلا کو دے دیئے اور سات آٹھ ماہ تک صرف اسی مقدمے کی کچھ اس طرح پیروی کی کہ وہ دن بھر مقدمے کی فائلیں اٹھائے جناب اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ کے ساتھ نتھی رہتے۔ پھر بہاولپور سے سردار احمد خان ایڈووکیٹ بھی اس کار خیر میں شامل ہو گئے اور لاہور سے جناب محمد اقبال چیمہ ایڈووکیٹ بھی حسب معمول اپنے سارے کام چھوڑ کر اس مقدمہ کی پیروی کے لئے آ گئے۔

میں مولانا شاہ احمد نورانی کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے عشق محمدؐ کے حوالے سے میری رہنمائی کر کے مجھے ہدایت کی کہ فتویٰ لینے اور لوگوں سے ملنے کا کام چھوڑ کر مقدمے پر توجہ دو۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی کامیابی دے گا اور انشاءاللہ آخرت میں بھی اپنی رحمت سے نوازے گا۔ کراچی کے معروف اخبار ''روزنامہ امت'' اور ہفت روزہ ''تکبیر'' نے بھی یوسف کذاب کے بارے میں حقائق شائع کئے۔

آخر میں روزنامہ ''خبریں'' ملتان کے ڈپٹی ایڈیٹر جناب ایم اے شمشاد صاحب کا صدق دل سے ممنون ہوں۔ جنہوں نے اس مقدمے کے فیصلے کے ترجمے کو قسط وار شائع کیا اور کتاب کی تیاری میں میری رہنمائی کی۔ پھر ''خبریں'' لاہور سے جناب ممتاز شفیع صاحب بھی علماء کو اکٹھا کرتے رہے اور فتنہ یوسف کذاب پر مذاکرات کرواتے رہے۔ میرے ساتھی رپورٹر آصف شہزاد اور مبشر حسن بھی اس کیس کی کارروائی شائع کرنے میں مستعد رہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور روز محشر اس مقدمے کو آقائے نامدار رحمۃ العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ہماری رسائی کا وسیلہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔ ناشکری ہوگی کہ اگر میں مجاہد ناموس رسالت جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے عدم فرصتی کے باوجود جاندار مقدمہ تحریر فرما کر کتاب کی افادیت کو دوچند کر دیا۔

آخر میں مقدمہ کے مدعی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مقدمہ کے وکیل جناب غلام مصطفیٰ چودھری اور گواہان رانا محمد اکرم، ڈاکٹر محمد اسلم ملک کا ممنون احسان ہوں کہ جن کی کوشش و کاوش سے یہ فیصلہ کتابی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

میاں غفار احمد لاہور

یہ مقدمہ

منفرد اور خصوصی اہمیت کا حامل کیوں؟

ممتاز عالمی قانون داں جناب محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ صدر ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس نے سابق صدر مملکت جنرل ضیاء الحق اور مرکزی حکومت کے خلاف شریعت پٹیشن دائر کر کے پاکستان میں قانون توہین رسالت نافذ کرایا۔ جس کی رو سے توہین رسالت کے مرتکب کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کے تحت سزائے موت کا مجرم قرار دیا گیا۔ اس قانون کے نفاذ سے لے کر، کذاب یوسف کے مقدمے کا فیصلہ آنے تک دنیا بھر میں غیر مسلموں، عیسائیوں، ہندوؤں، قادیانیوں اور یہودیوں کی طرف سے مسلسل پراپیگنڈہ کیا جاتا رہا ہے کہ 295-C غیر مسلموں کے خلاف مسلمانوں کا ہتھیار ہے جس کا استعمال صرف غیر مسلموں پر ہوتا ہے اور بعض یہودی و غیر مسلم اداروں کے تنخواہ یافتہ نام نہاد پاکستانی مسلمان بھی اسے ''ظالمانہ قانون'' قرار دیتے رہے مگر جب کذاب یوسف کیس عدالت میں چلا اور توہین رسالت کا مجرم ثابت ہونے پر اسے سزائے موت کا مستحق ٹھہرایا گیا تو دنیا بھر میں ایک پیغام پھیل گیا کہ توہین رسالت کا مجرم خواہ وہ کوئی مسلمان ہو یا غیر مسلم اس کی سزا موت ہے۔

بعض حلقوں کی طرف سے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے کی سزا تو مقرر نہیں کی گئی مگر توہین رسالت کے ملزم کو سزائے موت کا حق دار کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔ بہت سے علماء کرام سے اس سوال پر طویل نشستیں ہوئیں تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر وقت ہر جگہ اور ہر ہر لمحے اس کائنات میں موجود اور انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر ابلیس نے بھی جب انسان کو سجدہ نہیں کیا تھا اور دھتکارا گیا تھا

تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں انسان کو بھٹکاتا رہوں گا جس کے جواب میں اللہ پاک نے بھی اپنی رحمتوں کے دروازے کھولتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ توبہ کا دروازہ انسان کے لئے کھلا رکھے گا۔ پھر اللہ پاک نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ انسان کے لئے توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا رکھا گیا جب تک ملک الموت اس کی آنکھوں کے سامنے نہیں آجاتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لئے توبہ کرنے، معافی مانگنے اور رجوع کرنے کی ہر وقت گنجائش موجود ہے جبکہ توہین رسالت کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

اس کائنات میں کون ہے جو آقائے نامدار، وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو اپنے طور پر معاف کر سکے۔ حقوق اللہ کے معاملے تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں مگر یہ تو حقوق العباد کا معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خالصتاً انسان پر چھوڑا ہوا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کے تحت توہین رسالت کے مرتکب کو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم سزائے موت کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

توہین رسالت کی سزا سزائے موت خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کے ادوار مبارکہ سے آج تک امت میں متفق علیہ چلی آرہی ہے۔ (جس کی علمی تحقیق جناب محمد اسماعیل قریشی سنیئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان کی معرکۃ الارا کتاب ''ناموس رسولؐ اور قانون توہین رسالت'' میں موجود ہے)۔

سوال پر طویل نشستیں ہوئیں تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر وقت ہر جگہ اور ہر ہر لمحے اس کائنات میں موجود اور انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر ابلیس نے بھی جب انسان کو سجدہ نہیں کیا تھا اور دھتکارا گیا تھا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں انسان کو بھٹکاتا رہوں گا جس کے جواب میں اللہ پاک نے بھی اپنی رحمتوں کے دروازے کھولتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ توبہ کا دروازہ انسان کے لیے کھلا رکھے گا۔ پھر اللہ پاک نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ انسان کے لیے توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا رکھا گیا جب تک ملک الموت اس کی آنکھوں کے سامنے نہیں آجاتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لئے توبہ کرنے' معافی مانگنے اور رجوع کرنے کی ہر وقت گنجائش موجود ہے جبکہ توہین رسالت کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

اس کائنات میں کون ہے جو آقائے نامدار' وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو اپنے طور پر معاف کر سکے۔ حقوق اللہ کے معاملے تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں مگر یہ تو حقوق العباد کا معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خالصتاً انسان پر چھوڑا ہوا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کے تحت توہین رسالت کے مرتکب کو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم سزائے موت کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

توہین رسالت کی سزا سزائے موت خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم' خلفاء راشدین سمیت صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین کے ادوار مبارکہ سے آج تک امت میں متفق علیہ چلی آرہی ہے۔

ابتدائیہ

چند سوالات چند گزارشات

☆...... گستاخ رسول کے قانونی احتساب پر اعتراض کیوں؟
☆......ایمنسٹی انٹر نیشنل کی تائید اور حمایت۔۔۔چہ معنی دارد؟
☆......عدالتی کارروائی۔۔۔اصل حقائق
☆...... "باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار" ۔۔۔۔چند باتیں' ہر مسلمان کے سوچنے
اور سمجھنے کے لئے!

کذاب یوسف کی ریشہ دوانیاں

یوسف کذاب کو سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر کی عدالت سے توہین رسالت کے جرم میں سزائے موت 35 سال قید اور دو لاکھ روپے سے زائد جرمانے کی سزا سنائے جانے کے بعد پاکستان کے نام نہاد روشن خیال حلقوں اور بین الاقوامی سطح پر اسلام دشمنوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ یوسف کذاب کی اپنی قائم کردہ نام نہاد ''ورلڈ اسمبلی'' نے بھی اس فیصلے کے خلاف بین الاقوامی سطح پر رائے عامہ ہموار کرنے کیلئے برسلز میں ایک ویب سائٹ قائم کی ہے جس میں دنیا بھر کے ''روشن خیال'' لوگوں سے متحد ہو کر تعاون کی اپیل کی گئی ہے۔ اس ویب سائٹ پر کذاب کو دنیا کے مظلوم ترین شخص کی حیثیت سے مذہبی فسطائیت کا شکار قرار دیا جا رہا ہے۔ ''ایمنسٹی انٹرنیشنل'' نے بھی اسلام کے خلاف اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے یوسف کذاب کو ''ضمیر کا قیدی'' قرار دیا اور فیصلہ کرنیوالی عدالت پر صفائی کے موقف کو نظر انداز کرنے کا الزام عائد کیا جا رہا ہے۔

پاکستان کے اندر بھی یوسف کے چیلوں کی سرگرمیاں زور شور سے جاری ہیں۔ دو ماہ قبل ایک اخباری پمفلٹ کے ذریعے کذاب کو ولی اور قطب قرار دیکر اس کے خلاف کئے جانیوالے فیصلے پر نکتہ چینی کی گئی۔ ستمبر کے آخری عشرے میں پریس کلب لاہور میں کذاب کے چیلوں نے اس کی حمایت میں ایک جلسہ منعقد کرنے کی کوشش کی۔ اس جلسے میں کذاب کا چیلا زید زماں جسے کذاب نے ''صحابی'' قرار دیا تھا سٹیج پر براجمان تھا۔ اس جلسے کا مقصد بھی کذاب کی طرف سے عدالتی پلیٹ فارم کو مناظرے کا رنگ دینے میں ناکامی کے بعد

پریس کلب لاہور کو علیت، عقل و شعور اور روشن خیالی کے نام پر اسلام کے خلاف مخصوص پروپیگنڈے کیلئے استعمال کرنا تھاجبکہ اصولی طور پر کذاب کے چیلوں کو اس طرح کی سر گرمیوں کی بجائے عدالت میں مقدمے کی سماعت کے دوران اپنے گرو کی صفائی میں بطور گواہ پیش ہونا چاہیے تھا۔ پریس کلب لاہور کی سٹیج پر دندنانے والے نام نہاد ''صحابی'' زید زمان کیلئے تو ایسا کرنا لازم تھا کیونکہ اس نے چوک یتیم خانہ لاہور کی مسجد بیت الرضا میں کذاب کی طرف سے اپنے بطور صحابی تعارف کرائے جانے پر کھڑے ہو کر مجمع کے سامنے کذاب کا اس اعزاز پر شکریہ تک ادا کیا تھا جس کی کیسٹیں ثبوت کے طور پر موجود ہیں۔

یوسف کذاب کے خلاف مقدمے میں مستغیث کا تعلق شجاع آباد سے ہے جبکہ استغاثے کے گواہ لاہور، کراچی اور ملتان سے تعلق رکھتے ہیں۔ مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے ان لوگوں کا لاہور کی عدالت میں طویل سفر کرکے کذاب کے خلاف گواہی دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ کذاب کے قول و فعل سے ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ استغاثے نے اپنے موقف کی تائید میں چودہ گواہ پیش کئے جنہوں نے کراچی سے لاہور تک کذاب کی تسلسل کے ساتھ جاری اشتعال انگیز سر گرمیوں اور توہین رسالت کے جرم کے ارتکاب کی گواہی دی۔ کذاب اپنی صفائی میں اپنے سوا کوئی دوسرا گواہ پیش نہیں کرسکا حالانکہ اسے ایسا کرنے سے کسی نے نہیں روکا۔ عدالت میں خود اس نے محض اپنے بیان کے بعد ہی صفائی مکمل ہو جانے کی کارروائی ختم کرنے کا اعلان کیا۔ کذاب کو کم از کم اپنے ان دو ''صحابیوں'' عبدالواحد اور زید زمان ہی کو اپنی صفائی میں عدالت میں لانا چاہیے تھا جن کے ''صحابی'' ہونے کا اعلان اس نے کراچی ہی میں نہیں چوک یتیم خانہ لاہور کی مسجد بیت الرضا میں بھی سو سے زائد افراد کی موجودگی میں 28-2-1997 کو نام نہاد ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کے موقع

پر کیا تھا۔ اس موقع پر آڈیو اور ویڈیو میں ریکارڈ شدہ تقریر میں کذاب نے حاضرین میں اپنے سو مزید ''صحابیوں'' کی موجودگی کا بھی اعلان کیا تھا۔ ان نام نہاد سو ''صحابیوں'' میں سے بھی کسی کو کذاب کی صفائی میں گواہ کی حیثیت میں پیش ہونے کی توفیق نہ ہو سکی البتہ ان میں سے ایک محمد علی ابو بکر کذاب یوسف کے خلاف عدالت کے روبرو گواہی کے لئے ضرور آئے اور انہوں نے اس کے کرتوتوں سے عدالت کو آگاہ کیا۔

استغاثے کے گواہوں نے28-2-1997 کے مسجد بیت الرضا میں منعقد ہونیوالے ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر نماز جمعہ کے اجتماع میں ایک سو سے زائد افراد کی موجودگی تسلیم کی تھی۔ کذاب اپنی صفائی میں پاکستان کے چودہ کروڑ عوام میں سے کسی ایک کو بھی عدالت میں پیش نہ کرسکا کہ یہ شخص ان افراد میں شامل تھا جس کا استغاثے کے گواہوں نے اجلاس میں موجود ہونے کا خود اعتراف کیا ہے لیکن ایسا نہیں کیا گیا پھر بھی عدالتی فیصلے کو تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور کہا جارہا ہے کہ عدالت نے ملزم کی جانب سے پیش کی جانیوالی صفائی کو اہمیت نہیں دی۔ دوسری جانب مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے چودہ افراد نے جن میں عشق رسولؐ اور ناموس رسولؐ کے تحفظ کے جذبے کے سوا کوئی دوسری قدر مشترک نہیں تھی۔ کذاب کے خلاف کھل کر گواہی دی۔ وکیل صفائی ان گواہوں کی کذاب کے ساتھ کوئی دشمنی' مخالفت یا سازش کو ثابت نہ کرسکے اور نہ ہی کسی ایسے پہلو کی نشاندہی کرسکے جو انہیں کذاب کے خلاف گواہی کے لئے دنیاوی مفاد کی غرض سے متحد کئے ہوئے تھا۔ وکیل صفائی کی جرح استغاثہ کے گواہوں کو ان کے موقف سے نہیں ہٹا سکی۔

فاضل جج نے اپنے فیصلے کے 33 ویں نمبر شمار پر واضح طور پر تحریر کیا ہے

''اب یہ پہلو قابل غور ہے کہ آیا سب سے پہلے استغاثہ کا مقدمہ لیا جائے

یاشہادتوں کی بنیاد پر پہلے ملزم کا موقف لیا جائے۔ رسمی طور پر استغاثہ کو اپنا مقدمہ ثابت کرنا ہوتا ہے لیکن یہاں میں ملزم کی شخصیت کے جائزے کیلئے اس کے بیان کے تجزیئے کو ترجیح دوں گا"

فاضل جج کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے استغاثہ کی شہادتوں کے مقابلے میں ملزم کے بیان اور مبینہ طور پر اس کی جانب سے پیش کی جانیوالی شہادت ہی کو اپنے فیصلے کی ترجیحی طور پر بنیاد بنایا۔

ملزم نے خود ہی عدالت کے روبرو اپنے خلاف ثبوت فراہم کردیئے

کذاب یوسف نے اپنے بیان کے دوران ایک ویڈیو کیسٹ مارک جے عدالت میں پیش کی اور عدالت سے اسے دیکھے جانے کی استدعا کی۔ اس سے قبل استغاثہ کی جانب سے پیش کی جانیوالی آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں ملزم کو مہیا کی گئی تھیں۔ فاضل عدالت نے ان کیسٹوں کا اپنے فیصلے میں واضح الفاظ میں حوالہ دیا ہے اور کہا ہے کہ ملزم کے وکیل نے بھی ان کے چیمبر میں سمعی و بصری کیسٹ سنے اور دیکھے جن کے بعد ملزم کے وکیل کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ "ملزم مکمل طور پر اس کا ذمہ دار ہے"۔

جب ملزم کا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت بیان قلم بند کیا جارہا تھا تو ملزم کی جانب سے فراہم کی جانیوالی آڈیو کیسٹ مارک جے اور استغاثہ کے آڈیو و ویڈیو کیسٹوں پی 2' پی 5 اور پی 1 کو دیکھنے اور سننے کے بعد فاضل جج کو اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی کہ خود ملزم کی طرف سے پیش کی جانیوالی ویڈیو کیسٹ اور استغاثہ کے آڈیو ویڈیو کیسٹوں کی آواز اور تصویر ملزم یوسف ہی کی تھیں اس طرح ملزم جس نے بڑی چالاکی سے تفتیش کے دوران استغاثہ کے آڈیو و ویڈیو کیسٹوں کے موازنے کیلئے اپنی آواز ریکارڈ کرانے سے انکار کردیا تھا

خود غیر ملکیوں کے ساتھ اپنی انٹرویو کی ویڈیو کیسٹ عدالت میں پیش کر کے اپنے ہی بنے ہوئے جال میں پھنس گیا۔ لو اپنے ہی دام میں صیاد آ گیا۔

کذاب یوسف اطاعت رسولؐ حاصل کرنے کی بجائے سر کشی کی راہ پر گامزن تھا اور اس نے اسی رجحان کے تحت اپنے باطل نظریات کے پرچار کیلئے عدالت کے پلیٹ فارم کو مناظرے کے طور پر استعمال کرنے کی اسی انداز میں کوشش کی جس کا سہارا لیکر مرزا غلام احمد قادیانی اپنی دکانداری چمکاتا رہا۔ اسی ذہن اور جذبے کے تحت کذاب نے عدالت کو مخاطب کرتے ہوئے جو الفاظ کہے وہ کچھ یوں تھے

''میں نے براہ راست اور اپنے وکیلوں کے ذریعے عدالت میں پیغامات دیئے کہ اگر کسی قسم کی غلط فہمی ہو تو ہمیں مل بیٹھ کر نہایت خیر سگالی کے جذبے اور جائز طریقے سے اپنے اختلافات طے کرنے چاہئیں لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر جن کے بارے میں وہی بہتر جانتے ہیں انہوں نے کبھی ہماری پیش کش قبول نہیں کی اور نہ کبھی تبادلہ خیالات کا موقع فراہم کیا''

کذاب عدالت میں اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا کرتا تھا اور اس کا انداز تخاطب مغل شہنشاہوں کا سا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی ظل الٰہی عدالت سے نہیں بلکہ اپنے دربار میں اپنی رعایا اور درباریوں سے مخاطب ہو۔

جو شخص عدالت میں اپنے آپ کے پیغمبر اسلام سے مشابہت کے الزام کی تردید کی بجائے ڈھٹائی کے ساتھ یہ اعلان کرے کہ '' ہمیں پیغمبر اسلام کے مثل ہونا چاہیے اگر کوئی پیغمبر اسلام جیسا ہے تو وہ گستاخ یا توہین آمیز نہیں اگر کوئی حضورؐ جیسا نہیں تو وہ گستاخ ہے'' جو یہ کہے کہ ''وقت کے پیغمبروں کو ہمیشہ ان کی حیثیت سے

محروم رکھا گیا ہے اور ماضی کے پیغمبروں کی تعریف کی گئی ہے''
گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔

جو یہ کہے کہ ''انسانیت کی انتہا یہ ہے کہ پیغمبر اسلام اور انسان کے درمیان کوئی راز نہ ہو''مسلمان ایسے شخص کے ساتھ رواداری کے کیونکر متحمل ہوسکتے ہیں؟ جبکہ قرآن حکیم میں واضح طور پر صحابہ کرامؓ تک کو خبردار کیا گیا کہ ''اپنی آواز رسول اللہؐ کی آواز سے نیچی رکھیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری آواز رسول اللہؐ کی آواز سے بلند ہو جائے اور تمہارے سارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں کانوں کان خبر تک نہ ہو''اس قرآنی حکم کے بعد صحابہؓ تک کانپ گئے اور حضرت عمرؓ جیسی جید شخصیت نے بھی جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے اپنی آواز کے قدرتی طور پر بلند ہونے کی بنا پر مسجد نبویؐ میں نماز سے پہلے آنا ہی چھوڑ دیا وہ اس وقت مسجد میں داخل ہوتے جب تکبیر پڑھی جا چکی ہوتی اور رسالت مآبؐ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ چکے ہوتے۔ سلام پھیرنے کے ساتھ ہی حضرت عمرؓ مسجد سے فوراً نکل جاتے۔ رسالت مآبؐ کو آخر پوچھنا پڑا کہ عمرؓ کو کیا ہوا وہ کیوں نظر نہیں آتے؟ جب سرکار دو عالمؐ کو بتایا گیا کہ حضرت عمرؓ قرآن کی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ڈر گئے جس میں رسولؐ کی آواز سے کسی کی آواز بلند ہونے پر اس کے اعمال اکارت کردیئے جانے کی تنبیہ کی گئی ہے چونکہ حضرت عمرؓ کی آواز قدرتی طور پر بلند ہے انہیں خدشہ ہے کہ جب بھی وہ بولیں گے تو ان کی آواز سرکارؐ کی آواز سے اونچی ہو گی اس لئے وہ رسالت مآبؐ کا سامنا کرنے سے کترانے لگے ہیں اور نماز شروع ہونے کے بعد مسجد پہنچتے ہیں اور سرکارؐ کے سلام پھیرتے ہی فوراً جماعت سے اٹھ کر مسجد سے باہر چلے جاتے ہیں جس پر رحمت اللعالمینؐ نے حضرت عمرؓ کو کمال شفقت سے ایسا کرنے سے روک دیا۔

قرآن حکیم میں ایک ایسی آیت بھی موجود ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ

نے مقامِ خاتم النبینؐ بطور خاص واضح کیا ہے۔ قرآن میں بے شمار رسولوں کا ذکر آیا ہے لیکن کسی بھی نبی کے احترام اور مقام کے بارے میں اس انداز سے احتیاط اور تخصیص روا نہیں رکھی گئی جس کا مظاہرہ خالق کائنات نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے قرآن پاک میں کیا ہے۔ مقام محمد ﷺ واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کیلئے قرآن حکیم میں یہ لازم قرار دیا تھا کہ وہ سرور کائنات ﷺ سے مخاطب ہونے اور بات کرنے سے قبل اس کی زکوٰۃ اور صدقہ دیا کریں' جبکہ سرکار دوعالم ﷺ کا نام لینے سے قبل ان پر درود بھیجنا بھی اللہ رب العزت قرآن حکیم میں لازم قرار دے چکا تھا۔ رسالت مآب ﷺ سے مخاطب ہونے کے لیے زکوٰۃ کی ادائیگی کی آیت نازل ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ کو تین دن تک چپ لگی رہی اور کسی کو بھی سرکار دوعالم ﷺ سے بات کرنے کی ہمت نہ ہوسکی۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ صحابہ کرامؓ زکوٰۃ اور صدقے کی ادائیگی کے قابل نہیں تھے یا بہت زیادہ غریب تھے' بلکہ اس کی وجہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے جلال سے ان کا ڈر جانا تھا۔ کسی بھی دوسرے نبی کے ساتھ اللہ رب العزت نے یہ تخصیصی طرز عمل اختیار نہیں کیا تھا۔ تین دن کی خاموشی کے بعد حضرت علیؓ ہی وہ واحد شخصیت تھے جنہیں اس منفرد فرمان الٰہی پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے زکوٰۃ وصدقے کا نذرانہ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں رسالت مآبؐ کے سامنے رکھا اور پھر ان سے مخاطب ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے رحمت للعالمین ﷺ کی امت کے ساتھ بے پایاں شفقت اور بے چینی دیکھ کر اس آیت کا اطلاق منسوخ فرمادیا۔

نبی کریم ﷺ جیسا بننے کی کوشش کرنے سے صحابہ کرامؓ تک کو رسالت مآب ﷺ نے خود منع فرمایا۔ سرکار دوعالم ﷺ نے اس وقت صحابہ کرامؓ کی سرزنش فرمائی جب انہوں نے رسالت مآب ﷺ کو سحری وافطاری کئے

بغیر تسلسل کے ساتھ روزے رکھتے دیکھ کر ان جیسا بننے کی کوشش کی اور سحر و افطار کے بغیر خود بھی روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ دوسرے ہی دن مسجد نبویؐ میں نمازیوں کی تعداد میں کمی دیکھ کر رحمت اللعالمین ﷺ نے صحابہؓ سے اس کی وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کی طرح روزے رکھ کر اتنے کمزور ہو چکے ہیں کہ ان میں مسجد نبویؐ آنے کی ہمت اور صلاحیت باقی نہیں رہی۔ وہ کمزوری اور نقاہت کی بنا پر چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہے۔ اس پر سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو سب کے سامنے تنبیہہ کی اور فرمایا تم میرے جیسا بننے کی کوشش کر رہے ہو، خبردار ایسا مت کرنا تمہیں کیا پتہ اللہ میری سحری و افطاری کا انتظام کہاں سے اور کیسے کرتا ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی جانب سے صحابہ کرامؓ کو ان جیسا بننے سے روک دیئے جانے کے واضح حکم کے بعد بھی اگر چودہ سو سال بعد کوئی سرپھرا عدالت میں رسولؐ کے مثل ہونے کے دعوے پر مصر رہے تو عدالت اس کے بارے میں کس نتیجے پر پہنچے گی۔ ان واضح احکامات کی روشنی میں ایک کلمہ گو جج کیونکر کسی چرب زبان سے رعایت کرنے کا متحمل ہو سکتا ہے جبکہ تمام علماء کرام، مفسرین و محدثین اور اولیاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ تمام صحابہ کرامؓ اہل بیت ملکر بھی نبی نہیں بن سکتے اور اسی طرح تمام نبی مل کر بھی خاتم النبیینؐ اور رحمت اللعالمین ﷺ جیسے نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں کذاب کا مثل رسولؐ ہونے کے دعوے کو کون قبول کر سکتا ہے۔ فاضل جج نے تو اپنے فیصلے میں کذاب کی ہرزہ سرائی کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ تمام پیغمبر مل کر بھی محمد مصطفیٰ ﷺ نہیں بن سکتے۔

جو شخص عدالت کے اندر توہین رسالت کے رویے پر قائم رہے اور اپنی خلافت عظمیٰ کا سرٹیفکیٹ عدالت کے روبرو پیش کر دے تو وہ یقیناً سزا کا مرتکب ٹھہرے گا۔

آج کے دور میں اگر کوئی شخص کسی وزیراعظم یا دیگر حکومتی عہدے دار کا جعلی خط لیکر لوگوں کو مرعوب کرتا پھرے' ان پر رعب ڈالے اور بلیک میلنگ کے ذریعے مفادات حاصل کرے اسے جعل ساز قرار دے کر اس پر تعزیر نافذ کی جاتی ہے لیکن نام نہاد روشن خیالوں کو کذاب کی جانب سے سیشن جج لاہور کی عدالت میں رسالت مآب ﷺ کی طرف سے جاری کیا جانیوالا خلافت عظمٰی کا جعلی سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر دی جانیوالی سزا پر اعتراض ہے۔ یہ لوگ اس حوالے سے معترض ہیں کہ عدالت نبوت اور خلافت کے درمیان فرق نہیں سمجھ سکی۔ ان حلقوں کی خواہش تھی کہ عدالت کو کذاب کی جانب سے جعلی خلافت عظمٰی کے نام نہاد سرٹیفکیٹ پر مہر توثیق ثبت کرنا چاہیے تھی۔ اگر کسی ضلعی افسر کے جعلی خط کے ذریعے فائدہ حاصل کرنے والے شخص کو جعل سازی اور اس افسر کی توہین کا مرتکب قرار دے کر سزا دی جاسکتی ہے تو رحمت اللعالمین ﷺ کے نام سے عدالت میں پیش کی جانیوالی خلافت عظمٰی کی جعلی دستاویز پر ملزم کو سزا کیوں نہ دی جائے۔

کذاب نے ایک جانب تو رسالت مآب ﷺ پر بہتان باندھا۔ انہوں نے اسے خلافت عظمٰی ہی عطا نہیں کی بلکہ اس کا انگریزی میں سرٹیفکیٹ بھی ایسا جاری کیا جس میں کذاب کے نام پر لکھے ہوئے ﷺ کے لئے مخفف حرف ''ص'' مٹانے کیلئے فلوئیڈ استعمال کرنا پڑا۔ یہی نہیں کذاب نے کہا کہ اس سرٹیفکیٹ میں اس کیلئے امام کا لفظ بھی رسالت مآب ﷺ کی جانب سے لکھا گیا ہے۔ یعنی خلافت عظمٰی کے ساتھ ساتھ رسالت مآب ﷺ نے اسے امامت بھی عطا کر دی۔

کذاب کا سارا ڈھونگ ذاتی شہرت اور مذہب سے وابستگی رکھنے والے افراد کے جذبات کو ابھار کر ان سے رقوم بٹورنے اور مالی مفادات حاصل کرنے

کے سوااور کچھ نہیں تھا جس کا ثبوت عدالت میں استغاثے کے گواہ محمد علی ابو بکر کی شہادت سے کھل کر سامنے آیا۔ کذاب نے محمد علی ابو بکر سے 54 لاکھ روپے کے قریب رقم بٹوری اس میں سے کچھ رقم واپس کر دی اور کچھ ابھی تک واجب الادا ہے۔ ایسا شخص جس کی آمدنی کا خود اس کے بقول واحد ذریعہ فوج کے ریٹائرڈ کیپٹن کی حیثیت سے ملنے والی پنشن تھی ریٹائرمنٹ کے بعد کیونکر عیش و عشرت کی زندگی بسر کر سکتا ہے اور اسلام آباد' کراچی اور لاہور آنے جانے کیلئے ہوائی سفر کے اخراجات کا کیونکر متحمل ہو سکتا ہے۔ کذاب نے اپنے بیان میں خود اعتراف کیا کہ مدینہ منورہ میں اس کا کپڑے کا کاروبار ہے جس میں اس نے 24 لاکھ روپے کی سرمایہ کاری کر رکھی ہے۔ آخر یہ رقم اس کے پاس کہاں سے آئی؟

نوٹ:۔ کذاب کو فوج سے نکال دیا گیا تھا اور اسے کسی قسم کی کوئی مراعات فوج سے نکالتے وقت نہیں دی گئی تھیں کیونکہ یہ اخلاقی جرم میں فوج سے نکالا گیا تھا۔ ثبوت کے لیے آرمی کے کاغذات اور ریکارڈ کا عکس آئندہ صفحات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کذاب نے خود اپنے خلاف گواہی دی:

اللہ نے اس مقدمے میں اپنی قدرت کا انوکھا مظاہرہ کیا۔ روز قیامت کے بارے میں تو اس کا فرمان موجود ہے کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال کی گواہی خود اس کے ہاتھ پاؤں اور اعضاء دینگے لیکن اس مقدمے میں اللہ رب العزت نے روز جزا کی طرح خود کذاب سے خود اس کے خلاف گواہی دلوائی۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے ویڈیو کیسٹ عدالت میں پیش کیا جس سے عدالت کو استغاثہ کی طرف سے پیش کئے جانیوالے آڈیو ویڈیو کیسٹوں کے موازنے کا موقع ملا حالانکہ تفتیش کے دوران کاذب ان سمعی و بصری کیسٹوں کے موازنے کیلئے اپنی آواز

ریکارڈ کرانے سے انکار کر چکا تھا پھر اس نے صحیح بخاری کی تحفے سے متعلق حدیث کا حوالہ دیکر اس کی حد بھی اپنے آپ پر خود ہی نافذ کر لی۔ اس کی زبان اس کے خلاف بار بار گواہی دیتی رہی۔ کذاب نے اپنے بیان میں اعتراف کیا کہ اسے انگریزی، اردو، عربی اور فارسی سے واجبی سی واقفیت ہے لیکن وہ رسالت مآبؐ کی جانب سے خلافت عظمیٰ کا مبینہ سرٹیفکیٹ انگریزی میں پیش کر بیٹھا اور جب عدالت نے اس سے سرٹیفکیٹ میں تحریر بعض انگریزی الفاظ کا مطلب پوچھا تو وہ مطلب بیان نہیں کر سکا اور اس نے سوال کے جواب میں انگریزی کے وہی الفاظ دہرا دیئے جو سرٹیفکیٹ میں تحریر تھے۔

آیاتِ قرآنی کو شر انگیز قرار دیا:

کذاب نے عربی زبان سے اپنی عدم واقفیت کے باوجود قرآن کی آیت کے نعوذ باللہ شر انگیز ہونے کا عدالت میں نہایت فخر سے تذکرہ کیا اور اس نے قرآن کے تمام تراجم کے غلط ہونے اور بعض آیات کے شر انگیز ہونے پر اصرار کر کے اپنے مردود ہونے پر مہر ثبت کر دی۔ اس نے اس سرٹیفکیٹ کے حوالے سے اللہ، اس کے رسولؐ اور قرآنی آیات کا مذاق اڑانے کی جو کوشش کی اس کے بعد وہ کسی نرمی اور رعایت کا مستحق نہیں۔ کیونکہ اللہ نے سورۃ توبہ کی آیات نمبر 65 اور 66 ایسے ہی مرتدوں اور کافروں کے بارے میں نازل فرمائی ہیں۔ فاضل جج نے بھی اپنے فیصلے میں ان ہی آیات کا حوالہ دیا ہے۔ ان آیات کا ترجمہ یوں ہے۔

آیت نمبر 65 ''اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے تم ان سے کہو کیا تم خدا، اس کی آیات اور اس کے رسولؐ سے ہنسی کرتے ہو''

آیت نمبر 66 ''اب بہانے مت تراشو تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے

ہو اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں تو دوسرے گروہ کو ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہے"

کذاب نے عدالت میں جس ڈھٹائی کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کی توہین کی، عدالت کے اندر اپنے وکیل کو قرآن دیتے ہوئے جس اشتعال انگیز طریقے سے اس نے قرآن مجید کو میز پر پٹخا، جس طرح کذاب نے رسالت مآبؐ سے اپنی مشابہت، ان کا عکس ہونے، انسان اور رسول کے درمیان کوئی راز نہ ہونے اور حضرت محمد ﷺ جیسا ہونے کو عین اسلام قرار دیا، کذاب کے اس عمل کے بعد استغاثہ کی شہادتوں پر غور کرنے کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ عدالت کے اندر کذاب یوسف کے اپنے طرز عمل سے اس کے خلاف الزامات ثابت ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے اندر کے شر کی کھل کر نشاندہی ہوتی ہے۔ سیشن جج لاہور

دین پر اپنی رسائی پر اتراتے ہوئے اس نے قرآن میں "روح الامین" اور بعض دوسرے الفاظ سے مراد ذات رسالت مآب ﷺ قرار دیا، کیونکہ بقول اس کے مسجد نبوی کے بیرونی دروازوں میں سے بعض دروازوں پر اس نے اسماء النبی کی حیثیت سے یہ الفاظ لکھے دیکھے تھے اگر اللہ کی رحمت اسے میسر آئی ہوتی تو وہ ان دروازوں کے اندر بھی داخل ہو پاتا لیکن اسے یہ سعادت حاصل نہیں ہو سکی۔

حضرت ابو لبابہؓ کی توبہ کا واقعہ:

اگر یوسف کو مسجد نبوی میں داخل ہونے کا معنوی اور حقیقی موقع ملا ہوتا تو روضہ اقدسؐ کے انتہائی قریب مغرب کی جانب وہ ستون ابو لبابہ کی حقیقت سے

بھی آگاہ ہو سکتا تھا۔ اس ستون کو ستون توبہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس ستون کی حقیقت یہ ہے کہ ایک صحابی حضرت ابو لبابہؓ سے کوئی غلطی، خطا یا گناہ سرزد ہو گیا۔ جس کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ انہوں نے اس کا کسی کے سامنے اظہار کرنے اور معافی مانگنے کی بجائے خود کو سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ وہ اپنے نوجوان بیٹے کے ہمراہ کھجور کے درخت کا کئی فٹ لمبا تنا کندھوں پر اٹھائے رات کے اندھیرے میں مسجد نبوی پہنچے۔ زمین کی کھدائی کے لئے کدال اور کچھ رسیاں ان کے پاس تھیں۔ باپ بیٹے دونوں نے مل کر نہایت آہستگی اور خاموشی سے حجرہ عائشہؓ کے بالکل دروازے کے قریب چند فٹ کے فاصلے پر گڑھا کھودنا شروع کر دیا۔ یہی حجرہ عائشہؓ اب روضہ رسولؐ ہے۔ گڑھا کھودنے کے بعد کھجور کے تنے کو کافی گہرائی تک زمین میں دبایا گیا۔ مٹی سے وہ جگہ پھر سخت کی گئی اور حضرت ابولبابہؓ نے باہر کی جانب باقی کئی فٹ لمبے کھجور کے تنے کے ساتھ خود کو کھڑا کر کے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ انؓ کو اس درخت کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ ساتھ ہی انہوں نے ایک دوسری رسی سے اپنے ہاتھ بھی پیچھے کی جانب بندھوا لئے۔ والد کی ہدایت پر بیٹا گھر چلا گیا۔ صبح جب رسالت مآبؐ نماز کے لئے حجرے سے باہر تشریف لائے تو انہوں نے ابو لبابہؓ کو دیکھا۔ سرکار نے ان سے اس حرکت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے خطا سرزد ہو جانے کے بارے میں عرض کیا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود سزا دینے کے لئے اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔

رسالت مآب ﷺ نے حضرت ابو لبابہؓ کا اعتراف سننے کے بعد فرمایا:
''ابو لبابہؓ کوئی غلطی ہو گئی تھی تو میرے پاس چلے آتے، میں اللہ سے معافی دلوا دیتا۔ اب تم نے اپنا معاملہ براہ راست اللہ کے سپرد کر دیا ہے تو بھگتو۔'' رسالت مآب ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ انہیں اسی طرح بندھا رہنے

دیا جائے۔ صرف رفع حاجت اور نماز کی ادائیگی کیلئے کھولا جائے۔ ان کے پیچھے کی جانب بندھے ہوئے ہاتھ صرف ان وقت کھولے جائیں جب ابو لبابہؓ کو انتہائی بھوک اور پیاس لگی ہو۔ صحابہؓ جب حضرت ابولبابہؓ کو کھولتے تو پہلے سر کار دو عالمؐ سے اجازت حاصل کرتے۔ نماز کے لئے بھی سر کارؐ کی اجازت سے انہیں کھولا جاتا۔ پھر فوراً ہی رسالت مآبؐ ابو لبابہؓ کو ستون سے بندھوا دیتے۔ جب حضرت ابولبابہؓ کو ستون سے بندھے تین دن ہو گئے تو اچانک سر کار دو عالمؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ ابولبابہؓ کو کھول دیا جائے۔ اس وقت کسی نماز کا وقت تھا' نہ ابولبابہؓ نے رفع حاجت یا کھانے پینے کی کسی ضرورت کا اظہار کیا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی سوالیہ نظروں کو دیکھ کر رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ابولبابہؓ کو کھول دو' اس کی توبہ اللہ رب العزت نے قبول فرمالی ہے۔ بعد میں کھجور کا یہ تنا مقام توبہ کی حیثیت سے صحابہ کرامؓ میں مشہور ہو گیا اور جب مسجد نبوی کافی عرصے بعد تعمیر ہوئی تو اس تنے کی جگہ ایک پختہ ستون تعمیر کر دیا گیا' جسے آج تک ستون توبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ شہر نبویؐ کے مسافر اور حاضرین دربار نبویؐ اسی ستون سے لپٹ کر رسالت مآب ﷺ کے توسط سے اللہ رب العزت کے روبرو اپنے گناہوں کا اعتراف اور آئندہ گناہوں سے اجتناب کا عہد کر کے اللہ رب العزت سے توبہ کی قبولیت کے خواست گار ہوتے ہیں۔

کراچی میں جب مولانا شاہ احمد نورانیؒ سے میں نے کذاب یوسف کی گستاخی کا ذکر کیا تو انہوں نے ساری بات سن کر کہا کہ مقدمہ درج ہو چکا ہے اور ساری باتیں چھوڑ کر مقدمے کی پیروی کریں اور پھر ایک مصرعہ پڑھا تھا۔

باخدا دیوانہ باش وبا محمدؐ ہوشیار

جس کا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ عشق الٰہی میں تو دیوانوں جیسا رویہ اور طرز عمل برداشت کیا جا سکتا ہے لیکن عشق محمد ﷺ میں ایسا طرز عمل گستاخی

کہلاتا ہے۔ اسی لیے لوگ بیت اللہ میں اور میدان عرفات میں دیوانہ وار صدا لگاتے ہیں اور چیخ چیخ کر معافی مانگتے کھلے عام نظر آتے ہیں اللہ کو ''تو'' اور ''تم'' کہہ کر مخاطب کیا جا سکتا ہے لیکن سرکار مدینہ کے لیے یہ طرز تخاطب اختیار کرنا بھی گویا بے ادبی کے مترادف ہے۔ اسی بنا پر جب بیت اللہ اور میدان عرفات میں چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھانے والوں کو جونہی مدینہ پہنچ کر سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے تو عشق محمد ﷺ اور شفقت نبوی سے سرشار یہی لوگ آداب نبویؐ کے ایسے پابند ہو جاتے ہیں کہ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر انتہائی وارفتگی کے عالم میں اس انداز میں اپنی سسکیوں پر قابو پاتے نظر آتے ہیں کہ ان کے چہرے' داڑھیاں اور دامن آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کی جھڑی سے تر ہو چکے ہوتے ہیں لیکن یہ بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنی آواز محض اس بنا پر دبائے رکھتے ہیں کہ مبادا یہ گستاخی ہو۔

ایک لڑکی کو اس کے شوہر کے طلاق دلوانے کے حوالے سے مریدوں کو لکھے گئے نہایت ہی اہم خط کا مکمل متن جو کذاب کی خرافات کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔

کذاب یوسف کا اپنے مریدوں کے نام 15 جولائی 1994ء کو لکھے گئے خط کا عکس اور مکمل متن قارئین کیلئے پیش کیا جا رہا ہے اس خط کا پس منظر کچھ اس طرح سے ہے کہ کراچی کی ایک شادی شدہ لیڈی ڈاکٹر اس ملعون کو پسند آ گئی اس نے مختلف حربوں سے اسے اپنے اثر میں لے لیا' پھر اس کے شوہر' سسر اور لڑکی کے باپ کو مجبور کیا کہ دونوں میاں بیوی میں علیحدگی ہو جائے تا کہ اس لیڈی ڈاکٹر کی باقی زندگی (نعوذ باللہ) حضور کی ہمر کابی میں گزرے۔

اس خط کے آخری جملے بہت اہم ہیں۔ ان جملوں میں ملعون یوسف کہتا ہے کہ ''ہمیں آپ سے بہت پیار ہے یہ وہ پیار نہیں جو بشر کو بشر کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ یہ وہ پیار ہے جو نور کو نور سے 'اللہ کو بندے سے اور رسولؐ کو غلام سے ہوتا ہے ' اس پیار کی قدر کریں۔''

نوٹ: اس خط میں خواتین و مردوں کے مکمل نام لکھنے کی بجائے ان کے ناموں کے پہلے حروف لکھے جا رہے ہیں تا کہ حقائق سے تو لوگ آگاہ ہو سکیں مگر جن کا ذکر ہے ان کے ناموں پر پردہ پڑا رہے۔ اس خط میں اسلم ملک کا ذکر ہے 'یہ وہی بریگیڈیئر (ر) اسلم ملک ہیں جو بعد میں کذاب یوسف کے خلاف توہین رسالت کے مقدمے میں پہلے گواہ بنے۔

مریدوں کے نام کذاب کے خط کا مکمل متن

15 جولائی 1994ء

ہمارے بہت ہی پیارو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

Test Debriefing آپ کے جائزے کی خاطر حاضر۔

(1) پس منظر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے صدقے اپنے ایک عبد خاص کو اس قابل بنادیا ہوا ہے کہ وہ ''اہل'' کو حضور پاکؐ سے ملوا سکتا ہے۔ حضور پاکؐ سے ملاقات کے بعد ہی انسانی معراج کی ابتدا ہوتی ہے۔ ان شاء اللہ ربیع الاول یوم میلاد سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کراچی میں ایک خوش نصیب کی آپؐ سے ملاقات ہونی ہے۔ آپ کا خاندان اچھا لگا' اس میں سے (1) اسلم شیخ' (2) لڑکی ''غ'' (3) لڑکی ''ت'' اور اس لڑکی کا شوہر ''ن'' کا انتخاب ہوا۔ (مشروط)

(2) ''غ'' آزاد ہو جاتیں تو اسی دنیا میں ان کی زندگی حضور پاکؐ کی

ہر کابی میں گزرتی' ظاہر اً ''غ'' کے شوہر ''ن'' کیلئے یہ ایک قربانی تھی اس لئے اس کا انعام آپؐ کے ساتھ ملاقات تھی۔ ''ن'' نے یہ قربانی نہیں دی اب وہ جانیں اور ان کے مرشد۔ ''غ'' سے ہم خوش ہیں' انشاءاللہ جب آزاد ہوں گی حضورؐ کے پاس ہوں گی۔ یہ آزادی انتقال سے پہلے ہوئی تو پہلے' اگر انتقال کے بعد ہوئی تو انتقال کے بعد قرب رسول کریمؐ عطا ہو گا جس کے بعد دیدار ذات حقؐ اور معراج عطا ہو گا' ان شاء اللہ۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

یہ ٹیسٹ قرآن حکیم سورۃ بقرہ کی آیات 151 تا 157' سورۃ التوبہ کی آیات نمبر 24` 128` 129 اور سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر 2 کے تحت لیا گیا۔ ایسا ٹیسٹ پہلی مرتبہ نہیں' ہمیشہ سے لیا جاتا رہا ہے۔ سیدنا اسماعیل علیہ اسلام نے حکم ملنے پر اپنی بیوی کو چھوڑا' حضرت زیدؓ نے حکم ملنے پر اپنی بیوی حضرت زینبؓ کو چھوڑا اور آپ کے کراچی میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص نے اپنے باباجی کے حکم پر اپنی نوبیاہتا بیوی کو چھوڑا...... کون سی نئی بات ہے' سمندر میں لاکھوں کروڑوں قطرے ہوتے ہیں لیکن کوئی قطرہ موتی بنتا ہے اور پہاڑوں میں کتنے پتھر ہوتے ہیں لیکن چند ایک ہیرا بنتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محبت' اللہ کے رسولؐ سے محبت اور مصلحت یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ کراچی سے روانگی والے دن صبح حضرت اسلم ملک کے گھر پر ناشتہ کرتے وقت آپ کو سب کچھ واضح کیا تھا نا!

(3) اپنے اطمینان قلب کیلئے ساری انسانیت اور سارے عالم اسلام سے قرآن کی حقیقت معلوم کریں' یہ معلوم کریں کہ سیدنا محمد بن عبداللہ اس وقت کہاں ہیں؟

رشتے داری کی محبت دنیا تک محدود ہے جبکہ ہماری محبت ابدی ہے

سیدنا محمدؐ رسول اللہ کہاں ہیں؟ غزوہ ہند کی حقیقت کیا ہے؟ بے شمار سوالات ہیں جس سے کسی کا مقام جانچا جا سکتا ہے۔ رکوع و سجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بجائے سبحان اللہ کیوں نہیں؟ درود ابراہیمی میں ''سیدنا'' کیوں نہیں؟ پورے عالم اسلام میں یا پوری کائنات میں حضورؐ کے نائب خاص نائب اعلیٰ کون ہیں؟ جو بھی ہیں انہیں پورا قرآن تو عطا ہوا ہی ہو گا نا؟ اس سے آپ کو اپنے حضرت کا اندازہ ہو گا' ہم سے وابستہ ہوں اور کمال پر نہ پہنچیں 'یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ الحمد للہ' کیا اس جہاں میں کوئی ہے جو آپ کی ملاقات حضورؐ سے شروع کروا کر آپ کو انتہائی کمال پر پہنچا دے؟ ہمیں تو آپ سارے جہاں سے پیارے ہیں؟ ہمیں آپ سے بے انتہا محبت ہے 'رشتہ داری کی محبت اس

آپ پر بہت حملے کئے پھر بھی کامیاب نہیں ہے۔ ہم آپ کو دیکھتے رہے ہیں۔ ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ ہمارا عہد تعلق کبھی بھی نہیں ٹوٹ سکتا" یہ کوئی پیر کے ساتھ بیعت نہیں، وہ بھی توڑی جائے تو اس کا وبال اپنے نفس پر ہوتا ہے (48:10) آپ سب ہمارے اور ہم آپ کے ہیں، غلط فہمی کو ترک کردیں، اعلیٰ منازل کیلئے اعلیٰ امتحان ہوتے ہیں۔ ارے یہاں تو کالج میں داخلہ میٹرک کے بعد ملتا ہے اور میرٹ کے مطابق ہوتا ہے۔ حضورؐ تک پہنچنے کیلئے کوئی امتحان نہ ہو؟ اس میں آپ کی بہتری ہے جو کچھ آپ کے خاندان میں ہوتا رہا اس کے پس منظر میں جو کالم لکھے ان کی نقل پیش خدمت ہے۔ ہمیں آپ سے بہت پیار ہے، یہ وہ پیار نہیں جو بشر کو بشر کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ یہ وہ پیار ہے جو نور کو نور سے، اللہ کو بندے سے اور رسولؐ کو غلام سے ہوتا ہے اس پیار کی قدر کریں، کوئی وضاحت ہو تو ان شاء اللہ ملاقات پر

والسلام، مع الدعا آپ کا حضرت آپ کا نور۔

کذاب یوسف کی ویڈیو کیسٹ سے چند اقتباسات

بڑی اعلیٰ محفل تھی ملائے اعلیٰ میں جو مجلس نبی کریمؐ ہوئی ہے۔ کسی عاشق نے رب کریم کو ایک بات کہہ دی کہ رب کریم یہ عجیب بات نہیں ہے کہ مسجد نبوی کتنی شاندار بنائی جارہی ہے، کتنی شاندار بن رہی ہے۔ لاکھوں کروڑوں روپے اس پر خرچ ہوگئے ہیں اس کے برعکس خود رسول اللہ جا کر کہیں تو ان کی بات یہ لوگ نہ مانیں تو آپ نے اتنا اختیار سعودی حکومت کو کیوں دیا ہوا ہے۔ رب کریم آگے سے جواب دیتے ہیں جو مالک ہوتے ہیں ان کی خدمات کیلئے خادم کام کرتے ہیں، یہ خادم ہیں حرمین شریفین کے کس کیلئے حرمین شریفین سجایا جارہا ہے۔ بارات سجائی جاتی ہے۔ دلہا بعد میں آتے ہیں دلہا کام نہیں کیا

کرتے۔ دلہا کام نہیں کیا کرتے۔ اللہ اکبر بہت خوبصورت مشاہدہ ایک سناتے ہیں۔ اسلام آباد ہے۔ جم غفیر ہے ایک نورانی صورت بیٹھی ہوئی ہے۔ اوپر لوگ پوچھتے ہیں کون ہیں آپ لوگ پوچھتے ہیں کون ہیں آپ ہاتھوں میں کنکریاں لیکر کہتے ہیں ہم وہ ہیں جن کے ہاتھوں میں کنکریاں کلمہ پڑھتی ہیں (اونچا اونچا لا الہ الا للہ کی آواز آنی شروع ہو جاتی ہے۔) کہا جہاں ہم ٹھوکر ماردیں وہاں چشمے ابل پڑیں۔ ہر طرف پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ پرانی باتیں تھیں۔ استغفر اللہ میری مجال نہیں ہے کہ سیرت پاک کا ذکر کر سکوں۔ میری مجال نہیں ہے۔

میں نے تو رب کریم سے درخواست کی تھی کہ یہ زبان حاضر ہے۔ اس زبان پر آپ اپنے محبوب کی باتیں خود کریں۔

بھئی سیرت تو ان کی لکھی جاتی ہے جو ایک خاص وقت تک آئے ہوں اور چلے گئے ہوں جن کا ہر لمحہ ایک نئی جلوہ گری دکھارہا ہو۔ میں ان کی سیرت کیسے لکھوں۔ آپ مجھے بتائیں میں سپر سونک کی تصویر لینا چاہتا ہوں۔ میں کیمرہ لیکر کھڑا ہو گیا ہوں ابھی میرا کیمرہ سیٹ نہیں ہوا وہ آگے نکل گیا ہے۔ ''کل یومٍ ھوَ فی شان'' ہر ہر لمحہ وہ نئی جلوہ گری سے جلوہ گر ہو رہے ہیں۔

اس مسکین نے تو ان کو دیکھ کر یہی اعتراف کیا ہے۔ جب سے آپ کو دیکھا ہے عالم نو دیکھا ہے۔ مرحلہ طے نہ ہوا آپ کی شناسائی کا' یاد رکھئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم نے چلے جانا تھا یہاں سے ایک دو دن کے بعد لیکن اپنے پیاروں کیلئے پروگرام بدلا ہے۔ اگلا جمعہ 9 ربیع الاول ہے۔ یہ کائنات کا خاص ترین دن ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق 12 ربیع الاول نہیں ہے' 9 ربیع الاول ہے۔ سرکاری طور پر جو مرضی کریں ہمارے تو ہر ہر لمحہ ہیں اور 9 ربیع الاول اس لئے اہم ہے کہ پہلی دفعہ ذات حق نے فیصلہ کیا زمین پر ہمیشہ کیلئے آنے کا یہ نقطہ آغاز کس کا ہے۔ ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کا اپنی توفیق کے مطابق 9 ربیع الاول کو لڈو

تقسیم کیجیۓ گا۔ کسی کا بیٹا ہو جاتا ہے تو وہ خوشی مناتا ہے۔ ہم ان شاء اللہ یہاں بیٹھ کر خوشی منائیں گے اور ہمیشہ کی طرح ہماری بھی درخواست ہو گی کہ نہ تو ہمیں لڈوؤں سے غرض ہے نہ تقریر سے غرض ہے وہ تو پھول بن کر آئیں گے اور ہر طرف پھول ہی پھول بکھیر دیں گے۔ پر رب کریم آپ خود موجود ہوں' یہاں پر ذات حق آپ خود موجود ہوں۔ آقا کہہ لیں یا کچھ کہہ لیں خود ہماری اس مسکین کی محفل میں موجود ہوں۔

اِذقَالَ رَبکَ لِلمَلٰئکَتہِ اِنّی جَاعِل فِی الاَرضِ خَلِیفَه

یہ بات آقائے دو جہاں سنا رہے ہیں ۔ حضور سیدنا محمد مصطفیٰ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ۔ آیئے آپ کو Observe کریں۔ آپ ہیں ملائکہ میں آتا ہوں کہتا ہوں بولیں اس کے منہ سے وہ بولے۔

آپ کے رب نے کہا ملائکہ سے ۔ کس نے کہا' جو سامنے بیٹھا ہے اسی نے تو کہا۔ میں اس زمین میں خلیفہ بن کر جانیوالا ہوں میں بہ نفس نفیس اس دنیا میں خلیفہ بن کر جانیوالا ہوں۔ اسی طریقے سے جب مشبہ شکل بنا کر ملائکہ کو دکھا کر ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پہ بہ نفس نفیس خلیفہ بن کر جانیوالا ہوں۔ انہوں نے آگے سے کہا کہ زمین پر انسان فتنہ فساد مچاتا ہے۔ آگے سے جواب دیا۔ آپ نے جواب دیا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ سین بدلا' اپنے آپ پر ایک لباس پہن کر ملائکہ آدم سمجھتے رہے حقیقت میں خود رہے کہا کہ بتاؤ سب کچھ کیا ہے چیزوں کی انتہا بتاؤ چیزوں کی ماہیت بتاؤ۔ ساری ماہیت بتائی اپنی حقیقت چھپائی حتیٰ کہ اللہ کو کہنا پڑا۔ سورہ مائدہ کہ اے رسول کریم جو کچھ آپ ہیں بتائیں ان کو کہ آپ کے رب نے آپ کو نعمت دی ہے اس کو بتائیں کہ آپ کیا ہیں۔ کس طرح بتایا پھر کوئی جواب نہیں۔ کوئی جواب۔ ظاہری طور پر آپ کی بیوی ہیں سیدہ عائشہؓ آتی ہیں' السلام علیکم' السلام علیکم کوئی

جواب نہیں۔ السلام علیک الصلوٰۃ والسلام علیک یارسولؐ اللہ کوئی جواب نہیں۔آپ جب الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسولؐ اللہ کہتے ہیں بعض اوقات جواب نہیں آتا کیونکہ زوجہ ظاہری طور پر جھنجھوڑتی ہیں کہتے ہیں ''من انتَ ''؟ڈرجاتی ہیں کہ عربی زبان میں تو عورت کو ''من انتِ '' کہا جاتا ہے توآپ کون ہیں۔یہ ''من انتَ '' کیوں کہہ رہے ہیں وہ بھی عربی کے اتنے ماہر زیرزبر کی جہاں غلطی ہوں وہاں مستی ہوتی ہے غلطی نہیں ہوتی ڈر گئیں کہتی ہیں عائشہ ' کہتے ہیں کون عائشہ ؟ کہتی ہیں عائشہ بنت ابی بکرؓ کہتے ہیں کون ابی بکرؓ' ذرادل تھام کر بیٹھئے گا عائشہؓ زوجہ محمدؐ کہتے ہیں کون محمدؐ' ظاہری ظاہری انداز بھی ہیں اور ظاہری رشتہ دار بھی ہیں۔ داماد ہیں سسر ہیں ابو بکرؓ دونوں کو لے آتی ہیں وہ کہتے ہیں ہمراہ رہیں تھوڑے ''من انت '' آپ کون ہیں۔اب وہ ''انا احمد بلا میم انا احمد بلا میم '' آگے بولنے والی بات نہیں ہے۔یارو دیکھو تو سہی کہاں کہاں اشارے ہیں۔اگر تو محمد رسول اللہ غیر ہیں تو اللہ ان کا انعام بتائیں۔اگر انعام نہیں دے رہے تو ان کو وہ کون ہیں۔یا اللہ دلیل دے نہیں سکتے ہم رمز ہے اپنے پیاروں کو ہم نے دینی ہے یہ چیز تحفہ یہ ہمارا چیلنج ہے۔ کس کی وجہ سے ؟رب کریم کی عطا کی وجہ سے کسی کو کوئی حق نہیں ہے کہ رسول اللہ کہلائے۔ اللہ نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم جانے والے ہیں۔ کہا تھا ہم میں ایک ایک خلیفہ ہے 'اللہ کا خلیفہ ایک ہے وہ خلیفہ ' کیا وہ جن کا خلیفہ ہے ان جیسا نہ ہو۔ علماء کرام بتائیں مجھے کوئی دلیل کہ سورہ اشراق کی آیت نمبر **11** میں جواب لکھا ہے۔

یادرکھئے آپ مبارک لوگ ہیں آپ بہت مبارک لوگ ہیں۔ محمد مصطفیؐ کی جلوہ گری جوفی زمانہ ہے کبھی تھی نہ کبھی ہو گی۔یہ نہایت اپنے عروج پر ہے۔ ہم سب خوش نصیب ہیں

کہ اس دور میں پیدا ہوئے۔ انسانی معراج انتہا پر چل رہی ہے۔

ایک بات یاد رہے لطف بہت آتا ہے۔ آپ سب سے میں درخواست کروں گا کوئی پیچھے نہ ہو میرے اس مسکین کی بات آپ اس لئے نہ مانیں کہ اس مسکین سے آپ کو محبت ہے۔ آج ہم نے بات وہ ماننی ہے۔ یہ فیصلہ کرلیں جو قرآن کہہ رہا ہے اور القرآن کے صدقے کہہ رہا ہے اور القرآن کی برکت سے کہہ رہا ہے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ اے رب کریم بر نگ رسالت کی زبان پر بولیں اور بر نگ صحابہ یہ سب پیارے نہیں کوئی غلطی نہ میں کروں نہ یہ سنیں۔

بہترین بہترین انبیاء، جز محمدؐ نیست در ارض و سماں

انبیاء اور تمام میں ان کے سردار بھی ہیں اور بہترین بھی ہیں۔ آسمان کھنگال کر دیکھ لو، زمین و آسمان کھنگال کر دیکھ لو، محمدؐ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ سمجھ آئی۔ پانی اپنی رہانہ، یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اپنی جلوہ گری ہے۔ کہیں وہ مرشد کہلائی کہیں پیر کہلائی، کہیں قطب کہلائی کہیں نبی کہلائی کہیں محمدؐ کہلائی۔ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ سے محبت کب ہو گی اے اللہ مجھے آپ سے بڑا پیار ہے، اے اللہ مجھے آپ سے بڑا پیار ہے۔ اے اللہ میں آپ پر نثار ہوں، اے اللہ میں آپ پر قربان ہوں، اے اللہ میں آپ پر واری ہوں، کون نہیں کہہ سکتا بھئی محبت کا پتہ اس وقت چلتا ہے۔ اللہ خود آجائے میرے سامنے میرے جیسا بن کر میرے سامنے میرے جیسا بن کر آئے میں اپنی بکریوں کا دودھ اس کو پلاؤں پھر اس کے جوتے سیدھے کروں، ایک لمحے کیلئے میرے ذمے یہ بات آئے، میں میں ہوں وہ وہ ہے جب اللہ میرے سامنے میرے جیسا بن کر آجائے تو پھر بات ہوتی ہے، میں چھوٹے سے بچے پر جو نزول ہوا آپ کو سناتا ہوں۔ اس بچہ کی عمر بمشکل پانچ سال ہو گی۔ وہ پوچھتا ہے اپنی ماں سے اللہ کدھر ہے۔ میں اس سے پیار کرنا چاہتا ہوں۔ ذرا غور سے سنئے گا۔ چھوٹے سے بچے کی معرفت، اللہ کدھر ہے، میں اس

سے پیار کرنا چاہتا ہوں۔ ماں نے کہا اللہ ہر جگہ ہے' ہر طرف ہے تو اس نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ بولا میری اللہ سے ٹکر ہو گئی ہے' ہوئی نہیں ہے' تو کدھر ہے اللہ مجھے محسوس کرو' ارے چھوٹے سے بچے کی زبان سے نکلا اللہ کدھر ہے میں پیار کرنا چاہتا ہوں' ظاہری ...... خود ...... پھر وہ والدہ ہم سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ کیا اسے جواب دوں۔ میں نے کہا اسے اللہ سے ملوائیں کہا کہ وہ کیسے ملوائیں میں نے کہا جیسے ہی اسے بھوک لگے اس کے پاس دودھ لے کر جایئے اسے کہیں اللہ نے بھیجا ہے۔ وہ کہے کیسے اللہ نے بھیجا ہے تو کہیں اللہ نہ ہوتا تو میں تمہارے لئے دودھ کیسے لیکر آتی۔ وہی تو پیار کر رہا ہے' وہ لپٹ گیا اور اپنی ماں کو چومتا چومتا کہنے لگا میں اپنی ماں کو پیار نہیں کر رہا اللہ کو پیار کر رہا ہوں۔ اب اگر آپ مزہ لیں تو گھر جا کر مزہ لیں اور یہاں بیٹھ کر سنیں۔

اور تمام عالم اس پر اٹکے ہوئے ہیں۔ کیا کہہ دیا کہ اِنَا اَرسلنک شاھدا آپ تو سمجھ گئے نا "**اِنَّا اَرسَلنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبشِرًاوَّ نَذِیرًا**" یہ کوئی بشر نہیں ہے۔

ہم نے آپ کو بھیجا ہے جو کچھ آپ نے دیکھا ہے وہ بیان کرنے کیلئے۔ جو مان جائیں انہیں خوشخبری دینے کیلئے' جو نہ مانیں انہیں خبردار کرنے کیلئے کس لئے؟

یہ ماننا کہ اللہ ہے یعنی اللہ پر ایمان لاؤ' ایمان باللہ ہے اللہ کے ساتھ ایمان لاؤ۔ عاشق کیلئے تصور پیدا کیا ہے کہ ادھر نہیں ادھر ہے۔ اللہ ...... اللہ کے ساتھ ایمان لاؤ اور کہو اللہ اللہ آپ ہی ہو۔ جب سر تاپا اللہ ہی اللہ رہ جائے گا اور رسول ہی ...... اور اس کے مشبہ شکل پر ایمان لے آؤ۔

تومنوا باللهِ وَرَسُولِهٖ وتؤذروهُ وتوقروهُ وتسبحوهُ بكرةً واصيلاً ہے نا عجیب ایک بات میں اٹکے ہوئے ہیں' تمام تفسیریں اٹھا کر دیکھ لیں جو بھی دیکھیں

اللہ پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ' اس کے رسولؐ کی ہر لحاظ سے حمایت کرو اور ان کا ادب کرو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح کرو۔ یہ تو اللہ اور ہے' یہ چکر کیا بن گیا' کہاں لکھا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح کرو' کہتا ہے صبح و شام اس کی تسبیح کرو' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کسی کو دیکھ لیں۔ جھوٹ نہیں بولنا' کلچر کے پریشر کے تحت ہم لکھیں گے کہ اللہ کی تسبیح صبح شام کیا کرو لیکن یقین کریں میں اپنا سچ بتاتا ہوں مجھے تو جس سے محبت ہے میں اسے صبح و شام یاد کروں گا۔

مجھے اپنے شعور کی ابتدا یاد ہے جب میں بچہ تھا مجھے ماں باپ کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ میں صبح و شام ان کو یاد کرتا تھا۔ بڑا ہوا تو صبح شام میری بیوی مجھے یاد آتی تھی۔ اپنی منگیتر یاد آتی تھی۔ LOVE LETTER ان کو لکھا کرتا تھا۔ بڑی مشکل سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ میں آپ کو بتاؤں اللہ اللہ ہے۔ ٹھیک ہے پر پریکٹیکل محبت اس سے ہوتی ہے جو سامنے ہو

ہم نے آپ کو بھیجا ہے' یہ اچھی بات ہے۔ یہ کون ہے بھئی آپ کی بہن ہے آپ کی بھاوج ہے آپ کی بہو ہے' اچھا شریف لڑکا ایسے ہی تعارف کرواتا ہے اور تنہائی میں جا کر کہتا ہے ہیلو ڈارلنگ سمجھ آ گئی کہ نہیں جب آپ سے تعارف کروایا ایک نوبیاہتا جوڑا آیا تو شوہر سے پوچھا کہ یہ کون ہے' بھئی آپ کی بہو ہے ایسے ہی تعارف کروائے گا نا' بجائے ان کے کہ میری بیوی ہے۔ ادب میں تعارف ایسا ہو گا اور تنہائی میں جا کر کہے گا ہیلو ڈارلنگ یہ تو ہم آپس میں بیٹھے ہیں۔ ذرا اس کا مفہوم تو بتا دیں۔ سمجھ آ گئی اس بات کی صحیح مفہوم بتا دیں جن کے

اندر اتنا نور ہے ان کو بتانے کی ضرورت ہی نہیں کہ بتانا ہے۔ الفاظ میں لانا ہے' ہم آپ بن کر آئے ہیں' اپنے آپ کو بیان کرنے کیلئے ماننے والوں کو خوشخبری دینے کیلئے' نہ ماننے والوں کو ڈرانے کیلئے حجت قائم کرنے کیلئے۔

ہم ہی ہم ہیں' ہمیں مان لو' اپنی فطرت کی تسلیم کا نام ایمان ہے۔ ہمیں مان لو' ہماری منزہ شان کو بھی مان لو اور ہماری مشبہ شان کو بھی مان لو مشبہ شان میں آ ؤ خاندان کی مخالفت کرنی پڑے' بیوی کی مخالفت کرنی پڑے' بچوں کو چھوڑنا پڑے' بچوں کو قتل کرنا پڑے' بدر دہرانا پڑے' حنین دہرانا پڑے' کربلا دہرانا پڑے' ہماری مشبہ شان کی حمایت کرو' ہمارا ادب کرو تا کہ آپ کے اندر جو ہیں وہ ابھر سکیں ہمیں مشبہ طور پر آداب کرو' تن من دھن قربان کر دو چاہے ساری دنیا چھوڑنی پڑے اور یہ کسی سچے عاشق کو دیکھ لیں۔ لڑکا ایک لڑکی کی خاطر اور لڑکی ایک لڑکے کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیتی ہے۔ سب کچھ چھوڑ دیتی ہے' کیا آپ ہماری خاطر سب نہیں چھوڑ سکتے۔ ہماری مشبہ شان کیلئے ادب کرو' حمایت کرو' سب کچھ قربان کرو اور منزہ شان کی حیثیت سے صبح شام ہماری تسبیح کرو۔

جہاں کہتے ہیں میرے آپ جہاں ہم وہاں آپ ہے کوئی اس سے اوپر کوئی مقام' اے اللہ کے بندو آقا کی رحمت کا خاصہ ہے۔ اے ایمان والو انبیاء کے اوپر

کوئی مقام نہیں ہے انبیاء بھی تبھی انبیاء ہیں جب ہیں اور آج آقا کی دعوت یہ ہے کہ آؤ مجھ میں گم ہو جاؤ' وہاں جاؤ گے جہاں نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی ولی ہے' نہ مقرب ہے' صرف محمدؐ ہی محمد ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ سب کو مبارک کرے لیکن جب سے حضورؐ سیدنا نے اپنا ظہور فرمایا۔ سب باتیں ہی اہم ہیں۔

کذاب یوسف کی آڈیو کیسٹ کے اقتباسات

فروری 1997 میں یوسف کذاب نے یتیم خانے کے علاقہ میں واقع مسجد بیت الرضا میں اپنی تقریر کے دوران اپنے دو چیلوں عبد الواحد خان اور زید زمان کو صحابی کی حیثیت سے متعارف کروایا وہ دونوں اس محفل میں موجود تھے۔ متعارف ہونے کے بعد ان دونوں نے مختصر تقریر بھی کی۔

کذاب یوسف کی آڈیو کیسٹ بعد میں مقدمے کا حصہ بنی اس کیسٹ کو اسی محفل میں موجود ایک شخص محمد علی ابو بکر اور دیگر کئی افراد نے ریکارڈ کیا۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

کائنات کے سب سے خوش قسمت ترین انسانو اللہ تعالی سے محبت کرنے والے خوش نصیب صاحبان ایمان حضور سیدنا محمد رسول اللہؐ سے وابستہ ہونے والو! ان پر وارفتہ ہونے والو! ان پر اپنا تن من دھن نثار کرنے والے صاحبان نصیب انسانو! آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ کی اس محفل میں القرآن بھی موجود ہیں' قرآن بھی موجود ہے' پارے بھی موجود ہیں' آیات بھی موجود ہیں' آپ میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر ایک آیت ہے' کچھ خوش نصیب اپنی اپنی جگہ

پر ایک پارہ ہیں جن کو اپنے پارے کا احساس ہے 'ان کو قرآن کی پہچان ہے اور جن کو قرآن کی پہچان ہے ان کو القرآن کی پہچان ہے آج نور کی کرنیں نچھاور کرنی ہیں اور نور کے اس سفر میں جو لوگ انتہائی معراج پر پہنچ گئے ہیں ان کا بھی آپ سے تعارف کروانا ہے آج کم از کم یہاں اس محفل میں **100** صحابہ کرام موجود ہیں **100** اولیاء اللہ موجود ہیں ہر عمر کے لوگ بھی موجود ہیں ایک ایک کا تعارف کروانے کو جی چاہتا ہے لیکن ہم آج صرف دو کا تعارف کروائیں گے۔

صحابی کی تعریف:

بھئی صحابی وہی ہوتا ہے ناں جس نے صحبت رسول میں ایمان کے ساتھ وقت گزارا ہو اور ان پر قائم ہو گیا ہو اور رسول اللہ ہیں ناں اگر ہیں تو ان کے صاحب بھی ساتھ ہیں ان کے صاحب کے جو مصاحب ہیں وہی تو صحابی ہیں۔

ان ہی صحابہ کے ذریعے کائنات میں رزق تقسیم ہو رہا ہے انہی صحابہ کے ذریعے کائنات میں رنگ لگا ہوا ہے انہی کے صدقے شادی بیاہ ہو رہے ہیں انہی کے صدقے پانی مل رہا ہے انہی کے صدقے ہوا چل رہی ہے انہی کے صدقے چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی ہے یہ نہ ہوں تو اللہ بھی قسم اٹھاتا ہے کہ کچھ بھی نہ ہو حتیٰ کہ یہ جو سانس آ رہا ہے یہ بھی انہی کے صدقے ہے۔

آج اس محفل میں **100** صحابہ کرام موجود ہیں ایک ایک اپنی جگہ نمونہ ہے اور ایک ایک کا تعارف کروانے کو جی چاہتا ہے لیکن آج ہم دو کا تعارف کروائیں گے ایک وہ خوش نصیب ہستی ہیں کائنات میں واحد ہستی ہیں نام بھی ان کا عبدالواحد ہے محمد عبدالواحد ایک ایسے صحابی ایک ایسے ولی اللہ ہیں کہ پوری کائنات میں جن کا خاندان سب سے زیادہ تقریباً سارے کا سارا وابستہ ہے رسول سے وارفتہ ہے رسول پر اور محمد الرسول اللہ سے وابستہ ہو کر محمد مصطفیٰؐ تک پہنچا ہے اور محمد مصطفیٰؐ کے ذریعے ذات حق سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچا ہے۔

عبدالواحد کی مختصر تقریر

آج سے 25 سال پہلے مکہ معظمہ میں ایک بزرگ سے ایک شعر سنا جو میرے کانوں میں گونج رہا ہے۔ اس کا مطلب کچھ اس طرح ہے کہ نگہت گل بھی نسیم سحر کے لباس میں چھپی ہوئی ہے۔ علامہ اقبال تو منتظر تھے اب انتظار کی ضرورت نہیں اقبال تو کہتے تھے۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری اک جبین نیاز میں

مگر اب انتظار کی ضرورت نہیں اب الحمد اللہ ذات حق عیاں ہو گئی ہے۔ جزاک اللہ

اب میں دوسرا تعارف اس نوجوان ولی کا کرواؤں گا صحابی کا کرواؤں گا جس کے سفر کا آغاز ہی صدیقیت سے ہوا ہے اور جس رات ہمیں نیابت مصطفیٰ عطا ہوئی تھی اگلی صبح ہم کراچی گئے تھے اور سب سے پہلے وابستہ ہونے اور وارفتہ ہونے والے سید زید زمان ہی تھے۔ آئیں سید زید زمان نعرہ تکبیر

زید زمان کی مختصر تقریر

کتابوں میں پڑھا تھا چالیس سال چلے کئے جاتے تھے ریاضت اور مجاہدہ ہوتا تھا میرے آقا سیدنا علیہ صلوۃ والسلام کی انتہا سے شدید انتہائی محبت کے بعد ایک طویل سفر 'ریاضت اور مجاہدے کا گزارا جاتا تھا تو آقا کی زیارت ہوتی تھی کہاں یہ ماحول کس کے پاس وقت ہے کہ چلے کرے کس کے پاس وقت ہے کہ صدیوں کی عبادتیں کرے اور پھر دیدار نصیب ہو تڑپ تو تھی کہ دیدار نصیب ہو مگر اب راز سمجھ میں آیا کہ زہد ہزاروں سال کا ایک طرف اور پیار کی نگاہ ایک طرف۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اپنے کسی پیارے کو دیکھیں جو پیار کی نگاہ دے تو صدیوں کا سفر لمحوں میں طے ہو جائے۔ نعرہ تکبیر

بیت الرضا کو غار حرا سے تشبیہ:

ان پیاروں سے جو دنیا کے کونے کونے سے تشریف لائے ہیں سوال یہ ہے کہ ہم نے اپنی اس کانفرنس کیلئے مسجد نبوی کو کیوں نہیں چنا مسجد الحرام کو کیوں نہیں چنا امریکہ کو کیوں نہیں چنا۔ بیت الرضا کو کیوں چنا ہے۔ بیت الرضا میں ''وہ'' ہیں جن کو محمد سے وفا ہے۔ بیت الرضا پر عطا ہے۔ ایک بات مجھے بتائیں ماؤنٹ ایورسٹ ہے بڑی بڑی کانیں ہیں۔ سونے کی کانوں والے پہاڑ ہیں یاقوت والے پہاڑ ہیں۔ ڈائمنڈ والے پہاڑ ہیں اے اللہ آپ نے غار حرا کو کیوں چنا۔ جس حکمت کے تحت اللہ نے غار حرا کو چنا اسی حکمت کے تحت اللہ نے بیت الرضا کو چن لیا ہے۔ بیت الرضا میں اللہ پاک نے ایک ایسا عاشق پیدا کیا کہ سب کو نواز دیا۔

اب ہم راز حقیقت آپ کے سامنے کھولتے ہیں۔ ورلڈ اسمبلی کیا ہے۔

سورہ احزاب آیت 72 میں کیا فرمایا گیا۔

ذات حق سبحانہ تعالیٰ نے جو بامقصد کھیل بنایا ہے اس کے تحت پہاڑوں کو کہا اے آسمانو اے زمینو اے پہاڑو کون ہے آپ میں جو صاحب کبریا بننا چاہتا ہے کون ہے آپ میں سے مقید ہو کر ہمیں سے پیار کرنا چاہتا ہے کون ہے آپ میں سے جو ہمارا امین ہونا چاہتا ہے کون ہے آپ میں سے جو ہمارا محبوب ہونا چاہتا ہے کون ہے آپ میں سے جو ہمارا حبیب ہونا چاہتا ہے۔

آسمان لرز گئے زمین کانپ گئی ایک ہستی عین جیتی جیتی ہستی کہ اس کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا ان کو مخاطب ہو کر کہ اللہ کے ہیں کون سے ہمارے علاوہ آپ کے علاوہ کوئی نہیں ذات حق کے علاوہ کون عین ہے۔

ذات حق نے مان لیا اس ہستی کے علاوہ کوئی نہیں ہے اس ہستی نے کہا ہم ہیں اس ہستی کا نام محمد ہے۔

تمام ترجمے ناقص اور غلط:

اے دنیا کے عالمو! عالم کی تعریف صرف یہ ہے کہ وہ کھلی آنکھوں سے رسول اللہ کا دیدار کرتا ہو ان کو دیکھ کر بیان کرتا ہو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ تمہارے تمام قرآن کے ترجمے ناقص ہیں غلط ہیں تمہیں اجازت صرف اس لئے دی گئی کہ تم اپنی جہالت کو پھیلا سکو اور کھیل مزیدار بن جائے مگر یاد رکھنا تمہاری تاریکی اور ظلمت اس کائنات پر چھائی کیوں نہ ہو ایک آفتاب آ کر تمام اندھیروں کو منور کر دیتا ہے۔

محمدؐ اللہ سب کچھ ایک ہی ہے:

نعرہ رسالت

آؤ دلیل ہم سے لو سب کچھ کون ہے محمد۔ اللہ محمد ایک ہی ہے سب کچھ محمد ہے جب وہ محمد منزہ ہوتے ہیں تو اللہ کہلاتے ہیں جب وہ محمد وراء الورا ہوتے ہیں تو ہو کہلاتے ہیں جب وہ محمد اظہار کرتے ہیں تو نبی کہلاتے ہیں اور جب محمد مشبہ ہوتے ہیں تو رسول اللہ کہلاتے ہیں یہ کھیل کیوں کھیلا گیا ان کے صدقے جیسے سمندر کا پانی بھی پانی ہے اور لہریں بھی پانی ہیں جو اس ایک انسان کی کیفیت ہے کہ اس نے ذات حق کو لے لیا اس نے کل کو مطلق کو لے لیا۔ سمندر کی لہریں انسانوں کی مانند ہیں۔ جس انسان نے اعتراف کر لیا کہ میں اللہ محمد ہوں وہ تھا ماننے والا جس نے کہا میں نہیں ہوں وہ ''ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا'' اس نے اپنا انکار کر کے حقیقت کا انکار کر دیا۔ آج بے وقوف نمازیں پڑھتے ہیں' روزے رکھتے ہیں مگر جن کی خاطر سب کچھ ہے ان کا انکار کرتے ہیں۔ کیا فائدہ ان کی نمازوں کا۔ کیا ہے کوئی ایسا انسان جو ملائکہ سے زیادہ عبادت کر سکے۔ کیا ہے

کوئی ایساانسان جو ابلیس سے زیادہ عبادت کر سکے۔ ارے ابلیس تو ایک سجدے کی وجہ سے دھتکارا گیا۔ انسان کو چھوٹ دی گئی ہے یہ تم کس کی تسبیح پھیرتے ہو' کونسے قرآن پڑھتے ہو' کونسے حج کرتے ہو جن کے لئے یہ ہے ان ہی کا انکار کرتے ہو۔

جی میں نے اپنے شوہر کو راضی کرنا ہے۔

شوہر کو راضی کرلو اللہ کو رسول کو بھول جاؤ۔ بیوی کو راضی کرنا ہے' حکومت کو راضی کرنا ہے' خاندان کو راضی کرنا ہے' دنیا کو راضی کرنا ہے۔ دین سے دنیار کھنا مشکل ہوتی ہے۔ او جاہلو بیویوں کی طرف پڑے ہوئے ہو' خاندان کی طرف پڑے ہوئے ہو' اولاد کی طرف پڑے ہوئے ہو۔ یہ ہے آپ کی محبت۔ سورۃ توبہ کی آیت نمبر 62 نکال کر دیکھ لو یہ لوگ قسمیں اٹھاتے پھرتے ہیں راضی کرنے کیلئے۔ صرف اللہ اور رسول کا یہ حق ہے کہ راضی کیا جائے۔ رسول کو راضی کرلو گے تو اللہ راضی ہے۔ یہ مشبہ جو تمہارے پاس آیا ہے اس کو راضی کر کے دکھاؤ اللہ تم سے راضی ہے۔

قرآن کے ترجمے جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ تیری آنکھیں جھوٹ بول سکتی ہیں۔ تیرا مشاہدہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ ساری دنیا کہے کہ وہ ذلیل اور رذیل ہے مگر تم کہو کہ میرا محبوب ہے میرا رسول ہے۔

رسول ڈیوٹی پر نہیں ہیں۔ یہ ان کی عطا ہے کہ آج آپ سے بات کر رہے ہیں۔ جو اپنا انکار کرے گا وہ رسول کا انکار کرے گا۔ قرآن میں کہاں لکھا ہے وہ ہیں اور یہ قرآن میں کہاں لکھا ہے تو ہے۔ تیرا ہونا تو شرک تھا۔ کدھر ہیں تیرے دادا' دادی' نانا' نانی اور کہاں ہے تو۔

ذات حق نے اپنا آپ عطا کیا۔ نہ ماننے والے کیلئے عذاب۔ کنفیوز ہونے والے کیلئے عذاب۔ چھوڑ جانے والوں کیلئے عذاب۔ رسول اللہ پر کسی کو

ترجیح دینے والوں کیلئے عذاب۔

ورلڈ اسمبلی کا آغاز مسجود ملائکہ سے ہوا:

ورلڈ اسمبلی کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا۔ ورلڈ اسمبلی کے ممبران میں ملائکہ' جنات' زمین و آسمان کے لشکر ہیں۔ موجودہ دور میں اس کے تسلسل کا آغاز اور معراج حضور سیدنا محمدؐ کے اظہار سے ہوا ہے۔ ان کے تعارف سے ہوا ہے۔ پھر اس کا آغاز آج سے 19 سال پہلے مسجد نبوی میں ریاض الجنتہ میں ہوا۔ اس کے سرور خود سرور کائنات ہیں۔ اس کی دعوت کو پوری دنیا میں پھیلایا گیا بڑے بڑے بادشاہ' جرنیل' وزیر اس کے ممبر بنے۔ یہ سامنے جنرل سرفراز خان بھی موجود ہیں۔ اس اسمبلی کے ممبران کی کل تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب ہے۔ یہ تحریک نہیں' ادارہ نہیں جو محنت کرے گا کھلی آنکھوں سے حضور کو دیکھ سکے گا۔ ان ڈیڑھ لاکھ میں سے 100 آدمی اس وقت یہاں موجود ہیں۔ اس کا ممبر وہی ہے جس کو بیت الرضا میں داخلے کی اجازت مل گئی۔

آپ کو مبارک ہو کہ نہ صرف آپ کی جنت پکی بلکہ جن کو آپ پیار کرتے ہیں ان کی جنت بھی پکی۔

اللہ آپ کی ساری ضرورتیں پوری کرے۔ آپ اور آپ کے عزیزوں کی تندرستی رکھے۔

اللہ اور رسول کو دو جاننے والا کافر:

کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کو دو جانا۔ مومن ہے وہ جو ان کو ایک جانے۔ اللہ ہی اللہ ہے۔ بشر رسول نہیں ہے۔

بشر میں جو آتا ہے وہی رسول ہے۔

وہ کیا پڑی ہے؟ جوتی۔ کس کی جوتی؟ حضرت کی جوتی۔ یہ کیا پڑی ہے؟

قمیض۔ کس کی؟ حضرت کی قمیض۔ یہ کیا ہے؟ انگوٹھیاں۔ یہ ہے عمامہ' یہ ہے گھڑی اور جب وجود نے پہن لی تو سب کچھ بھول گیا۔ یہ کون ہیں؟ حضرت۔ اس طریقہ سے جب اللہ پہن لیتا ہے تو یہ کون ہیں رسول اللہ۔ یہ ہے راز زندگی۔

آج ہمارے پیاروں کو صدیقیت کی بشارت دی گئی ہے۔

جو پرکھ کر ہمارے پاس آیا ہم نے اس کو پرکھا۔ جو پیار سے ہمارے پاس آیا ہم نے سب کچھ نثار کر دیا۔ اے بیت الرضا والو۔ آپ میں سے کسی کا امتحان نہیں لیا۔ ان کی پرکھ پر ہم کامیاب ہوئے اور ہماری پرکھ پر وہ کنفیوژ ہو گئے اور کنفیوژ ہونا کس کا کام ہے؟ ابلیس کا۔

جو پیار والا ہو گا اس کو ہماری بات سمجھ آئے گی۔ جو تکرار والا ہو گا۔ اسے بھول جائے گی۔

اب ہم آتے ہیں آج کے تحفے کی طرف۔

ادھر آئیں سلمان۔ یہ ڈھائی سالہ بچہ ہے۔ جس نے کھلی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ دلیلیں کدھر گئی ہیں۔ یہ حضرت عبدالواحد جو صحابی رسول ہیں ان کے ظاہری طور پر پوتے ہیں۔ سلمان

یاد رکھئے۔ آپ کاروبار کرتے ہیں تو اپنی آمدن میں سے حضور کے نام پر بچا کر رکھئے۔ جو بچ جائے وہی مال غنیمت ہوتا ہے ناں اور مال غنیمت میں حضور کا بھی تو حصہ ہوتا ہے۔ مال غنیمت جنگ میں نہیں ہوتا۔ اگر ایک ہزار آپ کماتے ہیں تو دو سو بچائیں۔ پھر جب حضور سے ملاقات ہو تو خود ہی انہیں یہ پیش کر دیں۔

کذاب یوسف کی آڈیو سننے اور ویڈیو دیکھنے کے بعد علماء کرام کی آراء

تمام اسلامی دینی جماعتوں اور دانشوران قانون کا نمائندہ اجتماع جولاہور پیلس میں ادارہ روزنامہ ''خبریں'' اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ کی دعوت پر منعقد ہوا۔ اس

نے بدبخت یوسف علی مرتد کذاب کی ڈائری کے اوراق کی تحریروں کو بغور ملاحظہ کیا اس کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں بھی بغور دیکھیں اور توجہ سے سنیں جس نے ہمارے دینی جذبات کو انتہائی مجروح کیا۔ ان سے صاف اور صریحاً توہین رسالتؐ کا ارتکاب ہوا ہے۔

اس دریدہ دہن نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور قرآن مجید کی اہانت کرتے ہوئے اس گستاخی کی بھی جسارت کی ہے کہ حضورؐ رسالت مآبؐ کا ظہور پورے آب و تاب سے اس ناپاک شخص میں ہوا ہے۔ اس نے بنت رسولؐ حضرت فاطمہؓ، صحابہ کرامؓ، علمائے عظامؒ، اولیائے کرامؒ کی بھی اہانت کی ہے۔

اس کیلئے تعزیرات پاکستان میں توہین رسالتؐ کی دفعہ 295 سی موجود ہے۔ صحابہ کرامؓ، ائمہ عظامؒ، امہات المومنینؓ کی اہانت کے جرم کیلئے 298 اے کا قانون موجود ہے۔ اس لیے ہمارا حکومت سے بھرپور مطالبہ ہے کہ متعلقہ قوانین پاکستان کے تحت ان جرائم کے علاوہ جن دیگر گھناؤنے جرائم کا اس بدبخت نے ارتکاب کیا ہے اس کے بارے میں دائر شدہ کیس کی سماعت کیلئے ہائی کورٹ کے جج صاحبان پر مشتمل فل بنچ تشکیل دیا جائے جو اس سنگین مقدمے کی سماعت کرکے اس مردود کو فوری قرار واقعی سزا دیں ورنہ ہمیں اندیشہ ہے کہ عوام قانون کو اپنے ہاتھ میں لیکر اس بدبخت کو کیفر کردار تک پہنچا دیں گے۔ اس کے تمام شریک جرم ساتھیوں کو فوری طور پر گرفتار کر لیا جائے اور انہیں بھی قرار واقعی سزا دی جائے۔ یہ اجتماع حکومت پر واضح کرتا ہے کہ اگر کسی بھی صورت میں یہ بدبخت شخص اور اس کے ساتھی ملک سے فرار ہو گئے تو اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہو گی کیونکہ یہ اندیشہ بھی موجود ہے کہ اس کے بااثر پیروکار

اس کو ملک سے باہر بھگانے کی کوشش کریں گے۔

یہ جتنا عرصہ زندہ رہا حکمرانوں پر عذاب آتا رہے گا' مولانا شاہ احمد نورانی کا موقف

جے یو پی اور ورلڈ اسلامک مشن کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے کہا کہ یوسف کذاب نے جو کچھ کہا آڈیو کیسٹ میں جس طرح صحابہ کرامؓ کو پیش کیا اور جس طرح اس کے گواہان بتاتے ہیں وہ گستاخ رسولؐ اور واجب القتل ہے۔ اس کیلئے کسی فتوے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا فتویٰ 1400 سال پہلے نبی کریمؐ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دے دیا تھا اور اندرونی اور بیرونی طور پر مملکت کے حالات خراب ہونے کے باوجود بڑے بڑے سپہ سالاروں کو واپس بلالیا تھا اور سب سے پہلے مسیلمہ کذاب اور اس کے فتنے کا خاتمہ کیا تھا' جب حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس مسیلمہ کذاب کے دو آدمی پیغام لے کر آئے تھے تو حضرت نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا آپ بھی اس کے ماننے والوں میں سے ہیں' پیغام لانے والوں نے اثبات میں سر ہلایا جس پر حضرت نبی کریم ﷺ نے کہا اگر پیغام لانے والے کو قتل کرنے کی اجازت ہوتی تو میں تمہاری کی گردنیں کاٹ دیتا۔ کذاب یوسف خود ہی نہیں بلکہ اس کے ماننے والے بھی واجب القتل ہیں' حضرت نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بعد اب کسی فتوے کی گنجائش نہیں' یہ جتنا عرصہ زندہ رہا حکمرانوں پر عذاب آتا رہے گا۔

خانہ کعبہ میں جو شخص بھی داخل ہو گیا اسے امن مل گیا' یہ بات صحیح ہے مگر گستاخ رسولؐ کو خانہ کعبہ کے پردوں نے بھی پناہ نہیں دی تھی اور اسے خانہ کعبہ کے اندر ہی قتل کر دیا گیا تھا۔

حضور اکرمؐ کی ناموس کے تحفظ کیلئے جو شخص بھی کام کرتا ہے اسے دنیااورآخرت میں اس کا صلہ ملتا ہے۔

شاہ تراب الحق

سابق رکن قومی اسمبلی اور جماعت اہلسنت کراچی کے صدر شاہ تراب الحق نے ''خبریں'' کو بتایا کہ انہوں نے کذاب یوسف کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹ سنی 'اس کا کفر واضح ہے 'وہ توہین رسالتؐ بھی کرتا ہے اور توہین اللہ بھی۔ وہ قرآنی آیات کو غلط پڑھتا ہے اور ان کا غلط ترجمہ کرتا ہے وہ اپنی زبان سے کہتا ہے کہ ''الصلوۃ والسلام علیک یاانسان کامل'' اب دیکھیں الصلوۃ والسلام علیک تو عربی کے لفظ ہو گئے اور انسان کامل فارسی کا لفظ ہے 'اس سے وہ اپنی ذات مراد لیتا ہے اور یہاں بھی اس کی گستاخی واضح ہو جاتی ہے اگر حکومت نے اسے مہلت دی یا کسی عدالت نے اسے ضمانت پر رہا کیا تو اس فتنے کا مقابلہ کرنا فتنہ قادیانیت سے بھی زیادہ مشکل ہو جائے گا۔

یوسف اس صدی کا سب سے بدبخت گستاخ رسول ہے وہ خود محمد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے رسول اللہ کی روح اس بدبخت میں سرائیت کر گئی ہے۔ وہ واجب القتل ہے: پروفیسر غلام مرتضیٰ ملک کا موقف

یوسف کذاب گستاخ رسول اور موجودہ صدی کا سب سے بدبخت انسان ہے۔آج تک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ (نعوذباللہ) محمدؐ ہے اور نہ ہی کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ اس میں رسولؐ اللہ کی روح حلول کر گئی ہے۔ یہ اپنے جھوٹے دعویٰ کی وجہ سے واجب القتل ہے اور اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی

رعایت کرنا امت مسلمہ کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ میں اس ملعون کو پندرہ سال سے جانتا ہوں۔ یہ اول درجے کا مکار' جھوٹا اور گمراہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار معروف سکالر ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک نے ''خبریں'' سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ متعدد ایسی خواتین کو جانتے ہیں' جنہیں یہ ملعون (نعوذ باللہ) ازواج مطہرات بنا چکا ہے اور کئی ایسے حضرات کو جانتا ہوں' جنہیں وہ حضور نبی اکرمؐ کا دیدار کروانے کا کہہ کر اپنا دیدار کرواتا ہے اور اگر کوئی وضاحت مانگے تو کہتا ہے کہ اندھے ہو آنکھیں نہیں ہیں۔ اب تک رسول اللہؐ کو نہیں پہچانتے۔ ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک نے کہا کہ ہم اسے کیپٹن یوسف کہتے تھے' کیونکہ یہ فوج سے نکالا گیا تھا' جب میں سعودی عرب میں تھا تو یہ اکثر میرے پاس آتا اور کئی کئی دن میرے گھر قیام کرتا۔ میں اس کی مصروفیات کا خیال نہ کرتا' اس دوران اس نے میرے گھر آنے جانے والے افراد سے روابط بڑھائے اور ایڈریس لے لیے اور پھر مجھے پتا چلا کہ اس نے ایک نام نہاد تنظیم ''ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی'' بنا رکھی ہے اور میرے کئی جاننے والوں سے ہزاروں لاکھوں بٹور چکا ہے۔ میں نے اپنے گھر میں اس کا داخلہ بند کر دیا۔ پھر مجھے پتا چلا کہ اس نے میرے دیرینہ دوست خواجہ غفور احمد کی بیٹی اور داماد سے 35 ہزار ریال ورلڈ اسمبلی کے نام پر بٹور لیے ہیں' پھر مجھے لندن سے میرے جاننے والوں کا فون آیا کہ یہ ان سے دس ہزار پاؤنڈ ورلڈ اسمبلی کے نام پر بٹور چکا ہے۔ سعودی عرب' انگلینڈ' امریکہ اور کینیڈا سے یہ ہزاروں ڈالر' پاؤنڈ اور ریال اکٹھے کر کے پاکستان آ گیا اور شادمان میں ڈیرے ڈال لیے۔

ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک نے بتایا کہ اس دوران وہ پاکستان آئے تو اس کذاب نے مجھ سے فرمائش کی کہ میں شادمان میں جمعہ پڑھاؤں۔ میں مسجد پہنچا تو اس نے میرا تعارف ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کے سرپرست کے طور پر منبر

رسولؐ پر کھڑے ہو کر کروایا۔ میں خاموش ہو گیا اور خطبہ جمعہ کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر جھوٹ کیوں بولا' تو وہاں بھی کیپٹن یوسف جھوٹ بول گیا کہ میں نے صرف آپ کی عزت کیلئے ایسا کہا۔ ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک نے مزید بتایا کہ 1988ء میں میں مدینہ منورہ میں روضہ اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ یہ ملعون میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ابھی تھوڑی دیر قبل حضور نبی کریمؐ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ تم اپنی کوششیں تیز کر دو' کیونکہ 1992ء تک پاکستان میں اسلام پوری طرح نافذ ہو جانا ہے' جس پر میں اور میرے ساتھی طیش میں آ گئے' مگر روضہ رسولؐ کی حرمت کا تقاضا مجھے خاموش رہنے پر مجبور کر گیا۔ میں نے اتنا کہا کہ بدبخت انسان میں اتنا گونگا بہرا نہیں کہ حضور اکرمؐ کے مبارک قدموں کی چاپ نہ سن سکوں پھر اس کی لعنت ملامت کے بعد اسے چلے جانے کو کہا۔

ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک نے کہا کہ اس سے زیادہ لعنتی آدمی تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا' جو حضور ﷺ کے قدموں میں روضہ اقدس پر بیٹھ کر حضور ﷺ کے حوالے سے اتنا بڑا جھوٹ بولے۔ میں نے یہ الفاظ سننے کے بعد اس غلیظ آدمی سے ملنا ترک کر دیا۔ ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک نے کہا کہ جو لوگ اس کے جال میں پھنسے رہے' اب ان کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں' کیونکہ حقیقت ان کے سامنے آ چکی ہے۔ اس لیے انہیں کلمہ طیبہ پڑھ کر تجدید ایمان کرنا ہو گا اور اللہ تعالٰی کا شکر بھی ادا کرنا ہو گا کہ اللہ تعالٰی نے انہیں صراط مستقیم کی طرف لوٹا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یوسف کذاب جیسے شخص کیلئے طاغوت اور مرتد سے بھی بڑھ کر الفاظ استعمال کیے جانے چاہئیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے کراچی کے ایک دوست نے انہیں ایک فائل بھیجی ہے' جس میں اس مردود کی غلاظت کے بہت سے ثبوت ہین اور ایسی تصاویر ہیں' جن میں خواتین کے ساتھ یہ قابل اعتراض حالت میں

ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر اس مردود کو پھانسی نہ دی گئی تو ایسی حرکتیں کرنے والوں کا سیلاب آ جائیگا اور ہم پر عذاب الٰہی نازل ہو گا کہ ایسے مردود کو ہم نے کھلی چھٹی دیدی۔ انہوں نے بتایا کہ اس بدبخت نے ان کا نام پوری دنیا میں استعمال کیا۔ایک وقت وہ بھی تھا کہ یہ بدبخت میرے ساتھ 24 گھنٹے چمٹا رہتا' پھر اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے جنید سے کرنا چاہتا تھا۔ میں نے جنید سے اس بارے میں بات کی تو جنید نے انکشاف کیا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس کی بیٹی کے دو نام ہیں۔ایک عائشہ اور دوسرا فاطمہ۔ میرے علم میں اس وقت تک اس کی بیٹی کا ایک ہی نام تھا جو عائشہ تھا اور گھر میں یہ اس کو عائشہ ہی کے نام سے پکارتا تھا۔ بعد میں میں نے پوچھا کیپٹن یوسف تمہاری بیٹی کے دو نام ہیں تو اس نے کہا کہ کبھی کبھار اسے فاطمہ بھی کہتے ہیں۔ میرے بیٹے نے کہا یہ اول نمبر کا جھوٹا ہے اور مجھے بھی ورلڈ اسمبلی کا نمائندہ کہتا ہے' جس پر مجھے اسے انکار کرنا پڑا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اس میں حلول کر گئی ہے

کذاب کی بکواس

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک نے بتایا کہ بعض مقامات پر اس نے یہ بکواس بھی کی ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس مردود میں حلول کر گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کراچی میں اور لاہور میں اس نے شادیاں کر رکھی ہیں اور یہ عورتوں کی محفل میں بہت غلیظ باتیں کرتا ہے۔انہوں نے اس کا طریقہ واردات بتاتے ہوئے کہا کہ یہ لوگوں سے کہتا تھا کہ کثرت سے رسولؐ پر درود وسلام بھیجو' پھر انہیں علیحدہ کمرے میں لے جاتا اور وجد کی حالت میں درود وسلام بار بار تیزی سے پڑھنے کو کہتا' پھر آنکھیں بند کرواتا اور پھر کہتا آنکھیں کھولو اور سامنے خود بیٹھا ہوتا' پھر پوچھتا دیدار ہوا تو کمرے میں اسے اکیلا پا کر نبی کریمؐ کے دیدار کا خواہشمند سوالیہ انداز میں پوچھتا' حضورؐ کہاں ہیں تو یہ غصے میں آ جاتا اور

کہتا آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھے ہو' حضورؐ کا دیدار ابھی نہیں ہوا' اجی ہم ہی ہیں۔ اب بتاؤ دیدار ہو گیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس مردود کو سزائے موت دی جائے' تاکہ اس کی کذب بیانی سے امت مسلمہ محفوظ رہ سکے۔

یوسف کذاب نے 12 سال قبل ایک نام نہاد فرضی اسمبلی بنائی جس کا نام ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی رکھا۔ 28 فروری 1997ء کو لاہور میں اس کا اجلاس ہوا جس میں کذاب یوسف نے 100 صحابہ کرام کی موجودگی کا دعویٰ کیا۔ اس اجلاس میں کراچی سے عبدالواحد' محمد علی ابوبکر' سید زید زمان' سروش' وسیم' امجد' رضوان' کاشف' عارف' اورنگزیب خان اور شاہد نے شرکت کی جبکہ دیگر شہروں سے میجر جنرل (ر) سرفراز خان' سید مسعود رضا' میاں حمید الدین ایڈووکیٹ' ڈاکٹر ندیم قریشی' عبدالوحید اور حکیم فاروق کے علاوہ متعدد افراد نے شرکت کی۔ 28 فروری کا ورلڈ اسمبلی کا یہ اجلاس آخری ثابت ہوا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل بھی اس کے ان چاہنے والوں سے دور کر دی۔ اس اجلاس میں اس نے کذب بیانی کی انتہا کر دی اور اس اجلاس کی آڈیو کیسٹ یہ حسب معمول لوگوں سے واپس نہ لے سکا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آنے کا سبب یہی کیسٹ بنی۔ ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کا دنیا بھر میں کہیں بھی کوئی دفتر نہیں' کوئی ٹیلی فون نمبر نہیں' کوئی پوسٹل ایڈریس نہیں۔

راقم الحروف نے جب کذاب سے اس ورلڈ اسمبلی کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ روحانی طور پر تو ورلڈ اسمبلی کا دفتر مدینہ شریف میں ہے مگر عملی طور پر پاکستان میں' جبکہ ایڈریس موجود نہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے بتایا کہ ورلڈ اسلامک مشن کے صدر کی حیثیت سے ان کے دنیا بھر کے تمام ممالک میں موجود تمام مذہبی تنظیموں' مشنوں اور جماعتوں سے نہ صرف گہرے رابطے ہیں بلکہ باقاعدہ خط و کتابت بھی ہے مگر ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کا آج تک

انہوں نے نام نہیں سنا۔

شرمناک انکشافات

☆......اپنی بھابی کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں......

☆...... کوئی کام نہیں کیا۔۔۔ مگر ''تنخواہ'' باقاعدہ لیتا رہا۔

☆...... ''ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی'' کے نام پر' لاکھوں کا فراڈ۔

☆...... ''ابھی ابھی نبی کریم میرے پاس آئے تھے'' (معاذ اللہ)!

☆......علیحدہ کمرے میں لے جا کر کہا ''انا محمد'' (میں محمد ہوں) ......معاذ اللہ!

☆......خوبرو لڑکیوں کو ''روحانی نکاح'' اور جنسی تشدد کے بعد ''ازدواج مطہرات'' اور ''امہات المومنین'' بنا دیا۔

☆...... ''یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے......اگر وہ میری شکل اور جسم میں دنیا میں آئیں'' (معاذ اللہ)

☆......نام نہاد ''غار حرا'' میں ہوس کاری۔

☆......مجھ سے ملیں تو سلام کی بجائے ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہیں۔

☆......نماز کے لئے وضو کی کوئی ضرورت نہیں۔

☆......لڑکیوں سے کہتا 'آپ خدا کا نور ہیں' میں محمد ہوں'' (معاذ اللہ) اور پھر......ہوس کاری ہی ہوس کاری!

☆...... عشق حقیقی سمجھنے کیلئے فلم ''ہیر رانجھا'' دیکھنے کی تلقین!

☆......رات کے دو بجے کذاب لڑکیوں کے کمرے میں گھس گیا۔

یوسف کذاب کی ہسٹری شیٹ

یوسف علی 50 سال قبل فیصل آباد کی تحصیل جڑانوالہ کے ایک شخص وزیر علی کے گھر پیدا ہوا۔ اس کے دو بھائی اور پانچ بہنیں ہیں۔ اس کے ایک بھائی ناصر نصر اللہ وحید نے آج سے دس بارہ سال قبل سعودی عرب میں زہریلی چیز کھا کر خود کشی کر لی تھی۔ ناصر کا سب سے قابل اعتماد اور عزیز دوست محمود جو لاہور میں ملتان روڈ پر آجکل ایک کارخانہ چلا رہا ہے مگر ان دنوں سعودی عرب میں ناصر نصر اللہ وحید کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا تھا نے خود کشی کی وجہ بیان کرتے ہوئے روزنامہ ''خبریں'' کو بتایا کہ وہ چھٹی پر پاکستان آیا ہوا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ ناصر نے غلطی سے کوئی زہریلی چیز کھالی ہے اور وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔ محمود نے بتایا کہ وہ اپنی چھٹی مختصر کر کے واپس سعودیہ پہنچا اور ہسپتال میں ناصر سے ملاقات کی تو ناصر نصر اللہ وحید نے بتایا کہ ایک روز اس کی طبیعت خراب ہو گئی تو وہ چھٹی لے کر گھر چلا گیا وہاں دروازوں کو مقفل کرنے کا رواج کم ہی ہوتا ہے' ناصر جب گھر داخل ہوا تو اس نے اپنے بڑے بھائی محمد یوسف علی کو جو ہمارے ساتھ ہی رہتا تھا اپنی بیوی کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھ لیا۔ اس نے آہنی راڈ لیکر بیوی کو مارنے کی کوشش کی تو بیوی نے کھل کر یوسف علی کا ساتھ دیا پھر دونوں نے مل کر اسے زدو کوب کیا اور اس کی بیوی کوثر نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ میرا یوسف سے تعلق ہے؟ جس پر ناصر نصر اللہ وحید نے زہر کھالیا۔ ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا اور وہ پاکستان آ کر دوران علاج انتقال کر گیا۔

یوسف علی فوج کا کمیشنڈ آفیسر تھا اور کپتان کے عہدہ پر ہی اسے فوج سے

نکال دیا گیا۔ پھر وہ سعودی عرب چلا گیا مگر سعودی عرب جانے سے قبل اس نے ایم اے اسلامیات کیا اور ایران سے بھی دینی تعلیم حاصل کی۔ یوسف علی کی شادی طیبہ نامی ایک خاتون سے ہوئی جو گلبرگ گرلز کالج لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر ہے۔ اس کی بیٹی فاطمہ ڈاکٹر ہے جبکہ ایک بیٹا حسنین انجینئر اور حسن بی اے کا طالب علم ہے۔ کئی سال تک یوسف علی جدہ میں مقیم رہا۔ اس کی بظاہر کوئی ڈیوٹی نہ تھی وہ ترکی کے کسی ادارے کا ملازم تھا مگر سعودی عرب میں ہی مقیم تھا۔ کوئی کام نہ کرتا مگر اسے ہر ماہ تنخواہ مل جاتی تھی۔ سعودی عرب میں وہ ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک کے گھر میں مہمانوں کے خدمت گزار کی حیثیت سے مقیم رہا مگر اس دوران اس نے ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک کے دنیا بھر کے آنے والے مہمانوں سے ورلڈ اسمبلی کے نام پر پیسے بٹورنے کا کام شروع کر دیا اور خود کو ورلڈ اسمبلی کے ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے متعارف کراتا رہا۔ ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک کو جب یوسف علی کو اس لوٹ مار کا علم ہوا تو انہوں نے اسے گھر سے نکال دیا پھر وہ مدینہ شریف میں ہی کسی اور جگہ کرائے پر رہنے لگا۔ **1988**ء کے آخری ایام میں یوسف علی پاکستان آ گیا اور جی او آر شادمان کے ایک سرکاری گھر جس کا نمبر **15** سی تھا میں اس نے قرآن مجید کو سمجھانے کے لئے مجلسوں کا اہتمام کرنا شروع کیا اور بعض اخبارات و رسائل کو مختلف دینی موضوعات پر مضمون لکھ کر بھیجنا شروع کر دیئے۔ پہلے یوسف علی کے نام سے لکھتا رہا پھر اس نے اپنا تخلص ابوالحسنین رکھ لیا۔

تعمیر ملت کے نام سے کالم

1992ء میں اس نے روزنامہ ''پاکستان'' میں تعمیر ملت کے نام سے دینی کالم لکھنا شروع کیا۔ اس کالم میں اکثر اوقات یہ نبی کریمؐ کی شان مختلف طریقوں سے بیان کرتا اور کچھ اس انداز میں تحریر کرتا کہ پڑھنے والے کو تشنگی

رہ جاتی اور وہ مزید وضاحت مانگتا اسی وضاحت کے چکر میں بعض لوگ یوسف علی سے رابطہ کرتے تو وہ انہیں اپنے گھر واقع جی او آر میں دعوت دیتا کہ وہاں آئیں اور دین سیکھیں اپنی محافل میں وہ واشگاف الفاظ میں پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام پر کڑی تنقید کرتا۔ انہیں جاہل، کم علم اور دین کے دشمن قرار دیتا۔ واضح طور پر کہتا کہ پاکستان میں اس وقت کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو قرآن مجید کو سمجھ سکا ہو اور رسول کریمؐ کی تعلیمات کو جان چکا ہو۔

شادمان کی مسجد میں خطبہ جمعہ

پھر یوسف علی نے شادمان کی مسجد میں خطبہ جمعہ شروع کر دیا مگر وہاں بھی بعض اوقات ذو معنی اور قابل اعتراض جملے اپنی تقریر کے دوران ادا کر دیتا جس پر اسے شادمان کی مسجد سے ہٹا دیا گیا۔[1]

مسجد بیت الرضا کا انتخاب

اس نے ملتان روڈ پر مسجد بیت الرضا کا انتخاب کیا اور ڈیفنس میں کوٹھی خرید کر شفٹ ہو گیا۔ اس مسجد سے ملحقہ دربار کے گدی نشین سید محمد یوسف رضا اس کو جمعہ کی نماز کے لیے بلاتے اور 500 روپے فی نماز جمعہ معاوضہ دیتے۔ نماز جمعہ کے بعد اس نے یہیں پر محفل لگانا شروع کر دی جس میں بڑے بڑے آفیسرز ریٹائرڈ جرنیل اور مشہور تاجر اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ شریک ہونے لگے۔ شان رسولؐ بیان کرتے کرتے یہ لوگوں کو بشارت دینے لگا کہ آپ اس وقت تک انتقال نہیں کریں گے جب تک آپ رسول کریمؐ سے باقاعدہ ملاقات نہیں کرلیں گے۔ لوگ یہ سن کر اور بھی خوش ہوتے اور اس پر نچھاور ہوتے پھر یہ مختلف لوگوں سے انکی حیثیت کے مطابق مختلف قسم کے مطالبات کرتا پھر حاضرین میں سے جو دیدار رسولؐ کا سب سے زیادہ جذباتی ہو کر اظہار

[1] شادمان کی مسجد میں خطبہ جمعہ کے دوران درود شریف غلط پڑھتا تھا اس پر جامعہ اشرفیہ لاہور کے صدر مفتی مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی نے فتویٰ دیا کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (اصل فتویٰ موجود ہے)

کرتا اسے پہلے پہل دورد شریف پڑھنے پر لگا دیا جاتا اور پھر پیغام دیا جاتا کہ فلاں تاریخ کو اتنے بجے تمہاری حضورا کرمؐ سے ملاقات کا وقت طے ہو گیا ہے۔ ادب سے رہنا درود شریف پڑھنا کوئی گستاخانہ بات زبان پر مت لانا۔ ذہن سے ہر قسم کے وسوسے نکال دینا ملاقات کے بعد حب رسولؐ کے تقاضوں کو پورا کرنا ملاقات کے لیے یہ تین شرائط رکھتا اور کہتا کہ صرف تین قسم کے لوگ حضورؐ کا دیدار کر سکتے ہیں۔

1- شیر خوار بچے کی طرح پاک شخص۔

2- مجذوب جسے دنیا و مافیا کی خبر نہ ہو۔

3- ایسا شخص جو حضورؐ کے نام پر تن من دھن قربان کر دے۔

تمام لوگ تیسری شرط پر ہی پورے اترتے کیونکہ پہلی دو شرطوں پر پورا اترنا ناممکن ہے پھر یہ لوگوں سے مختلف قسم کے مطالبات کرتا اور کہتا کہ یہ آپ کا ٹیسٹ ہے کسی سے گاڑی مانگ لیتا اور کسی سے اس کے گھر کی رجسٹری کسی سے اس کا سارا کاروبار مانگ لیتا تو کسی کے سامنے یہ شرط رکھی جاتی کہ تمہیں اپنی بیوی کو طلاق دینا ہو گی پھر اس شخص کا ردعمل دیکھ کر قدرے توقف کے بعد کہتا مگر طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مصطفویؐ خاندان میں شامل ہونے کے بعد آپ اپنی اہلیہ کو بھی شامل کر لیں اور دوبارہ نکاح پڑھ لیں۔ حب رسولؐ سے سرشار پروانے حضورؐ کے دیدار کے شوق میں اس کے سامنے اپنا سب کچھ قربان کرتے رہے جب یہ ملعون دیکھ لیتا کہ لوہا گرم ہے تو اچانک اپنے ٹارگٹ کو علیحدہ کمرے میں لے جا کر کہتا کہ ''انا محمد'' آنکھیں کھولو میں ہی (نعوذباللہ) محمد ہوں۔ سننے والا ہکا بکا رہ جاتا' کوئی خاموشی سے واپس چلا آتا کوئی کتابوں سے رجوع کرتا اور کوئی علماء کرام سے فتویٰ لینا شروع کر دیتا کہ کیا رسولؐ کی دوبارہ آمد ہو سکتی ہے۔ اس طرح ملاقات کرنے والے آہستہ آہستہ

ٹوٹتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی لوگوں کی عزتوں سے کھیلنے والے بد کردار شخص کو گستاخی رسولؐ کے جرم میں اتنی رسوائی دے دی کہ خیبر سے کراچی تک کذاب یوسف کا نام نفرت کی علامت بن گیا۔

کذاب یوسف کا دایاں ہاتھ شیطان کا ہے

کلفٹن کراچی کے ایک دست شناس سراج نے ''خبریں'' کو بتایا کہ یوسف علی اکثر اس کے پاس آتا اور اپنے ہاتھ کی لکیریں دکھاتا۔ سراج نے بتایا کہ وہ یوسف علی کو گزشتہ پانچ سال سے جانتا ہے مگر کبھی اس کی محفل میں نہیں گیا اور نہ ہی اسے معلوم ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے البتہ اس کے ہاتھ کو میں نے دیکھا ہے' اس کا ہاتھ ''ابنارمل'' ہے اور اس کا ایک ہاتھ مکمل طور پر شیطان کا ہاتھ ہے جس میں تمام شیطانی قوتیں موجود ہیں جبکہ بایاں ہاتھ مختلف ہے۔ سراج نے بتایا کہ اس کے ہاتھ میں آخری عمر میں درجنوں معاشقوں کی نشانیاں ہیں اور میں نے یوسف علی کو ایک سال پہلے بتایا تھا کہ عورتوں سے میل ملاپ بند کر دے' وہ عورتوں کی وجہ سے ایک دن ذلیل ورسوا ہو گا مگر وہ نہ مانا۔ سراج نے بتایا کہ وہ کبھی کبھار لڑکیوں کے ساتھ اسے ملنے آتا۔ اس کے ہاتھ میں حرام کی دولت کا اچانک آنا بھی تھا اور یہ ساری ناجائز دولت **45** سال کی عمر کے بعد ہی آتی ہوئی نظر آتی تھی۔ سراج نے بتایا کہ اس کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ہاتھ پر واضح تھا' ابھی وہ مزید رسوا ہو گا اور رسوائی سے نہیں نکل سکے گا۔

ایک سترہ سالہ لڑکی کے خطوط:

کذاب یوسف کے نام لاہور کینٹ کی ایک **17** سالہ لڑکی کے خطوط بھی منحرفین نے روزنامہ خبریں کو فراہم کیے۔ یہ وہ لڑکی ہے جسے اس بدبخت نے پہلے بیٹی بنایا اور پھر روحانی نکاح کر کے بے آبرو کیا۔ لڑکی حاملہ ہو گئی اور کراچی

کے ایک پرائیویٹ ہسپتال کمال ہسپتال میں ڈاکٹر نزہت کمال نے آپریشن کر کے اس کا ابارشن کیا۔ اس خط میں لڑکی اپنی ایک عزیز کو تمام صورتحال سے آگاہ کرتی ہے اور جہاں اس بدبخت کا ذکر آتا ہے وہاں حضرت جی یا پھر H-J کہتی ہے۔ کذاب یوسف لڑکیوں کو اکثر اوقات لباس سے تشبیہ دے کر کہتا تھا کہ لباس تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

اس لڑکی نے کذاب یوسف کے چیلے اور اپنے کزن کے نام ایک خط میں اپنے اور اس لعنتی یوسف علی کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے جو خط لکھا اس کے چند پیرے اس طرح سے ہیں۔

اس لیے ''ک'' بھائی آپ کو تو پتہ ہی ہے کہ میں کس طرح 21 دن وہاں اس کے ساتھ رہی اور جو میرے ساتھ ہسپتال والا یہ واقعہ ہوا پتہ نہیں یہ سب کیسے ہو گیا۔ اب کچھ اچھا نہیں لگتا میں نے اپنا آپ مار لیا ہے مجھ میں حوصلہ نہیں رہا۔ دل کرتا ہے کہ جلدی سے کچھ نہ کچھ ہو جائے یا آر یا پار (ک) مجھے ایک بات تو بتاؤ میں نے حضرت جی کو اتنا ٹوٹ کر کیوں چاہا۔ اس طرح بھی ہوا میں سب کے ساتھ لڑ کر بھی ان کے پاس چلی جاتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ وہ مجھے ہمیشہ کیلئے اپنالیں''۔

ایک اور خط • 5-04-1995

ڈیئر کاشف بھائی!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں بھی بالکل خیریت سے یہاں پہنچ گئی ہوں۔ سفر بہت اچھا گزرا اور آپ سنائیں آپ کا کیا حال ہے۔ کاشف بس آپ کو بہت مس کر رہی ہوں۔ بہت زیادہ کمی محسوس کر رہی ہوں کیونکہ اس Stage پر تو مجھے آپ جیسے دوست کی ضرورت ہے۔

اس دن فون پر بات ہوئی تو تسلی ہوئی' اب تو سچ بات یہ ہے کہ دل نہیں

لگتا۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میرے Mind میں بہت سی باتیں ہیں جو کھل کر میں آپ سے کرنا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے تو وہ والی بات جو راستے میں حضرت جی گھر والوں کا کہہ رہے تھے کہ یوں کوئی بھی نہیں آیا تو میں نے کہا کہ وہ بڑی بات ہو گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ نے کاشف سے ڈسکس کیا۔ میں نے کہا جی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میرے محبوب پر سب کچھ قربان۔ بہر حال H.J نے میرے خیال میں آپ سے بات کی ہو گی۔ میں اگلے دن اور پھر کل بھی امی کے ساتھ ملنے گئی تھی۔

کاشف! آپ سے زیادہ میں کسی کو اپنے سیکرٹس نہیں بتا سکتی۔

Please make a promise with me you will never let me down. I think this stage of time you are the only one who can understand or help me.

کاشف! آپ پیسوں والی بات ذرا کسی موقع پر کہنا' اس طرح اچھا نہیں لگے گا۔ اچھا ابھی تھوڑا سا وقت دو کیونکہ مجھے پتا ہے کہ باتیں بہت زیادہ ہوں گی۔ باقی H.J کی بہن کوثر آئی ہے' انہوں نے میری بات کروائی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے بہن کو آپ کے بارے میں بتایا ہے۔ پھر کاشف بھائی مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ میں کس طرح حضرت جی کے پاس آجاؤں گی۔ اب تو سب کچھ انہیں دے چکی ہوں۔ کاشف مجھے بتاؤ میں کوئی گناہ تو نہیں کر بیٹھی۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں اپنے آپ کو **Lucky** سمجھوں یا پھر کچھ اور۔

مجھے بتاؤ کہ H.J نے مجھے اتنا پیار کیوں کیا۔ انہوں نے مجھے وصل کیوں کیا وہ تو کہتے تھے کہ **I can not live without you** لیکن میں اب اپنی ظاہری فیملی کو کیسے چھوڑوں۔ میں چاہتی ہوں کہ کچھ اس طرح ہو کہ میرے بھائی مجھے H.J کو دے دیں۔

اور دوسری بات یہ کہ H.J اور لباس کو بھی تو پیار کرتے ہیں۔ اس معاملے میں بھی تو میں Possesive ہو جاتی ہوں۔ میں تو وہ برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر میں H.J کے پاس آجاؤں تو پھر انسان Regerct تو نہیں کرے گا۔ Please مجھے بتاؤ اگر انہوں نے مجھے Neglect کیا تو بتاؤ میں کیا کروں گی۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی بتاؤ آگے مجھے کچھ Problem تو نہیں آئے گی کیونکہ مجھے میاں بیوی کے Relations کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات نہیں۔ کاشف جس دن میں آئی تھی اس دن میری طبیعت بہت زیادہ خراب تھی یہی وجہ تھی کہ میں برداشت نہیں کر سکی۔ یعنی میرے کہنے کا مطلب ہے کہ میرا ان کا Physical رشتہ بہت ہی زیادہ ہو چکا ہے۔ اس سے مجھے ڈانٹ بھی پڑی تھی' جس دن میں آئی تھی اور انہوں نے مجھے Touch کیا تھا' تو میں نے انہیں سخت بات کہہ دی تھی تو وہ ناراض ہو گئے۔ بہر حال پھر میں نے آپ کو اگلے دن کہا کہ چلو حضرت جی کے پاس۔ بس پھر تو ٹھیک ہو گئے۔ لیکن پھر دو دن بعد میری طبیعت خراب ہو گئی اور میں ایک دو دن کے لیے آپ کے پاس آ گئی۔ لیکن پھر وہ بھی چاہتے تھے کہ میں ان کے پاس رہوں لیکن میری طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔ بہر حال پھر ٹھیک ہوئی تو میں گئی۔

کاشف! وہ تو اتنے کلوز ہو چکے ہیں اور میں بھی سب کچھ یعنی آپ میری بات سمجھ رہے ہو گے۔ ابھی مجھے اتنا Feel نہیں ہو رہا۔ Please میری باتوں کو سمجھنا کیونکہ اگر میرے میں اگر عقل ہوتی تو میں سب کچھ Get کر لیتی لیکن میرا ذہن بچوں والا ہے میں ہر ایک کی باتوں کو سن لیتی ہوں۔ ان باتوں کو مذاق مت سمجھنا۔

کیونکہ شروع سے ہی بھائیوں نے بالکل بچوں کی طرح پالا اور ابھی تک

لیکن اب سمجھ نہیں آرہی کہ میرے ساتھ کیا بنے گا۔Please کاشف بھائی
مجھے بتائیں' حضرت جی کے بغیر رہنا مشکل ہے لیکن پھر وہ اسماء' صائمہ وغیرہ کو بھی
تو چاہتے ہیں۔ پھر ایسی قسمت کہاں کہ میں ان کے پاس آسکوں۔ مجھے پتا نہیں
بہر حال اگرFuture میں مجھے کوئیProblem ہو توPleaseآپ As a
Friendاور Bahi میری مدد ضرور کرنا۔ اچھا اسLetter کو جلا دینا' کیونکہ
شبانہ کے ہاتھ یہLetter لگ سکتا ہے۔ آپ کی ڈائری بھی شاید اس نے پڑھی
تھی۔ بہر حال یہSecrets (وصل والا) تو میں زندگی میں بھی اسے نہیں بتا
سکتی۔ باقی اس کو یہ تو پتا ہے کہ حضرت جی مجھےKisses تو کرتے ہوں گے۔
ظاہر ہے وہ اتنی بچی بھی نہیں ہے۔ باقی اس کا بہت زیادہ خیال رکھا کریں۔

کاشف! حضرت جی نے کہا ہے' اگلی دفعہ جب آپ آئیں تو شبانہ کاشف
آپ سب لوگ اکٹھے ہوں تا کہ وہFeel نہ کریں۔ اس نے ایئرپورٹ پرH.J
کو بہت پیاری بات کہی تھی' جس کی وجہ سے انہوں نے کہا تھا۔ بہر حال کاشف
مجھےLetter ضرور لکھیں۔ لیکنWords بہت دھیان سے لکھنا کیونکہ یہ
لوگLetter کھول لیتے ہیں۔ باقی سروج اور سمین کو بہت پیار کرنا اور کہنا
کہ بہت مس کر رہی ہوں۔ میرا دل نہیں لگ رہا۔ باقی صائمہ کو بھی' سعدیہ کو
بھی پوچھناSpecially سہیل بھائی کو
I really liked him, he is really nice man. باقی آپ کی فیملی
کو سلام اور ہاں وہ سرے والی سرکار کو بھی سلام۔

Kashif I am really missing you Please write me letter as soon as possible. I really only your friend-----------. Please burn this letter after read.

کذاب یوسف سے اپنے ''تعلقات'' کے حوالے سے لاہور کی ایک لڑکی کے خط کا عکس

I am really missing you please write as soon as possible. I really need

Sympathy

I Really love you.
You are my best friend,
love you.

15-07-1995

ڈیئر کاشف!

السلام علیکم!

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں بالکل خیریت سے ہوں۔Sir آپ بہت جھوٹے ہیں۔آپ نے Letter کا جواب نہیں دیا۔ اچھا بھئی اس دن آپ نے سب سے بات کی میرے ساتھ بات کرنا گوارا نہیں کیا۔ مجھے پتا ہے کہ آپ سب کچھ Share کر کے اب مجھے Neglect کر رہے ہو اور مجھے خط نہیں لکھا۔ کاشف بھائی میری Life ہی ایسی ہے۔ پہلے تو سب پیار کرتے ہیں پھر بعد میں Careless ہو جاتے ہیں۔ میرا دل نہیں لگ رہا۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ادھر حضرت جی بھی کہتے ہیں کہ آپ کو کیا پتا آپ کے لیے ہم نے کیا Plan کر رکھا ہے۔ کاشف پتا نہیں یقین نہیں آرہا' سب سے زیادہ Close آپ ہی کو سمجھ رہی ہوں۔

H.J نے بھی مجھے کہا کہ کیا ضرورت ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے انہیں کہا کہ کاشف بھائی کو خط لکھنے جا رہی ہوں' وہ کہتے ہیں کہ مجھے لکھو' میرے ساتھ Share کرو اپنا Secret کسی کو مت بتاؤ۔ پھر کہتے ہیں اچھا سب کچھ بتا دو لیکن تھوڑا بہت تو میں نے چھپا لیا ہے' وہ بھی کوئی خاص نہیں۔ کاشف بھائی آپ تو میرے بہت پیارے دوست ہو' میں صرف پیار کی بھوکی ہوں' جہاں پیار سے ملے وہیں کی ہو جاتی ہوں۔ لیکن Please مجھے آپ Hurt نہیں کرنا۔ اگر آپ نے مجھے Neglect کیا تو میں آپ سے بولوں گی نہیں۔ آپ مجھے ہر ہفتے Letter لکھا کریں۔ اچھا ٹائم Spend ہو جاتا ہے۔ دن میں چار پانچ مرتبہ H.J سے بات ہوتی ہے۔ کل پنڈی جا رہے ہیں' پانچ دن بعد آئیں گے۔ میرے لیے عجیب لگے گا۔

کاشف بھائی سمجھ نہیں آتی کہ آپ سے ایک بات پوچھنی ہے اور مجھے

آپ سے Truely جواب چاہیے۔ اچھا بتایئے آپ اور سہیل بھائی کیوں چاہتے ہیں کہ مجھے وصل مل جائے۔ مجھے لازمی بتائیں۔

کاشف بھائی مجھے یقین نہیں آ رہا کہ مجھے یہ سب کیوں ملنا چاہیے کیونکہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ ادھر کراچی میں جس بندے کو ہاتھ دکھایا تھا اس نے کہا تھا کہ کوئی Lady ہے جو رول ادا کرے گی۔ پھر مذاق میں کہتے ہیں Lady ہے یا Ladies ہیں۔ میں نے کہا I am sureshot Ladies ہی ہیں۔ کاشف بھائی H.J کے پاس اور کون کون آئے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے علاوہ سوچا نہیں۔ Just Let Me Know.

کہ اور کسی کو وہ لے کر آئیں گے کہ نہیں۔ کاشف بھائی میں کیا کروں، اب ہو کر آئی ہوں تو دل نہیں لگتا۔ اگر دوبارہ آئی تو پھر اگر ایڈجسٹ ہونا ہوا تو بہت مشکل ہے۔

میرا دل بالکل نہیں لگ رہا آپ مجھے فون ہی کر لیا کریں۔

آپ کی۔۔۔۔۔۔

اپنے تیسرے خط میں یہ لڑکی خود کاشف کو اپنے ہسپتال میں ہونے والے ابارشن کے بارے میں بتاتی ہے، جو ناقابل اشاعت ہے۔

ان خطوط میں لباس کے لفظ سے مراد خواتین ہیں کیونکہ کذاب یوسف خواتین کو لباس سے تشبیہہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ جس طرح لباس تبدیل کیا جاتا ہے اسی طرح سے عورتیں بھی۔ ایک خط میں لڑکی اپنے خاندان والوں کو اپنی ظاہری فیملی کہتی ہے۔ یہ بھی کذاب یوسف کا دیا ہوا لفظ تھا۔ وہ اپنے اوپر (نعوذ باللہ) ایمان لانے والے افراد کو اصلی اور حقیقی خاندان کہتا تھا جبکہ دیگر رشتوں کو

دنیاوی اور ظاہری خاندان قرار دیتا تھا۔

یوسف کذاب نے سینکڑوں گھر اجاڑے

مارچ 1997ء کے دوسرے عشرے میں لاہور کے چند معزز شہریوں کا ایک وفد روزنامہ ''خبریں'' کے دفتر میں جناب ضیا شاہد کو ملا اور بتایا کہ لاہور ہی کا ایک رہائشی محمد یوسف علی جو ابوالحسنین کے قلمی نام سے مقامی روزنامہ میں تعمیر ملت کے نام سے کالم لکھتا ہے اپنی انفرادی ملاقاتوں میں مختلف افراد کو بتاتا ہے کہ وہ ہی (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ اور اپنے آپ پر درود بھیجنے کیلئے ان لوگوں کو کہتا ہے اور ان لوگوں کو جنہیں اس کا دیدار ہو چکا ہوتا ہے 'صحابی کا درجہ دیتا ہے۔ پھر اس سے بھی آگے جا کر قرآن پاک کی توہین کرتے ہوئے غلط ترجمے کرتا ہے اور پھر اپنی تقریر میں قرآن مجید کی ایک آیت کے بارے میں (نعوذ باللہ) یہ فقرہ بھی کہہ چکا ہے ''یہ آیات بہت شرارتی ہیں'' پھر کہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور بھی گستاخی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ نبی آخر الزمان حضرت محمدؐ کے دیدار کے نام پر یہ شخص اپنا دیدار کرواتے ہوئے کہتا ہے ''انا محمد'' اور پھر کہتا ہے کہ میں ہی محمد (نعوذ باللہ) ہوں مگر میں نے خود کو چھپا رکھا ہے پھر سامنے بیٹھا ہوا شخص کنفیوژ ہو جاتا ہے اور بعض لوگ اس کو محمدؐ بھی مان لیتے ہیں۔ ان شہریوں نے ثبوت کے طور پر آڈیو اور ویڈیو کیسٹ بھی فراہم کیں جو یوسف علی کی ملتان روڈ پر واقع ایک مسجد بیت الرضا میں ریکارڈ کی گئی تھیں۔ اس دوران کراچی کا ایک روزنامہ امت او ہفت روزہ تکبیر یوسف علی کے بارے میں بہت کچھ شائع کر چکا تھا کہ یوسف علی بعض نوجوان اور خوبرو لڑکیوں سے روحانی نکاح کر چکا ہے اور ان خواتین کو (نعوذ باللہ) ازدواج مطہرات اور امہات المومنین کا درجہ دیتا ہے اور پھر ان میں سے بعض کو جنسی تشدد کا نشانہ بھی بنا چکا ہے۔

میں نے جب ان افراد کی طرف سے فراہم کی جانیوالی آڈیو اور ویڈیو

کیسٹوں کو سنا تو تمام الزامات بہت حد تک درست پائے گئے۔ اس صورت حال پر میں نے ٹیلی فون پر ابوالحسنین محمد یوسف علی سے رابطہ کیا اور اسے بتایا کہ بعض لوگ اس پر نبوت کے دعوے کا الزام عائد کر رہے ہیں آپ کا موقف حاصل کرنا ہے تو خاصی لیت و لعل کے بعد یوسف علی نے راقم الحروف کو ملاقات کا وقت دیدیا چنانچہ طے شدہ وقت کے مطابق میں ڈیفنس میں واقع اس کی رہائش گاہ 218 کیو میں گیا جہاں میری یوسف سے مفصل گفتگو ہوئی جس کی چند باتیں اس طرح سے ہیں۔

راقم الحروف سے یوسف علی کی پہلی ملاقات اور مکالمہ کی مختصر روداد

خبریں: کیا آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

یوسف علی: میں نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا البتہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت عظمیٰ عطا ہوئی ہے اور جب سے یہ عطا ہوئی ہے ہمیں حضرت کہا جانے لگا ہے اور یہ خلافت اس وقت تک عطا نہیں ہوتی جب تک انسانی جسم سے (SEX) کا عنصر ختم نہ ہو جائے اور مجھ سے SEX کے عنصر سمیت تمام جسمانی قوتیں اور خواہشات 7 سال قبل 40 سال کی عمر میں چھین لی گئی تھیں۔

خبریں: کراچی اور لاہور کی بعض کنواری اور شادی شدہ خواتین جنہوں نے (نعوذ باللہ) محمدؐ کی حیثیت سے آپ کا دیدار کیا اور آپ کے اعلان کے بعد آپ کے روحانی نکاح میں بھی آئیں اور پھر آپ اپنی محفلوں

میں انہیں روحانی بیویاں اور ازدواج مطہرات قرار دیتے ہیں اور بعض تو ابھی تک آپ کے سحر میں مبتلا ہیں اور اپنے ناموں کے ساتھ آپ کی نسبت سے یوسف علی یا مصطفیٰ لکھتی ہیں آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

یوسف علی: میری ایک ہی بیوی ہے طیبہ یوسف علی ' میں ان تمام خواتین کو نہیں ملا مگر یہ خواتین بھی اپنی جگہ پر سچی ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خواتین مجھ سے ملی ہوں یا پھر میرا کوئی ہم شکل ان سے ملتا ہو ویسے میں آپ کو ایک بات بتادوں کہ یہ خواتین اس لئے بھی سچی ہو سکتی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اپنے پیاروں اور نیک بندوں کی شکل میں لوگوں سے آکر ملتے ہیں۔ اللہ پاک کسی بھی انسانی شکل میں دنیا میں آسکتے ہیں اور یہ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ کس شکل میں دنیا پر آنا پسند کرتے ہیں۔ وہ حضرت محمد ﷺ کی شکل اور جسم میں آئیں۔ حضرت عبداللہ شاہ غازی کی شکل اور جسم میں آئیں۔ وہ حضرت بابا فرید الدین شکر گنج کے جسم میں آئیں ' وہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے جسم اور شکل میں آئیں یا پھر میری شکل میں آئیں۔

خبریں: آپ نے ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی نامی ادارہ بنا رکھا ہے اس کا ہیڈ آفس کہاں ہے۔ ممبران کون ہیں ' ایڈریس کیا ہے اور اس کا وجود کب عمل میں آیا؟

یوسف علی: ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کا ڈائریکٹر جنرل میں خود ہوں۔ عملی طور پر ورلڈ اسمبلی کا صدر دفتر پاکستان میں ہے مگر روحانی طور پر مدینہ شریف میں۔ اس کا فی الحال ایڈریس تو میرے گھر ہی کا ہے اور میرے علاوہ فی الحال اس کا کوئی عہدیدار نہیں ویسے ممبران تو بہت زیادہ ہیں مگر ان کا تعارف نہیں کرواسکتا۔ یہ دس سال قبل قائم ہوئی تھی۔

خبریں: آپ نے محمدؐ کی حیثیت سے اپنا دیدار کروا کر لوگوں سے لاکھوں' کروڑوں روپے لوٹے ہیں؟

یوسف علی: جس کسی نے مجھ سے پیسے لینے ہیں وہ آئیں اور ثبوت دکھا کر مجھ سے رقم واپس لے لیں۔ میں رقم واپس کرنے کو تیار ہوں۔

خبریں: جو خواتین اور حضرات آپ کو محمدؐ رسول اللہ سمجھتے ہیں کیا وہ غلطی پر ہیں؟

یوسف علی: خاموش رہے اور جواب نہ دیا۔ پھر انہوں نے اپنے میز کی دراز میں ایک فائل نکال کر دکھائی جس پر انہوں نے کراچی اور لاہور کے بعض سینئر ڈاکٹروں کے لیٹر پیڈ پر لکھوار کھا تھا کہ وہ جنسی طور پر مفلوج ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ آپ کو اس طرح سے فائل بنا کر اپنی اس کمزوری کی تشہیر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ لوگوں کو پھنسانے کے لیے تو نہیں کیونکہ مرد اپنی کمزوری تسلیم نہیں کرتا اور

یہی اس کی جبلت ہے۔

دوران گفتگو کذاب یوسف نے اپنا بایاں ہاتھ مسلسل اپنے منہ پر رکھا اور منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے انگلیاں ہلاتا رہا۔ اس کی ساری باتیں سن کر جب میں اسکے گھر سے اٹھا تو میرے سر میں شدید درد شروع ہو گیا اور مجھ سے گاڑی چلانا بھی مشکل تھا۔ ذہن میں عجیب و غریب خیالات تھے اور منتشر ذہن میں بار بار ایک ہی سوال اٹھ رہا تھا کہ اسکے ساتھ ہماری طرف سے کوئی زیادتی تو نہیں ہو رہی۔ اس ذہنی انتشار میں ایک جگہ رکا تو درد کے مارے سر پھٹا جا رہا تھا کہ اچانک خیال آیا کہ اس نے کوئی شرارت تو نہیں کی' پھر میں نے درود شریف کا ورد شروع کیا اور چند منٹ میں ہی سر درد غائب ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ کذاب یوسف سفلی علوم کا ماہر ہے اور اس نے ایسا ہی کوئی عمل مجھ پر بھی کرنے کی کوشش کی جو نبی کریمؐ کی ذات پر پڑھے جانے والے درود شریف کے صدقے میں دور ہو گیا۔

کذاب یوسف کی خرافات پر دینی جماعتوں کا اجلاس

یوسف علی کے اس انٹرویو کے بعد میں نے روزنامہ ''خبریں'' اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اشتراک سے ٹمپل روڈ پر واقع لاہور پیلس میں مختلف دینی جماعتوں کے نمائندوں کو اکٹھا کیا۔ وکلاء اور دانشوروں کو بلایا اور ابوالحسنین

یوسف علی کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹ دکھائی۔ اس موقع پر موجود تمام افراد نے متفقہ طور پر یوسف علی کو مرتد، گستاخ رسولؐ اور کذاب قرار دیتے ہوئے توہین رسالتؐ کا ملزم قرار دیا۔ اس موقع پر متفقہ طور پر قرارداد منظور ہوئی جس پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کئے۔

1۔ مولانا زبیر احمد ظہیر مرکزی امیر جماعت اہلحدیث لاہور۔
2۔ ریاض الحسن گیلانی سینئر ایڈووکیٹ سابق مشیر وفاقی شرعی عدالت۔
3۔ مولانا محمد شفیع جوش۔
4۔ جنرل (ر) محمد حسین انصاری۔
5۔ مولانا عبد المالک جامعہ منصورہ لاہور۔
6۔ مولانا حبیب الرحمٰن فاروقی خطیب رحمانیہ مسجد اہل حدیث گڑھی شاہو۔
7۔ مفتی سرفراز نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور۔
8۔ مولانا محمد رفیق ربانی کنگ سعود یونیورسٹی سعودی عرب۔
9۔ میاں محمد جمیل سیکرٹری جنرل جمعیت اہلحدیث۔
10۔ مولانا ضیاء اللہ قصوری جمعیت اتحاد علماء پاکستان۔
11۔ مولانا ظفر اللہ شفیق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔
12۔ حافظ محمد ادریس جماعت اسلامی۔
13۔ لیاقت بلوچ امیر جماعت اسلامی لاہور۔

اس قرارداد میں تمام مندرجہ بالا افراد نے آڈیو فلم سننے اور ویڈیو فلم دیکھنے کے بعد فیصلہ دیا کہ یوسف علی توہین رسالتؐ کا مرتکب ہوا ہے اور اس بدبخت نے اللہ سبحانہ تعالیٰ اور قرآن مجید کی اہانت کرتے ہوئے اس گستاخی کی بھی جسارت کی کہ حضور رسالت مآب ﷺ کا ظہور پورے آب و تاب سے اس ناپاک شخص کے جسم میں ہوا ہے۔ اس نے بنت رسول حضرت فاطمہؓ اور صحابہ کرامؓ کی توہین

کی ہے اس لئے اسے قرار واقعی سزا دی جائے۔ یوسف علی سے ملنے والوں اور اس کے حلقہ اثر میں عرصہ رہنے والوں سے میں نے انفرادی طور پر ملاقاتیں کیں تو ان تمام افراد نے بتایا کہ وہ ایک مخصوص عرصہ تک جو ہر فرد کیلئے مختلف ہے یوسف علی کو اس کے دعوے کے مطابق رسول خدا اور محمد سمجھتے رہے ہیں۔ ان افراد کے مطابق یوسف علی دعویٰ کرتا تھا کہ رسول کریم حضرت محمد ﷺ دنیا میں 99 مرتبہ بشر کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور اس میں سے 92 ویں مرتبہ اب تشریف لا چکے ہیں اور اس مرتبہ میری یعنی یوسف علی کی شکل میں دنیا میں آئے ہیں اور پھر جس شان و شوکت کے ساتھ نبی کریم ﷺ اب دنیا میں جلوہ گر ہیں وہ شان و شوکت پہلے کبھی نہ تھی۔ 1400 سال پہلے رسولؐ سادہ زندگی میں تھے مگر اب شاہانہ زندگی میں ہیں۔ مسجد نبویؐ اس وقت کیا تھی اب اس کی شان و شوکت کیا ہے تو جو شان اب مسجد نبوی کی ہے ویسی شان آج اس کے والی کی بھی ہو گی۔ (نعوذ باللہ)

کذاب یوسف کا اپنی پشت پر مہر نبوت کا دعویٰ

49 سالہ یوسف علی نے اپنے مریدوں سے یہ بھی کہہ رکھا تھا کہ اس کی کمر پر (نعوذ باللہ) وہی مہر نبوت موجود ہے جو 14 سو سال پہلے نبی کریمؐ کی کمر پر تھی۔ اس نے کہا کہ جس طرح حضرت محمد ﷺ کو ابتدائی دنوں میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور لوگوں نے انہیں تسلیم نہیں کیا تھا اسی قسم کی صورت حال میرے ساتھ ہے اور تو اور میری اپنی بیوی طیبہ یوسف بھی گستاخ تھی اور میرے نور کو ماننے سے انکاری تھی۔ پھر میں نے قادر مطلق کو اس صورت حال سے آگاہ کیا اور اپنی بیوی کی گستاخی بارے میں بتایا تو قادر مطلق کی طرف سے ایک انوکھا معجزہ ہو گیا۔ ہوا یوں کہ ایک مرتبہ رات کے وقت لائٹ چلی گئی تو

میں جو کہ مہر نبوت کے حوالے سے سخت احتیاط کرتا تھا اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر قمیض بدلنے لگا' میں نے قمیض اتاری کہ اچانک لائٹ واپس آ گئی اور میری بیوی نے میری کمر پر مہر نبوت دیکھ لی پس پھر کیا تھا کہ وہ میرے قدموں میں گر گئی اور معافی مانگنے لگی۔ قادر مطلق نے حکم دیا کہ اسے معاف کر دو چنانچہ میں نے اسے معاف کر دیا۔ اگر محفل میں موجود کوئی شخص کذاب یوسف سے مہر نبوت دیکھنے کی خواہش کا اظہار کرتا تو یہ اسے کہتا کہ اس کی قیمت ادا کرنا ہو گی۔ پھر قیمت پوچھنے پر کہتا کہ تمہیں اپنی بیوی کو طلاق دینا ہو گی کیونکہ مہر نبوت کے دیدار کے بعد تم تو مصطفوی خاندان میں شامل ہو جاؤ گے مگر تمہاری بیوی تو نہیں ہو گی بعد میں اسے بھی شامل کیا جا سکتا ہے مگر یہ حالات پر منحصر ہے۔ اس قسم کی باتیں سن کر مہر نبوت دیکھنے کی خواہش کا اظہار کرنیوالا خاموش ہو جاتا۔

لاہور میں اس کی محفلیں اور تقریریں سننے اور اس سے متاثر ہونیوالوں میں زیادہ تر مرد تھے اور خواتین بہت کم اس کی محفلوں میں جاتی تھیں اگر جاتی تھیں تو عمر رسیدہ خواتین جاتی تھی۔ ملعون یوسف علی کو لاہور میں اپنا ٹارگٹ پورا ہوتا نظر نہ آیا تو اس نے کراچی کے ایک شخص عبدالواحد خان سے رابطہ کیا جو پاکستان ٹوبیکو کمپنی میں ایک اہم عہدے سے ریٹائرڈ ہوا تھا کے گھر جانا شروع کیا اور اپنے کالے کرتوتوں کا دائرہ کار وسیع کرتے ہوئے عبدالواحد خان کی بیٹی اور بہو کو بھی اپنے حلقہ اثر میں شامل کر لیا۔ عبدالواحد خان جو کراچی جم خانہ کا مستقل ممبر اور کراچی کے بااثر حلقوں میں خاصی جان پہچان رکھتا ہے' یوسف کے ''حلقہ تصرف'' میں آیا تو اپنا سب کچھ اس کے ہاتھوں گنوا کر اس کا باقاعدہ کارندہ بن گیا اور اہم جگہوں پر اس کے لیکچر دلوانے لگا۔ عبدالواحد خان کے گھر سب سے پہلے اس نے اپنے لئے ایک خصوصی کمرہ تیار کروایا جسے اس نے غار حرا قرار دیا اور یہیں پر اس نے لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کا سلسلہ شروع

کیا۔ عبدالواحد خان کی بہو (ش) اس کی خاص مریدنی بن گئی اور اس نے اپنی رن خواتین کو بھی اس کی محفلوں میں لا کھڑا کیا۔

طریقہ واردات:

کذاب یوسف کا طریقہ واردات یہ تھا کہ وہ خواتین کو متاثر کرتا جس گھر میں بھی جاتا اس گھر کے تمام افراد سے ملنے کے فوراً بعد گھر کے کسی باتھ روم میں چلا جاتا' 45 سے 50 منٹ باتھ روم میں موجود رہتا پھر جب باتھ روم سے باہر نکلتا تو اس کے چہرے پر ''جلال'' ہوتا' باہر آ کر وہ اپنی گفتگو شروع کر دیتا اور حاضرین محفل اس کی ایک ایک بات پر آمین آمین اور سبحان اللہ کہتے اور اس پر فدا ہوتے جاتے۔ اپنی محفلوں میں وہ کسی ایک خاتون کا انتخاب کرتا پھر اپنے بارے میں سب لوگوں کو ایک ہی کہانی سناتا کہ 7 سال قبل اس کی جسمانی طور پر موت واقع ہو چکی ہے۔ اب وہ روحانی طور پر زندہ ہے اس میں دنیاوی خواہشات ختم ہو چکی ہیں اب اس میں لالچ اور طمع نہیں رہا اور نہ ہی منفی سوچ اور کسی کیخلاف نفرت رہی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اس میں جنسی صلاحیتیں نہیں رہیں۔ قادر مطلق نے اس سے تمام منفی قوتیں چھین لی ہیں اب وہ روحانی طور پر زندہ ہے چونکہ اس میں سیکس کا عنصر نہیں لہٰذا اس کے لئے ہاں اب لڑکی 'لڑکا' عورت' آدمی کی کوئی تفریق نہیں۔ پھر وہ اپنی محفلوں میں اکثر اوقات ایک فائل لوگوں کو دکھاتا جس میں کراچی اور لاہور کے کچھ ڈاکٹروں کے نسخے لکھے ہوتے اور کسی مرض کی تشخیص ہوتی وہ فائل لہرا کر اعلان کرتا کہ اس کو وہ پڑھ لے جسے میری بات کا یقین نہیں کہ ہم طبعی طور پر مر چکے ہیں' روحانی طور پر زندہ ہیں اور پھر وہ مختلف کتابوں کا حوالہ دیکر کہتا کہ حضورؐ پوری آب و تاب اور شان و شوکت سے دنیا میں موجود ہیں۔ وہ اپنے بیانات میں کہتا کہ حضرت آدم علیہ السلامؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بھی حضرت محمدؐ کی روح تھی اور اب حضرت

محمدؐ کی روح 92ویں مرتبہ دنیا میں آئی ہے اور وہ میرے جسم کے اندر آئی ہے۔
یہ 7 سال قبل اس وقت آئی جب میری طبعی موت ہو گئی مگر اس وقت کے حضور کریمؐ اور چودہ سو سال پہلے والے حضور کریم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ملعون نے اپنی تقریروں میں کہا کہ ایک دن ہم نے قادر مطلق سے سوال کیا کہ چودہ سو سال پہلے تو ہم بہت سادہ تھے اب یہ شان و شوکت کیوں' قادر مطلق نے کہا کہ چودہ سو سال پہلے مسجد نبوی بھی تو بہت سادہ تھی' مدینے کا شہر بھی بہت سادہ تھا' مسجد نبوی کی چھتیں ٹپکتی تھیں' کھجور کے پتوں سے چھت بنائی گئی تھی آج مسجد نبوی کی شان دیکھو دنیا بھر کی خوبصورت ترین مسجد ہے۔
چودہ سو سال پہلے ڈیوٹی اور آج بیوٹی پر ہیں:
آج حضور کی شان بھی اس کے مطابق ہی ہو گی پھر یہ ملعون مزید گستاخی کرتے ہوئے کہتا کہ قادر مطلق نے ہمیں اچھا پہننے' اچھا کھانے اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کی اجازت دے رکھی ہے کیونکہ اس وقت میں اور آج کے وقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس وقت حضورؐ ڈیوٹی پر تھے اور اس وقت حضور بیوٹی پر ہیں۔ (نعوذ باللہ)
یہ لعنتی جب بار بار اپنے جسم میں سیکس کا عنصر ختم ہونے کا ذکر کرتا تو لوگ اس کی باتوں پر یقین کرتے ہوئے بے دھڑک رات گئے تک اپنی جوان بچیوں کو اس صحبت میں بیٹھے رہنے کی اجازت دے دیتے۔ یہ اپنی محفلوں میں کسی ایک لڑکی کا نام لیکر اشارہ کر کے کہتا حاضرین مجلس' میں اعلان کرتا ہوں کہ آج سے یہ بچی ہمارے نکاح میں ہے اور ہمارا ان کا نکاح روحانی نکاح ہے ان کی دنیاوی شادی ہو سکتی ہے۔ دنیاوی تعلق کسی بھی دنیادار سے ہو سکتا ہے مگر روحانی تعلق ہمارے ساتھ ہے اور یہ تعلق نہ صرف اس زندگی میں بلکہ اس زندگی کے بعد بھی رہے گا۔ پھر وہ اس لڑکی کو اعلانیہ اپنے نکاح میں لیتا اور اسے درود شریف

پڑھنے کیلیئے کہتا پھر ان لڑکیوں کو یہ بھی حکم تھا کہ وہ جب اس بدبخت سے ملیں تو الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہیں۔ لڑکیاں جب یہ کہتیں تو ملعون جواب میں آیت کریمہ پڑھتا۔ لڑکیوں کو یہ بھی حکم تھا کہ ٹیلی فون بھی کریں تو اسلام علیکم کی بجائے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہیں۔

کراچی کے مختلف گھروں میں جہاں یہ قیام کرتا ان میں سے ایک محمد علی ابو بکر اور دوسرا رانا اکرم کا گھر تھا جبکہ تیسرا بریگیڈیئر اسلم کے گھر بھی کبھی کبھار تھوڑی دیر کے لئے جاتا۔ عبدالواحد خان کے گھر پر اس نے جو خصوصی کمرہ تیار کروا رکھا تھا جسے یہ غار حرا کہتا پھر ایسا ہی کمرہ محمد علی ابو بکر کے گھر تیار کروایا اور اسے بھی غار حرا کا درجہ دیا۔ انہی کمروں میں یہ لڑکیوں سے انفرادی ملاقاتیں کرتا جو رات گئے جاری رہتیں۔ پہلے پہل جب محفل کے دوران کسی نماز کا وقت آجاتا تو یہ اپنا بیان جاری رکھتا اور کہتا کہ ہماری موجودگی میں نماز کی قضا کوئی قضا نہیں نماز تو عام لوگوں کیلیئے ہے مصطفوی خاندان کیلیئے نہیں اور وہ تمام حاضرین مجلس کو مصطفوی خاندان سے منسوب کرتے ہوئے کہتا کہ آپ سب اعلیٰ پائے کے لوگ ہیں اور روز قیامت جب تمام لوگ اپنے اعمال نامے ہاتھوں میں لئے ادھر ادھر بھاگ رہے ہوں گے تو آپ لوگ ہمارے ساتھ جنت کے سب سے اعلیٰ مقام وراءالورا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کافی پی رہے ہوں گے۔

امتی صرف امتی ہوتا ہے مرد یا عورت نہیں
یوسف کذاب کی منطق

اگر حاضرین مجلس میں سے کوئی شخص اس ملعون کی توجہ نماز کی طرف زیادہ دلاتا تو یہ اسی کمرے میں خواتین اور مردوں کی اکٹھی نماز پڑھا دیتا۔ ملتان روڈ پر بیت الرضا میں نماز جمعہ کے بعد جو خصوصی نماز ہوا کرتی تھی اس میں بھی یہ ایک ہی کمرے میں خواتین اور مردوں کو اکٹھی نماز پڑھاتا اگر کوئی اعتراض

کرتا تو یوسف علی اسے جھاڑ پلاتے ہوئے کہتا کہ تمہارے اندر کہیں نہ کہیں گند موجود ہے پھر حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا کہ یہاں اعلیٰ درجے کے امتی موجود ہیں اور یہ صرف امتی ہیں ان میں کوئی مرد یا عورت نہیں۔ یہاں سیکس کا عنصر ختم ہو جاتا ہے اور روحانی محفل میں روحیں موجود ہوتی ہیں۔ اس کے بعد بعض متاثرین نے بتایا کہ یہ نمازیں کافی دیر کر کے پڑھاتا بعض اوقات عصر کی نماز مغرب کے قریب ہوتی۔ نماز کھڑے ہونے سے قبل کوئی شخص وضو کی اجازت مانگتا تو اسے اجازت مل جاتی مگر اسے کہتا کہ آپ وضو کر لیں مگر وضو کی ضرورت انہیں ہوتی ہے جو پلید ہوں یا جنہیں نجاست لگی ہو آپ تو پاک لوگ ہو اگر دامن نچوڑ دو تو فرشتے وضو کریں۔ اس ملعون کی انہیں چکنی چپڑی باتوں سے لوگوں کا مورال خاصہ بلند ہو جاتا اور وہ دیوانہ وار اس کی طرف لپکتے۔

نام نہاد مہر نبوت و رسالت:

ایک دن ایک شخص نے مہر رسالت دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو ملعون نے کہا منظور ہم ابھی کمرے میں تمہیں مہر رسالت دکھائے دیتے ہیں مگر تمہیں اس کیلئے قربانی دینا ہو گی۔ اس شخص نے کہا تیار ہوں پھر محفل میں بیٹھی اس کی بیوی کی طرف دیکھا اور کہا کہ مہر رسالت دیکھنے کی قیمت کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو جس پر وہ شخص خاموش ہو گیا پھر ملعون نے عبدالواحد خان کی بہو جو کہ اس کی خاص مریدنی تھی اور اس کیلئے خواتین کو گھیر کر لاتی تھی، کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ تو مہر رسالت دیکھ چکی ہیں بتائیں آپ پر کیا بیتی تو وہ خاتون بھری محفل میں سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگی اس کی انہیں چکنی چپڑی باتوں سے خواتین میں اس کا دائرہ اثر بڑھنے لگا۔ اس طرح اس نے کراچی اور لاہور کی متعدد خواتین کو اپنے روحانی نکاح میں لے لیا پھر اس نے اپنے مریدوں کی آپس میں شادیاں کروانے کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ایک نوجوان سروش کی شادی اس

کے والدین کے علم میں لائے بغیر ایک لڑکی ثمین سے محض تین چار لڑکیوں کی موجودگی میں زبانی اعلان کر کے کروادی اور پھر اسے اپنے نکاح میں بھی لے لیا۔ ان دونوں لڑکے اور لڑکی کی عمر 20 سال سے زائد نہ ہوگی۔ ان کے والدین کو کوئی علم نہیں تھا۔ نہ کوئی نکاح پڑھایا گیا نہ کوئی ایجاب و قبول ہوا بس اس لعنتی نے اعلان کر دیا اور لڑکی لڑکا رشتہ ازدواج میں بندھ گئے۔

اس طرح کراچی ہی کے ایک نوجوان جنید کی اسی قسم کی شادی ایک سکول کی طالبہ عتیقہ سے کروادی اور ان دونوں کے والدین کو بھی علم نہیں اور ان کا بھی نہ کوئی نکاح نامہ تھا نہ کوئی ایجاب و قبول۔ ایک دفعہ ایک نوجوان جو کراچی کے ایک کالج میں سال اول کا طالب تھا کراچی کے ایک امیر کبیر خاندان کی لڑکی کو لے کر ملعون کے پاس آ گیا اور کہا کہ ہماری شادی کروادو اس لعنتی نے خوبرو لڑکی کو دیکھ کر کہا کہ اب یہ ہمارے نکاح میں آ گئی ہے گرمیوں کی چھٹیوں میں تمہاری شادی کرادی جائے گی اور گرمیوں کی چھٹیوں سے قبل یہ شخص جیل میں چلا گیا۔

کراچی کا سہیل احمد خان تمام سیاہ کاریوں میں شریک:

لاہور کے ایک شخص مسعود کی اہلیہ سے بھی اس شخص نے اسی قسم کا نکاح کر رکھا تھا۔ کراچی میں اس نے ایک نوجوان کمپیوٹر انجینئر سہیل کو اپنا خلیفہ بنا رکھا تھا اور سہیل اس کی تمام تر سیاہ کاریوں کا شریک رہا۔ سہیل کا والد احمد دین خان جو اکنامک افیئرز کا ایک ریٹائر سینئر آفیسر ہے' کے پاس یوسف علی کی گستاخیوں کا خاصا طویل ریکارڈ ہے اور یوسف علی کی جائے نماز پر ایک خوبرو لڑکی کو اپنی باہوں میں لے کر بنوائی جانیوالی تصویر بھی احمد دین نے ہی ''خبریں'' کو فراہم کی۔ احمد دین کا بیٹا سہیل اس کا چیف چیلا تھا اور اس کی تمام سیاہ کاریوں میں شریک ہونے کی وجہ سے اس نے دیگر لڑکیوں کے ساتھ

کذاب کی ملاقاتیں کروانے کا سلسلہ جاری رکھا مگر ایک مرتبہ اس کی والدہ اور بہن یوسف علی کی محفل میں آئیں تو سہیل سیخ پا ہو گیا اور اس نے اپنی ہمشیرہ کو فوری طور پر وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔

کراچی کے عبدالواحد خاں کو اس بدبخت نے حضرت عمر فاروقؓ کا درجہ دے رکھا تھا اور اس کا باقاعدہ اعلان اس نے ملتان روڈ لاہور میں واقع مسجد بیت الرضا میں کیا تھا۔ کراچی کا خلیفہ سہیل' راولپنڈی کا خلیفہ زید زمان' پشاور کا خلیفہ سابق ایئر کموڈور اور نگزیب تھا۔

کراچی ہی کے ایک میاں بیوی کو ایک محفل میں اعلان کر کے اپنے نکاح میں لیا اور کہا کہ چونکہ میرے لئے مرد اور عورت ایک ہی چیزیں ہیں میرا نکاح روحانی ہے اس لئے کسی سے بھی ہو سکتا ہے۔ اسی قسم کی چکنی چپڑی باتوں میں کچے ذہن کی خوبرو لڑکیاں اس کے چکر میں لٹتی رہیں اور اس سے بے آبرو ہوتی رہیں۔

پہلے پہل وہ کراچی کی لڑکیوں کو متاثر کرنے کیلئے لاہور کی ایک لڑکی کو اپنے ساتھ کراچی لے گیا۔ وہ ایک گھر میں کئی دن تک اسی کے کمرے میں ٹھہری اور اس نے دوسری تمام لڑکیوں کو اکثر اوقات اس لعنتی کے کرشمے اور کرامات اس طرح سنانے کا سلسلہ شروع کیا کہ تمام لڑکیوں میں اس ملعون کے ساتھ وقت گزارنے کا شوق پیدا ہوا۔ لاہور سے جانیوالی لڑکی دیگر لڑکیوں کو بتاتی کہ رات دو بجے کے بعد جب حضور عبادت شروع کرتے ہیں تو کمرے میں نور ہی نور ہوتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے چاند کمرے میں اتر گیا ہے۔ فرشتے رحمتیں لے کر آتے ہیں اور اس کیفیت میں حضور جو کچھ بھی کہتے ہیں امر ہو جاتا ہے۔ لڑکیاں اس کی باتوں میں آتی رہیں اور تباہ ہوتی رہیں۔

ایک مرید کی طرف سے عمرہ کی اجازت پر

کذاب کی ناراضگی

1996ء کے رمضان المبارک میں کراچی میں ایک محفل میں ایک میاں بیوی نے جب یوسف علی سے اجازت طلب کی کہ وہ عمرے کیلئے جانا چاہتے ہیں تو یوسف علی نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ معلوم نہیں لوگ عمرے پر کیا لینے جاتے ہیں' کیوں اخراجات کرتے ہیں۔ مکین کو ادھر چھوڑ جاتے ہیں اور مکان کے پاس چلے جاتے ہیں' مکین کو نظر انداز کرتے ہیں اور درودیوار کے بوسے لیتے ہیں' پھر وہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا کہ مکین تو پاکستان میں موجود ہے وہاں تو اب صرف خالی درودیوار ہے۔ سعودی عرب کے لوگوں نے درودیوار مانگے انہیں مل گئے۔ پاکستان کے لوگوں نے حضور کو مانگا سو انہیں یہ مل رہا ہے۔

وہ پھر حاضرین سے مزید پوچھتا کہ آج بتادیں کہ آپ کو حضور چاہیے یا حضوری اگر آپ حضور چاہتے ہیں تو رک جائیں حضور تو پاکستان میں ہی ہیں جب حضور ملیں گے تو حضوری خود بخود ہو جائے گی۔

کراچی میں فلم دیکھتا رہا:

کراچی کے ایک شخص شاہد خان نے "خبریں" کو بتایا کہ یہ انگریزی فلم "دی میسیج"

لوگوں کو بار بار دیکھنے کی تلقین کرتا۔ ایک مرتبہ اس نے یہ فلم اپنے مداحین میں بیٹھ کر دیکھی اور اس فلم کے ایک سین کو بار بار دہراتے ہوئے کہا کہ اسے دیکھیں وہ سین کچھ اس طرح سے تھا کہ ایک شیطانی جسم ختم ہو جاتا ہے تو اس کی روح کسی اور شخص کے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے پھر وہ کہتا کہ جس طرح اس فلم میں روح منتقل ہوئی ہے اسی طرح اس کے جسم میں حضورؐ کی روح (نعوذ باللہ) منتقل ہوئی تھی۔ شاہد خان نے مزید بتایا کہ اس کی اہلیہ کو اس نے

بھری محفل میں بشارت دی کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا اصل میں اس کی اہلیہ جس لیڈی ڈاکٹر کے پاس زیر علاج تھی اس کا شوہر ڈاکٹر کمال کذاب یوسف کا دوست اور چیلا تھا۔ شاہد خان کی اہلیہ کا الٹرا ساؤنڈ اس کی لیڈی ڈاکٹر اہلیہ نے کیا جس کی رپورٹ اس لیڈی ڈاکٹر کے شوہر کے ذریعے کذاب یوسف کو مل گئی اور اس نے بیٹے کی پیدائش سے ایک ماہ پہلے ہی اعلان کر دیا کہ آپ کے ہاں بیٹا ہو گا۔ شاہد خان نے بتایا کہ جب بیٹا ہوا تو اس کی اہلیہ اسے بہت پہنچی ہوئی ہستی ماننے لگی۔ پھر اس نے اس کی اہلیہ کو بھی بچے کی ولادت کے تین ماہ بعد رسول کی حیثیت سے اپنا دیدار کرایا۔

سفلی علوم میں مہارت:

جس پر اس کی اہلیہ اس کے دائرہ اثر میں بہت زیادہ آ گئی حتیٰ کہ اپنا گھر بھی تباہ کرنے پر تل گئی۔ پھر کوئٹہ کے ایک عالم دین مولانا عبدالرحمان سے رابطہ کیا گیا جنہوں نے اس خاتون کا علاج کیا اور 11 گھنٹے کے مسلسل قرآنی عمل کے بعد جب ان کی اہلیہ بے ہوش ہو کر گر پڑی تو مولانا عبدالرحمان نے کہا کہ اب تھوڑی دیر بعد انہیں ہوش آ جائے گا اور یہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ اس تمام قرآنی عمل کے دوران مولانا عبدالرحمان ڈرائنگ روم میں بیٹھے قرآن مجید اور قرآنی وظائف پڑھتے رہے جبکہ اس کی اہلیہ مسلسل مختلف اشیاء سے ڈرائنگ روم کا دروازہ توڑنے میں مصروف رہی مگر جب اس کا اثر ختم ہو گیا تو وہ اپنی اصلی حالت پر آ گئی۔ شاہد خاں نے بتایا کہ یوسف علی مختلف سفلی علوم اور جادو جاننے کے علاوہ حروف مقطعات کو الٹا پڑھنے کے عمل کو بھی جانتا ہے۔ مختلف عملوں کے ذریعے لوگوں کو اپنے سحر میں اور اپنے حصار میں جکڑے رکھتا تھا۔

روزنامہ ”خبریں“ نے اس قابل نفرت بد کردار اور گستاخ شخص کو 23 مارچ 1997ء کے شمارے میں سب سے پہلے بے نقاب کیا۔ پھر 24 مارچ کو

مزید تفصیلات شائع کیں تو پورے ملک کے طول و عرض سے لوگوں نے ''خبریں'' سے رابطہ کیا۔ متعدد متاثرہ خواتین و حضرات نے اپنے نام صیغہ راز میں رکھنے کی شرط پر ''خبریں'' کو ملعون کے بارے میں خوفناک تفصیلات فراہم کیں اور 25 مارچ کو پولیس نے کذاب یوسف کو اس کے گھر سے گرفتار کیا اور تھانے لے جا کر اس کا وضاحتی بیان لیا اور اپنی کارروائی مکمل کر کے اسے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ اس دوران اس کے خاص کارندے زید زمان جو راولپنڈی میں برنکس نامی ایک سکیورٹی کی فرم میں آفیسر ہے نے کذاب یوسف کے گھر پر سکیورٹی کا عملہ تعینات کر دیا۔ ''خبریں'' نے چوتھے روز بھی اس کے کرتوت شائع کیے تو متعدد لوگ ڈیفنس میں اس کے گھر پہنچ گئے اور اس ملعون کی جان کو خطرہ ہوا تو حکومت پنجاب نے ڈپٹی کمشنر لاہور کے ذریعے 16 ایم پی او کے تحت اس کو اس کے گھر واقع ڈیفنس سے اٹھا کر ملتان روڈ پر چوہنگ کے انسداد دہشت گردی کے سیل میں 3 ماہ کے لیے نظر بند کر دیا اس دوران شہریوں کی بڑی تعداد روزنامہ ''خبریں'' سے ملعون کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں پر مشتمل تقاریر کی کاپیاں حاصل کرتی رہی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی درخواست پر پرچے کا اندراج:

کذاب یوسف کی خرافات کا مکمل جائزہ لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ایس ایس پی لاہور کو تحریری طور پر درخواست دی گئی کہ یوسف علی توہین رسالتؐ کا مرتکب ہوا ہے۔ اس لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق تعزیرات پاکستان کا جائزہ لے کر اس کے خلاف مقدمہ درج کر کے اسے سخت سزا دی جائے۔ سابق ایس ایس پی لاہور طارق سلیم ڈوگر نے اس درخواست پر لیگل برانچ سے رائے لی۔ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کو سنا گیا اور پھر تھانہ ملت پارک میں 29 مارچ 1997ء کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی

درخواست پر نبوت کے جھوٹے دعویٰ دار اور گستاخ رسولؐ یوسف علی کے خلاف
406 `420 `508 `505` 298-A` 298` 295-B` 295-C`
295-A تعزیرات پاکستان اور 16 ایم پی او کے تحت فوجداری کیس رجسٹرڈ کیا گیا۔ اس دوران ملعون یوسف علی کی اہلیہ طیبہ یوسف کی جانب سے لاہور ہائیکورٹ میں اس کی غیر قانونی گرفتاری کو چیلنج کرتے ہوئے اس کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے ہائیکورٹ میں تحریری طور پر اپنے نظر بندی کے احکامات واپس لے لیے مگر اس دوران مقدمہ درج ہونے کی بنا پر تھانہ ملت پارک پولیس نے رہائی کے فوراً بعد اسے اپنی حراست میں لے لیا اور اسکا 14 روزہ ریمانڈ لیا گیا۔ اس عرصے کے دوران ملک بھر سے روزنامہ ''خبریں'' کو ٹیلی فون اور خطوط کے ذریعے اس کے نت نئے کرتوتوں سے آگاہی حاصل ہوتی رہی اور اخبار میں روزانہ اس کی بداعمالیاں شائع ہوتی رہیں۔

تھانہ میں اپنے بیان سے انکار:

پولیس نے 14 دن تک اسے جسمانی ریمانڈ پر رکھا۔ اس دوران اس نے تھانہ مسلم ٹاؤن میں ایس پی میجر (ر) مبشر اللہ اور مختلف علماء کے سامنے کہا کہ وہ گستاخ رسولؐ نہیں اس طرح وہ اپنی جان بچانے کے لیے صاف مکر گیا اور اس نے کہا کہ اس نے 28 فروری کو بیت الرضا میں جذب کی کیفیت میں یہ بات کہہ دی تھی کہ اس محفل میں 100 صحابہ کرام موجود ہیں پھر اسی محفل میں میں نے دو افراد عبدالواحد خاں اور زید زمان کا بطور صحابی تعارف کروا دیا۔ مجھ سے گستاخی ہوئی یہ درست ہے کہ صحابی تو دور کی بات صحابی کے بال برابر بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس طرح یوسف علی اپنے بیان سے مکر گیا۔ حوالات میں یوسف علی کا داماد ڈاکٹر ندیم قریشی مسلسل یوسف علی کے رابطے میں رہا اور وہ اس کے لیے مختلف قسم کے کھانے پکا کر لاتا رہا۔ 14 دن کے جسمانی ریمانڈ کے بعد پولیس نے

اپنی تفتیش مکمل کر لی اور اسے گستاخ رسولؐ قرار دیا پھر علاقہ مجسٹریٹ نے اسے جوڈیشل ریمانڈ پر کوٹ لکھپت جیل بھیج دیا مگر کوٹ لکھپت جیل کی انتظامیہ نے اس ملعون کو وصول کرنے سے انکار کر دیا اور موقف اختیار کیا کہ کوٹ لکھپت جیل میں درجنوں عاشق رسولؐ تیار بیٹھے ہیں کہ یہ جیل میں آئے اور کوئی غازی علم الدین شہید کا رتبہ حاصل کرے جس پر اسے راہداری پر واپس تھانہ مسلم ٹاؤن میں بند کر دیا گیا۔ دوسرے روز کذاب یوسف کو کیمپ جیل لے جایا گیا مگر یہاں بھی اسے کسی نے قبول نہ کیا جس پر آئی جی جیل خانہ جات نے اسے ساہیوال جیل منتقل کر دیا جہاں پر قید تنہائی میں رہا۔

کراچی کی ایک متاثرہ خاتون کا بیان

اس کی جیل جانے کی خبر کے بعد کراچی کی ایک خاتون نے روتے ہوئے روزنامہ ''خبریں'' کو بتایا کہ اس بدبخت نے درجنوں گھر تباہ کیے ہیں اور یہ تو اول نمبر کا بدمعاش ہے۔ اس لڑکی نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو بھری عدالت میں اسے بے نقاب کرے گی اور عدالت کو بتائے گی کہ اس کا کردار کیا ہے۔ اس نے روتے ہوئے بتایا کہ وہ لڑکیوں سے کہتا کہ آپ خدا کا نور ہیں اور میں محمد ہوں جس طرح نعوذ باللہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ اللہ اور محمد عرش پر پیار کرتے ہیں ہم اسی طرح فرش پر کریں گے۔ وہ انتہائی بے غیرت ہے وہ بیٹی کہہ کر بھی ڈسنے سے باز نہیں آتا اور میں تو ایسی لڑکی ہوں جس نے اعلیٰ دنیاوی تعلیم حاصل کر لی مگر اس کے چکر میں بڑے بڑے ڈاکٹر، عالم دین، سرکاری آفیسر، کاروباری حضرات اور ریٹائرڈ جرنیل پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ جس کمرے میں غلیظ حرکتیں کرتا اسے غار حرا کہتا تھا۔

کراچی کی دس لڑکیاں متاثر ہوئیں:

اس خاتون نے قسمیں اٹھاتے ہوئے روزنامہ ''خبریں'' کو کہا کہ کوئی

خاتون اپنے کیریکٹر پر الزام نہیں لگاتی مگر یہ حرمت رسولؐ کا معاملہ ہے ہم کم عقل تھے دین سے دوری تھی یا رسول کی محبت کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ہم کس طرح اس کے چکر میں پھنس گئے اور ملعون کراچی کی کم از کم 10 لڑکیوں کو نکاح کی آڑ میں خراب کر چکا ہے۔ آغا خاں یونیورسٹی کی لڑکی کو بھی نکاح میں لے رکھا ہے۔ اس خاتون نے بتایا کہ میں اور میری ساتھی لڑکیاں یہ سمجھتی رہیں کہ یہ نکاح آسمانوں پر ہوئے ہیں پتہ نہیں یہ کون سا عمل کرتا تھا کہ ذہن اس بڈھے کی طرف کھینچا ہی چلا جاتا تھا۔ وہ اکثر یہ کہتا تھا کہ اس نے 99 شادیاں کرنی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے 99 نام ہیں۔ حضرت محمدؐ کی دنیا میں آمد بھی 99 مرتبہ ہونی ہے۔ ہمارے سارے گھر والے اس کے چکر میں پڑ گئے تھے۔ اس نے کلفٹن میں عبدالواحد خاں کے گھر اپنا اڈا بنا رکھا تھا اور عبدالواحد خاں کی بہو اور بیٹیاں بھی دن رات اس کی تعریفیں کرکے ہمیں اس ملعون کے چکر میں پھنساتی تھیں۔ اس خاتون نے روتے ہوئے ''خبریں'' کو بتایا کہ میں شرمندہ ہوں اللہ مجھے معاف

کرے میں بھی اسے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہتی رہی۔ اللہ مجھے معاف کرے۔

کراچی ہی کی ایک اور خاتون (ر) نے ''خبریں'' کو بتایا کہ اس نے ہم پر جادو کر رکھا تھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام پر میرا نام رکھ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایک مرتبہ وہ لعنتی میرے سامنے آئے تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کی ناک' کان' ٹانگیں کاٹوں گی۔ اس نے بتایا کہ اس کو پھنسانے والا کراچی کا سہیل ہے جو کذاب یوسف کا ایجنٹ اور میرے بھائی کا دوست ہے۔ سہیل یوسف کی تمام سیاہ کاریوں میں شریک ہے اور جادو

جانتا ہے ہم نے تو اس بے غیرت کو لاکھوں روپے بھی دیئے۔
ایک خاتون نے بتایا کہ ہم سب نمازی اور پرہیز گار تھے۔ کراچی کی لڑکی ''ش'' اس لعنتی کے ساتھ بیویوں کی طرح رہتی رہی ہے اور اس نے اپنے شوہر سے واشگاف الفاظ میں کہہ رکھا تھا کہ وہ حضور کی بیوی ہے۔ اس لیے اسے طلاق دے دو کیونکہ وہ پاک عورت بن چکی ہے۔ اس خاتون نے بتایا کہ اس ملعون کی بیوی طیبہ یوسف جو کسی جسمانی عارضہ میں مبتلاہے اس لعنتی کی تمام حرکتوں سے آگاہ ہے اور وہ جانتی تھی کہ وہ خواتین کے ساتھ زیادتی کرتا ہے اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس کے شوہر کو شادیاں کرنے کا شوق ہے۔ میں کیا کروں' اس خاتون نے مزید بتایا کہ اس لعنتی نے جو فائل بنا رکھی ہے اور جسے لہرا کر وہ لوگوں کو بتاتا ہے کہ اس کی جسمانی قوتیں ختم ہیں اور محمدؐ کی روح (نعوذ باللہ) اس میں حلول کر جانے کے بعد اس میں لالچ اور جسمانی طاقتیں نہیں رہیں یہ سب بکواس ہے۔ اسے پکڑ کر ڈاکٹروں کے پاس لے جائیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا اور اس کا جھوٹ پکڑا جائے گا۔

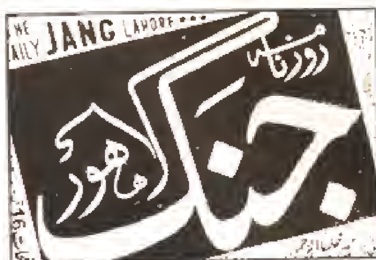
جو مجھے رقم دے گا براہ راست اللہ کو دے گا اور جو دوسروں کو دے گا وہ اللہ کی راہ میں دے گا: کذاب یوسف کی منطق

ایک شخص نے بتایا کہ وہ ملعون کو لے کر اپنے خرچ پر عمرے کیلئے گئے' اس نے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا اور مدینے میں بھی 40 نمازیں نہ پڑھیں بلکہ مدینہ شریف میں عجیب وغریب حرکتیں کرتا رہا جس پر اس نے پاکستان واپس آتے ہی اس لعنتی سے تعلق ختم کرلیا۔ ایک خاتون (ش) نے ''خبریں'' کو بتایا کہ کذاب یوسف ہمیں بار بار یہ بات کہا کرتا تھا کہ اسے کسی بھی وقت کسی آزمائش سے دوچار ہونا پڑے گا تو وہ مکر کر جائے گا اور آپ بھی مکر جایئے

گا۔ اگر کوئی پوچھے تو مت بتایئے گا' مصلحت اس میں ہوتی ہے کہ مشکل وقت عقلمندی سے گزار لیا جائے۔ اس خاتون نے بتایا کہ وہ یہ بات کہتا تھا کہ جو مجھے رقم دے گا وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کو دے گا اور جو دوسروں کو رقم دے گا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے گا۔ اب یہ آپ نے کا فیصلہ کرنا ہے کہ آپ نے یہ رقم اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینی ہیں یا اللہ تعالیٰ کو۔

اب یہ باتیں کوئی نفسیاتی مریض یا دیوانہ تو نہیں کر سکتا۔ اس خاتون نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے طیبہ یوسف سے لاہور میں فون پر بات کی اور پوچھا کہ آپ نے یوسف علی کی مہر نبوت دیکھی ہے تو طیبہ یوسف نے کہا آپ پڑھے لکھے ہیں آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ حقیقت کیا ہے۔ اس خاتون نے بتایا کہ ایک مرتبہ اس نے عشق حقیقی پر تفصیلی لیکچر دیا اور پھر ''ہیر رانجھا'' فلم دیکھنے کی تلقین کی۔

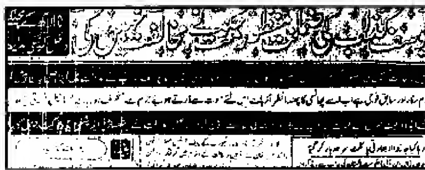
جہلم کے ایک شخص ملک اعجاز نے روزنامہ ''خبریں'' کو بتایا کہ وہ اپنے ایک دوست کے توسط سے کذاب یوسف سے ملا اور چار ماہ تک اس کے چنگل میں پھنسا رہا پھر ایک مرتبہ کراچی گیا جہاں عبدالواحد خاں کے گھر قیام کیا۔ اس نے رات کے وقت کوئی عمل کیا پھر دو لڑکیاں اسماء اور عالیہ ملنے کے لیے آ گئیں' اسماء اس کے ایک مرید مسعود کی منگیتر تھی مگر اس سے شادی سے انکاری تھی۔ میرے سامنے اس نے یوسف علی سے کہا ہم کہیں بھاگ جاتے ہیں۔ اس لڑکی کے یوسف کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے' یہ ان دونوں لڑکیوں کے ساتھ کافی دیر تک ذومعنی گفتگو کرتا رہا پھر میں ملحقہ کمرے میں سو گیا۔ رات دو بجے میں اٹھا تو میں نے یوسف علی کو ان دونوں لڑکیوں کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا پھر ان کے درمیان مزاحیہ گفتگو ہوئی جو میں نے سننے کے بعد کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تو یوسف مجھے باہر کھڑا دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ میں نے اسے واضح



ہفتہ 20 صفر المظفر 1420ھ 5 جون 1999ء 22 جیٹھ 2056 ب

طور پر کہا کہ تو مجھے حضورؐ سے ملاقات کی بشارت دیتا ہے' اپنا کردار دیکھ۔ میں نے اگلے روز عبدالواحد خاں کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا تو اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا حضورؐ روحانی طور پر موجود ہیں جسمانی طور پر نہیں' روحانی لوگوں پر الزام تراشی نہیں کرتے۔

لاہور میں متاثرین سے تفصیلی رابطوں کے بعد راقم الحروف چیف ایڈیٹر خبریں کی ہدایت پر کراچی گیا جہاں پہلی ملاقات کذاب یوسف کے متاثرین سے ہوئی پھر اس کے حصار میں ابھی تک گرفتار کراچی کے عبدالواحد خان اور اس کے چیف چیلے کمپیوٹر انجینئر سہیل سے رابطہ کیا تو عبدالواحد خان نے ملاقات کے لیے جم خانہ کراچی کا وقت دیا' طے شدہ پروگرام کے مطابق 70 سالہ دراز قد عبدالواحد خان سے ملاقات ہوئی جہاں چھوٹی چھوٹی داڑھی والا ایک 35 سالہ شخص ہاتھ میں تسبیح لیے موجود تھا جس نے تعارف پر اپنا نام سہیل بتایا۔ دوران گفتگو





ہفتہ 5 جون 1999ء 20 صفر 1420ھ 2056ب

عبدالواحد خان نے کہا کہ بعض لوگوں کو حضور کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے وہ تو سراپا نور ہیں پھر انہوں نے سہیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس نوجوان کی عمر دیکھیں' حضور محمد یوسف کی خاصی عنایت سے قرآن و سنت کے بارے میں جتنی معلومات اس نوجوان کو ہیں شاید ہی دنیا کے کسی عالم دین کو ہوں۔

لڑکیاں کسی اور کاالزام حضرت جی پر تھوپ رہی ہیں'

عبدالواحد

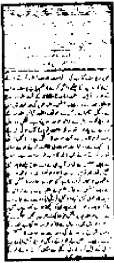
عبدالواحد خان نے کہا کہ میں پاکستان کے علماء کو چیلنج کرتا ہوں جنہوں نے قرآن مجید حفظ تو کر رکھا ہے لیکن سمجھ نہیں سکتے۔ آئیں اور اس نوجوان سے ملیں' اگر 5 منٹ میں قرآن وحدیث پر گفتگو کے حوالے سے بڑے بڑے نامی گرامی ملاؤں کو ہمارا یہ نوجوان فارغ نہ کردے اور ان کی کم علمی کا پول نہ کھول دے تو ہم تسلیم کریں گے کہ حضور کی تربیت میں کمی ہے۔ یہ ابوالحسنین یوسف علی ہی کی محبت کا نتیجہ ہے کہ ہمیں دین اور قرآن کا مفہوم سمجھ آیا' جاہل مولویوں نے تو اسے مذاق بنا دیا تھا۔ عبدالواحد خان نے مزید کہا کہ یوسف علی تو سراپا نور ہیں' ان میں تو سیکس کا عنصر موجود ہی نہیں' لڑکیاں کسی اور کاالزام شاید حضرت جی پر تھوپ رہی ہیں۔ اس موقع پر سہیل نے کہا میرے مرشد میرے حضرت اور میرے آقا دنیاوی آزمائشوں میں ہیں۔ حضرت کہتے تھے کہ جس راستے پر ہم چل رہے ہیں جاہل مولویوں کی وجہ سے شاید ہمیں جیل جانا

پڑے، کم
کی وجہ سے
زندگیوں
خطرات
گے۔



ہفتہ 20 صفر 1420ھ 5 جون 1999ء
24 جیٹھ 2056ب

علم
شاہد
کو خطرہ
عارضی



عالموں
ہماری
ہو مگر یہ
ہوں

اور حکومتی سطح پر بعد میں قرآن و سنت کے بارے میں ہمارے موقف اور علم کو تسلیم کرلیا جائے گا۔ جن خواتین نے آپ سے رابطہ کر کے حضرت جی پر الزامات عائد کیے ہیں ان کے بارے میں ہم اس لیے کچھ نہیں کہتے کہ ہمیں حضور نے منع کر رکھا ہے۔

سہیل نے بتایا کہ حضور کے صدقے وہ قرآن مجید کے بارے میں جو آگاہی حاصل کرچکے ہیں شاید بڑے بڑے مفتیان کرام پر بھی اس آگاہی کے دروازے نہ کھلے ہوں۔ قرآن مجید کے 30 پارے تو دور کی بات میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ مفتیان تو سورہ فاتحہ کی روح سے بھی آگاہ نہیں۔ ہمارے حضرت جی اب رہا ہوں گے تو ہم کسی انٹرنیشنل ٹی وی نیٹ ورک پر اوپن چیلنج کریں گے، آئیں اور دین کی تعلیمات پر ہم سے بات کریں۔ عبدالواحد خان نے کہا کہ اس جم خانہ کراچی میں بعض اہم ترین افراد نے حضور کی محفل میں شرکت کی اور حضور سے تو بعض نے یہاں تک کہا کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے بارے میں

رپورٹ تیار کریں۔ حضرت جب بات کرتے ہیں تو بڑے بڑے سخت گیر موم ہو جاتے ہیں، ذرا عدالت میں مقدمہ تو شروع ہونے دیں پھر عدالت میں ہم ثابت کریں گے کہ حضرت جی کی تعلیمات کیا ہیں اور حضرت جی کے جذب کے عالم میں کہے گئے بعض جملوں کو لوگوں نے کس انداز میں پیش کیا۔ عبدالواحد خان نے مزید کہا کہ لوگ انہیں کیا رقوم دیں گے 'لاکھوں روپیہ تو میں ان کے قدموں میں نچھاور کر چکا ہوں۔ یہی خواتین اور حضرات جو آج الزام لگا رہے ہیں کل جب دن رات حضور کی خدمت کرتے تھے اور کراچی سے لاہور جاتے ہوئے حضور کا بریف کیس 'زیورات اور نوٹوں سے بھر دیتے تھے اس وقت انہیں معلوم نہیں تھا۔



ہفتہ 20 صفر المظفر 1420ھ، 5 جون 1999ء، 23 جیٹھ 2056ب

یوسف کذاب کی ضمانت منظور' رہائی کا حکم جاری کر دیا گیا

قتل میں رکھا جائے ورنہ خطرہ ہے کوئی مسلمان اسے قتل کر کے پھانسی چڑھ جائیگا: وکیل سائل

یوسف کذاب

کذاب یوسف کی ڈائری بھی پولیس کے ریکارڈ میں جمع کروائی گئی جو مقدمہ کا حصہ بنی۔ اس ڈائری میں یہ اللہ کی شان میں گستاخی کر کے لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) طبعی جسم رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بولتا ہے 'سنتا ہے' حکم دیتا ہے چلتا ہے' یہ تمام خواص طبعی ہیں اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ طبعی جسم رکھتے ہیں۔

جب تک سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع نہیں ہوتا اور سورج سوانیزے پر نہیں آئے گا' توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معافی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تو جذب کی کیفیت میں بات ہو سکتی ہے مگر اس روئے زمین پر کون ہے جو نبی کریمؐ کی طرف سے گستاخ رسولؐ کو معاف کر سکے حضرت مجدد الف ثانی واضح طور پر کہتے ہیں

"باخدا دیوانہ باشد با محمدؐ ہوشیار"

اللہ تعالیٰ سے تو پیار کی بات اور جذب کی کیفیت میں بات ہو سکتی ہے مگر مقام مصطفیؐ کی طرف آؤ تو ذرا ہوشیاری سے قدم رکھنا کیونکہ مقام مصطفیؐ کے بارے میں دیوانگی کی اجازت نہیں۔

ضمانت کے باوجود گرفتاری' لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

کیا خبر کتنے تارے چمکے اور چھپ گئے مگر حضورؐ کا ستارہ ڈوبا ہے نہ ڈوبے گا۔ حضور کریم ﷺ نے واضح طور پر یہ کہہ رکھا ہے "جس نے مجھ پر جھوٹ بولا' کوئی غلط بات مجھ سے منسوب کی' میرے حوالے سے کوئی فرضی بات کی اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

شاتم رسول کذاب یوسف کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ تھانہ ملت پارک میں درج ہو چکا تھا اور وہ ساہیوال جیل میں بند تھا۔ اس کے چیلے مختلف عدالتوں میں اس کی ضمانت اور رہائی کے لیے مختلف اقسام کی درخواستیں دائر کرنے اور واپس لینے میں مصروف تھے۔ ان کی ایک ہی کوشش تھی کہ کسی طریقے سے مقدمے کی کارروائی شروع نہ ہو اور کذاب یوسف دو سال گزار لے' چالان بھی پیش نہ ہو تاکہ اسے ٹیکنیکل بنیادوں پر ضمانت پر رہا کروایا جا سکے۔ کذاب یوسف کے خلاف مواد کے حصول کیلئے راقم الحروف کو کراچی جانا پڑا تو

وہاں اللہ کے ایک بندے سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کذاب یوسف کے بارے میں سنا تو ایک کاغذ پر دائرے بنانے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اچانک نظر اوپر اٹھائی اور کہنے لگا کہ کذاب یوسف کی موت جیل ہی میں ہو گی۔ مجھے یہ سلاخوں میں مرا ہوا دکھائی دیتا ہے وہ گستاخ رسول ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی رسوائی کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

وقت گزرتا گیا اور کذاب یوسف کو قید میں دو سال گزر گئے۔ چالان عدالت میں پیش نہ ہو سکا۔ مقدمے کے حوالے سے مختلف درخواستیں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے **13** مختلف ججوں کے پاس زیر سماعت رہیں۔ اسی دوران کذاب یوسف کے چیلوں کی طرف سے روزنامہ ''خبریں'' کے چیف ایڈیٹر جناب ضیا شاہد کو سفارشیں شروع ہوئیں اور پھر کذاب یوسف کی اہلیہ و دیگر انتہائی قریبی لوگوں نے ضیا صاحب کو کہا کہ ہماری بات ہو گئی ہے۔ یوسف علی کی ضمانت ہو جائے گی۔ آپ چند دن خبریں نہ لگائیں اور خاموش رہیں۔ ہم یوسف کو ضمانت پر رہا کروا کر باہر لے جائیں گے پھر توہین رسالت کے اس ملزم کے خلاف ''خبریں'' کے قلمی جہاد کو بند کرنے کے لیے ترغیبات شروع ہوئیں پہلے چند لاکھ کی آفر ہوئیں پھر ڈیفنس کا گھر دینے کی پیشکش ہوئی مگر ضیا صاحب طیش میں آ گئے اور انہوں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا کہ آپ کے خیال میں گناہگار سے گنہگار مسلمان بھی رشوت لے کر ناموس رسولؐ کے لیے مقدمہ لڑنے یا مقدمے میں کذاب کی مخالفت میں دلائل تحریری مواد اور گواہان پیش کرنے سے باز آ سکتا ہے۔ میں دعویٰ تو نہیں کرتا مگر حب رسولؐ اور حرمت رسولؐ پر اپنی قیمتی سے قیمتی چیز بھی قربان کر سکتا ہوں۔ آپ کا دماغ خراب ہو چکا ہے آپ یہاں سے چلے جائیں اور آیندہ نبوت کے جھوٹے دعویدار کے سلسلے میں ہم سے حمایت کی ایک فیصد بھی امید نہ رکھنا۔

اس کے بعد کذاب یوسف کی اہلیہ اور اس کے چیلوں کے ایسے دانت کھٹے ہوئے کہ انہوں نے خبریں سے رابطہ کرنے کی جرات نہ کی اور پھر لاہور ہائی کورٹ میں اس بنیاد پر درخواست ضمانت دائر کی کہ ملزم کو جیل میں دو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور ابھی تک مقدمہ شروع نہیں ہوا۔استغاثہ کے وکلاء اسماعیل قریشی' غلام مصطفیٰ چودھری نے موقف اختیار کیا کہ دو سال تک مقدمہ کی کارروائی شروع نہ کرنے کی 'حدوجہ ملزم کے وکلاء کے تاخیری حربے ہیں۔ پھر وہی ہوا جس کی طرف واضح اشارہ کذاب یوسف کی اہلیہ نے کر دیا تھا کہ ہماری بات ہو گئی ہے ضمانت ہو جائے گی...... اور پھر لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس راشد عزیز خان نے کذاب یوسف کو10لاکھ روپے کے ضمانتی مچلکے داخل کروانے پر رہا کرنے کا حکم دے دیا۔

اس موقع پر چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ جسٹس راشد عزیز خان کی عدالت میں دوران بحث عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جسے لاہور سے شائع ہونے والے تقریباً تمام قومی اخبارات نے 5 جون1999ء کی اشاعت میں رپورٹ کیا۔ جن کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

لاہور (خبر نگار خصوصی) لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے دو سال مسلسل جیل میں رہنے اور ٹرائل مکمل نہ ہونے کی بنیاد پر توہین رسالت کے مقدمہ میں ملوث ابو الحسنین یوسف علی کی ضمانت منظور کرلی ہے۔ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل یاسمین سہگل نے ضمانت کی حمایت کی۔ کمرہ عدالت میں اس وقت دلچسپ صورتحال پیدا ہو گئی' جب سرکاری وکیل یاسمین سہگل نے کہا کہ ملزم کی ضمانت قبول کرلی جائے۔ عدالت نے سرکاری وکیل کی اس بات پر حیرت کا اظہار کیا اور استفسار کیا گیا کہ آپ کو کس نے کہا ہے کہ یہ بیان دیں 'آپ سے تو ضمانت کی مخالفت کی توقع تھی۔ اس پر سرکاری وکیل نے چیف

جسٹس کو برجستہ جواب دیا کہ جناب والا آپ کے کہنے پر.......... چیف جسٹس نے کہا کہ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں، جس پر سرکاری وکیل بولیں کہ سوری می لارڈ دراصل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے مجھے کہا تھا کہ درخواست ضمانت کی مخالفت نہ کی جائے۔ علاوہ ازیں ملزم کی طرف سے عدالت کے روبرو ایک بیان حلفی داخل کیا گیا جس میں کہا گیا کہ اس نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ مقدمہ کے مدعی کے وکیل اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے درخواست ضمانت کی مخالفت کی۔

یوسف کذاب کی ضمانت منظور، حکومت نے مخالفت نہیں کی "10 لاکھ کے مچلکے داخل کرنے کی ہدایت

لاہور (خبر نگار) لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس راشد عزیز خان نے توہین رسالت کے الزام میں گرفتار ابوالحسنین یوسف علی المعروف یوسف کذاب کی درخواست ضمانت بعد از گرفتاری منظور کرتے ہوئے رہا کرنے کا حکم دیا ہے۔ علاوہ ازیں فاضل عدالت نے درخواست گزار کو دس لاکھ کے مچلکے داخل کروانے کی ہدایت کی ہے۔ ایک شہری محمد اسماعیل شجاع آبادی نے 97ء میں یوسف کذاب کے خلاف نبوت کا دعویٰ کرنے پر 295 سی '406 اور 420 کے تحت مقدمہ درج کروادیا تھا جس پر ساہیوال پولیس نے اسے گرفتار کرلیا تھا جس کے خلاف اس نے فاضل عدالت میں درخواست ضمانت دائر کردی۔ گزشتہ روز یوسف کذاب کی جانب سے اسکے وکیل سلیم اے رحمان پیش ہوئے اور کہا کہ یوسف کذاب ضمانت کا مستحق ہے کیونکہ دو سال سے اسکے خلاف مقدمہ کے ٹرائل میں تاخیر کی جارہی ہے اور جان بوجھ کر ٹرائل مکمل نہیں کیا جارہا اور درخواست گزار کی جانب سے اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے پیش ہو کر درخواست ضمانت کی مخالفت کی اور کہا رسولؐ کی شان میں گستاخی

کذاب یوسف کی طرف سے عدالت میں پیش کیا جانے والا خلافت عظمیٰ کا سرٹیفکیٹ

کذاب یوسف کی طرف سے سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر کے روبرو اپنی خلافت عظمیٰ کے دعویٰ کے حوالے سے پیش کیا جانے والا سرٹیفکیٹ جس کے بارے میں کذاب یوسف نے عدالت کو بتایا کہ یہ سرٹیفکیٹ اسے نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے عطا کیا۔

فاضل جج نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ عدالت کے روبرو پیش کیا جانے والا یہی سرٹیفکیٹ ملزم کو توہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

He who conquers himself conquers the world. The renewal of the principles of Islam in their fullest amplitude is the first step towards the renaissance of Muslims; for only he who has become resurrected in "The Truth" "AL HAQ", can resurrect and revive the world around him.....

Allah Subhanahu wa ta' Ala

Khalifa-e-Azam

Huzoor Sayyidna

Khalifa-e-Azam

Hezrat Imam (Al-Shaykh)

A.H. Muhammad Yusuf Ali

[Hum Kamil Tasleem aur Tasdeeq K sath Shahadat Dete hain]

Alhamdolillah, He sees everything as from Allah Subhanahu wa Ta'la, does everything for Allah's sake, and attributes nothing to any created being including himself. What he says, he does. Compliments or criticism, benefit or loss are same to him. His knowledge is all encompassing and his wisdom supreme. He considers the one who knows and does not apply his knowledge is no better than a donkey carrying heavy load of books.

کذاب یوسف کی جانب سے عدالت میں پیش کیے جانے والے خلافت عظمیٰ کے سرٹیفکیٹ کا مکمل متن

60. One of the documents produced by Yousaf, accused [illegible] necessary for the decision of the case so the contents of this document are reproduced [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

He who conquers himself conquers the world. The renewal of the principles of Islam in their fullest amplitude is the first step towards the renaissance of Muslims, for only he who has become resurrected in "THE TRUTH" 'AL-HAQ' can resurrect and revive the world arround him.

ALLAH SUBHANAHU WATA'ALA

KHALIFA-E-AZAM

HAZOOR SAYYIDNA

MUHAMMED SALLAHO ALAHE WA ALEHE WSSALAM

K

KHALIFA-E-AZAM

HAZRAT IMAM (SHAYKH)

UBC

A.H. MUHEMMED YUSUF ALI

Imam Kamil Tasleem and Tasdeeq K with Saahaba Dewa Hua V

Alhamdolillah, He sees everything as from Allah Subhanahu wa Ta'la, does every thing for Allah's sake, and attributes nothing to any crected being including himself. What he says, he does. Compliments or criticism, benefit or loss are same to him. His knowledge is all

کرنے والوں کے لیے کوئی رعایت نہیں اسکو پھانسی کی سزا دی جائے اگر عدالت نے انہیں رہا کر دیا تو کوئی پروانہ رسالت انہیں قتل کر دے گا۔ سلیم اے رحمان نے کہا کہ یوسف کذاب نے عدالت میں اپنا حلفی بیان پیش کر دیا ہے جس میں

خلافت عظمیٰ کے سرٹیفکیٹ کا اردو ترجمہ

محمدؐ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنے آپ کو قابو کرنیوالا دنیا کا فاتح ہوتا ہے
اسلام کے اصولوں کا ان کی اعلیٰ ترین صورت میں یکجا ہونا مسلمانوں کی حیات نو کیلئے پہلا قدم ہے کیونکہ صرف وہی جو حقیقت الحق میں ڈوب کر زندگی پالیتے ہیں ارد گرد کی دنیا کو زندگی دے سکتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ
خلیفہ اعظم
حضور سیدنا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے
خلیفہ اعظم
حضرت امام (شیخ)
ابو
اے ایچ محمد یوسف علی
ہم کامل تسلیم اور تصدیق کے ساتھ شہادت دیتے ہیں

الحمدللہ وہ ہر چیز کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے دیکھتا ہے' سب کچھ اللہ کیلئے کرتا ہے اور کچھ اپنی ذات اور دوسروں کے حوالے سے نہیں کرتا۔ وہ جو کہتا ہے تعریف ہو یا نکتہ چینی' نفع ہو یا نقصان' اس کیلئے سب یکساں ہیں۔ اس کا علم سب پر محیط ہے اور اس کی عقل ارفع ہے۔ وہ اسکے بارے میں سوچتا ہے جو جانتا ہے اپنا علم استعمال نہیں کرتا کیونکہ یہ اس گدھے سے بہتر نہیں جو اپنی پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ لادے پھرتا ہو۔

انہوں نے موقف اختیار کیا کہ میں نے توہین رسالت نہیں کی میں حضور اکرم کو آخری پیغمبر مانتا ہوں' میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ

کذاب یوسف کے خلاف تھانہ ملت پارک لاہور میں توہین رسالت کے حوالے سے درج ہونے والی ایف آئی آر کا عکس

پولیس فارم نمبر ۲۴-۵-۱

ابتدائی اطلاعی رپورٹ

تھانہ ملت پارک 243510

[illegible]

16/MPO · 406/PPC · [illegible]/420 · 298A/[illegible] · 295C/298 · 295A/295B

[illegible]

Subject Application of Mohammad Ismail Shujabadi. The applicant ... has stated that one ... Yousaf Ali R/o 318 A Block Phase III Defence Lahore a Fraudulent type of person has been carrying out his nefarious activities under the disguise of pious ... [illegible]

نے دوبارہ اپنے دلائل میں کہا کہ ملزم مکار اور سابق فوجی ہے۔ اب اسے پھانسی کا پھندا نظر آ رہا ہے۔ موت سے ڈرتے ہوئے اپنے جرم سے منحرف ہو رہا ہے۔ فاضل جج نے کمرہ عدالت میں بیٹھی ہوئی ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل یاسمین سہگل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ اس کیس پر بحث کرنا چاہیں گی جس پر یاسمین سہگل نے نفی میں جواب دیا تو فاضل جج نے کہا کہ آپ کیوں نہیں بحث کرنا چاہتیں۔ فاضل جج کے اصرار پر یاسمین سہگل نے بتایا کہ مجھے ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ آپ نے یوسف علی کذاب کی مخالفت نہیں کرنی۔ فاضل جج نے دلائل سننے کے بعد توہین رسالت کے ملزم یوسف کذاب کو ضمانت پر رہا کر دیا۔ متذکرہ درخواست ضمانت ملزم کی بیوی مسز طیبہ یوسف علی نے دائر کی تھی۔

نبوت کے جھوٹے دعویدار یوسف کذاب کی درخواست ضمانت منظور' ہائیکورٹ نے دس لاکھ کے مچلکے داخل کرنے کا حکم دیدیا

لاہور (سٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ نے نبوت کے جھوٹے دعویدار یوسف کذاب کی درخواست ضمانت منظور کرتے ہوئے دس لاکھ روپے کے مچلکے داخل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یوسف کذاب کے خلاف توہین رسالت ایکٹ 295-C کے تحت مقدمہ درج ہوا تھا۔ جمعہ کے روز چیف جسٹس راشد عزیز کی عدالت میں اس کے وکیل سلیم اے رحمان نے موقف اختیار کیا کہ مقدمہ کے اندراج کو دو سال سے زائد عرصہ چکا ہے لیکن دو سال گزرنے کے باوجود مقدمہ کی سماعت شروع نہیں ہوئی۔ اس کے باعث ملزم قانون کے تحت ضمانت کا مستحق ہے۔ اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے درخواست ضمانت کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ مقدمہ شروع ہونے میں تاخیر کا سبب خود عدالت ہے۔ انہوں نے چیف جسٹس سے کہا کہ آپ ہی نے اسے علاج کیلئے اڈیالہ جیل بھیج دیا تھا۔ نیز توہین رسالت کا ملزم جو نعوذ باللہ خود کو محمد اور اپنے ساتھیوں کو صحابہ قرار دیتا ہے کسی

دوران سماعت یوسف کذاب نے سیشن جج کے نام ایک خط لکھا اور اس میں اپنا موقف بیان کیا۔ خط کے آخر میں اپنے انگریزی میں لکھے گئے نام محمد یوسف علی کے محمد پر "گ" لکھا اور بعد میں سفیدے کے ذریعے اسے مٹا دیا۔ یہ خط ملزم نے اسی لیٹر پیڈ پر تحریر کیا جس پر خلافت عظمٰی کا سرٹیفکیٹ عدالت نے پیش کیا اور اس طرح سے اس کا جھوٹ ثابت ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

He who conquers himself conquers the world. The renewal of the principles of Islam [illegible] their fullest amplitude is the first step towards the renaissance of Muslims; for only he who has become resurrected in "THE TRUTH" "AL HAQ", can resurrect and revive the world around him.....

Honourable,
Mian Jahangir.
District & Sessions Judge.
Lahore.

Respected brother in Islam and honourable Sessions Judge Sahib,

Assalam-o-Aleykum Wa Rehmatullah.

*Here, this Faqir, Muhemmed Yusuf Ali stands before you in trial to face some serious charges against his person, honour and Faith. Insha Allah very very soon inevitably **Truth** [illegible]*

[illegible] vilification and [illegible] to his person (vide Shura: 43). However, Insha Allah, he will not hesitate to offer his head in the fulfilment of his Great Mission, for the pleasure of Allah (swt) and His Holy Prophet Salallaho Alaihe-Wa Alaihe Wasallam.

*This Faqir has the special blessings of **"Nisbat-e-Muhemmedia"**. He has **received the Direct Command and Blessings from his Master Holy Prophet Muhemmed Salallaho Alaihe-Wa Alaihe Wasallam, for upholding the Mission of World Peace through Human Excellence.***

He holds no personal sacrifice too great for the sake of the Mission, a sacred trust he must uphold at all cost.

Here he stands before you to vindicate his Faith and Mission. This Faqir has full confidence in you and request you to be at full liberty to authorize anyone to Behead this Faqir, should you so desire. This Faqir will pray for the executioner's salvation, Forgiveness and Mercy of Allah Subhanahu in here and here after.

Wassalam.

7th March, 2000.

Muhemmed Yusuf Ali

ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مناال جوہانی کی طرف سے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹ کے صدر اور استغاثہ کے وکیل محمد اسماعیل قریشی کے نام لکھے گئے خط کا عکس، جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ کا کوئی وجود نہیں اور نہ ہی ابوالحسنین یوسف علی کاان کی تنظیم سے کوئی تعلق ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

World Assembly of Muslim Youth — الندوة العالمية للشباب الإسلامي

Member of the U.N. NGO'S

3700

25-4-1992

Br. Muhammad Ismail Quresai
President,
World Association of Muslim Jurists
Pakistan

VERY URGENT

Dear brother in Islam,

Assalamo Alaikum wa Rahmatullah wa Barakatuhu

We hope you find this letter while enjoying good health and high Islamic spirit.

We wish to inform you that Mr. (Shyakh Abul Hasnain Muhammad Yusuf Ali) has no links with the World Assembly of Muslim Youth (WAMY), Riyadh or with its any offices in the world. His claim of being associated with the World Assembly of Muslim Youth (WAMY) as Director General of WAMY in Cyprus is false because we have no office there. He is unknown person to WAMY and, if he produces any document by using its letterhead or any other material to prove his claim, shall be regarded untrue and illegal. You are authorized to produce this letter to any concerned quarter and take any legal and lawful step to get him punished. We assume that his claim to be [illegible] Shaikh Abdul Aziz Ibn Baz and was cooperating with him as false as his claim to WAMY.

May Allah bless you

Wassalam

Yours in Islam,

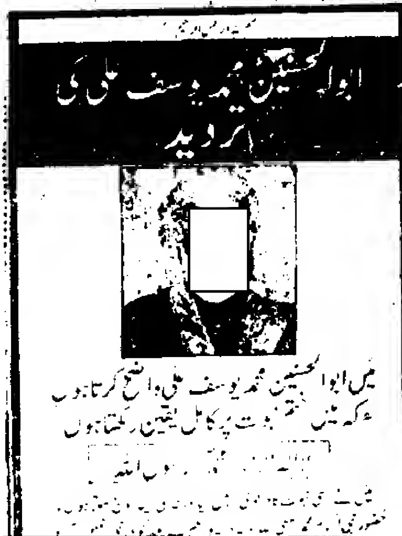


Dr. Maneh A. Johani
Secretary General

[illegible]

”خبریں“ میں ۲۳ مارچ سے کذاب یوسف کو بے نقاب کرنے کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد ۲۷ مارچ کو ملعون نے روزنامہ جنگ لاہور اور روزنامہ نوائے وقت لاہور میں پیسے دے کر اشتہار شائع کروایا کہ وہ ختم نبوت پر کامل یقین رکھتا ہے مگر عدالت کے روبرو توہین رسالت کا مرتکب ہو کر اپنے خلاف تمام الزامات کے ثبوت خود ہی اس نے عدالت کو فراہم کر دیئے۔ جنگ میں شائع ہونے والے اشتہار کا عکس





صورت ضمانت کا
مستحق نہیں ہے۔ چیف
جسٹس نے کہا کہ ملزم
نے حلفیہ بیان دیا ہے
کہ اس نے نبوت کا
دعویٰ نہیں کیا۔ اسماعیل
قریشی ایڈووکیٹ
نے کہا کہ اسے پھانسی
کا پھندہ نظر آرہا
ہے۔ پھانسی کو دیکھتے
ہوئے جھوٹا بیان حلفی دیا
ہے۔ اس مرحلہ پر
ایڈیشنل ایڈووکیٹ
جنرل یاسمین سہگل نے
کہا کہ ملزم کو جیل میں
دو سال سے زائد عرصہ
ہو گیا ہے۔ مقدمہ کی
سماعت شروع نہ

کذاب یوسف کے شناختی کارڈ کا عکس جس میں اس نے اپنا نام محض محمد لکھ کر اس پر "ء" بھی ڈال رکھی ہے جب کہ اس کے ساتھ ملعون نے اپنی ایک چاہنے والی خاتون کے نام ایک کتاب منسوب کر کے بھجوائی اور اپنے دستخط بطور محمد کر رکھے ہیں

EF378473

30.1.97

محمد

علی

یوسف کے شناختی کارڈ کا عکس جس پر اس نے اپنا نام محمد لکھا رکھا

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف پہلی ہی نظر میں حاصل کرنے والی بہت ہی پیاری کے لئے اس دعا کے ساتھ کہ ابدی طور پر ذات حق کی محب اور محبوب بن کر زندگی گذاریں

محمد

لڑکی کے نام لکھے گئے خط کا عکس

ہونے کی وجہ سے وہ ضمانت کا مستحق ہو گیا ہے۔ چیف جسٹس نے ملزم کے وکیل اور ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل کے پیش کردہ قانونی نکتے سے اتفاق کرتے ہوئے ملزم کی درخواست ضمانت منظور کرلی۔

روزنامہ ''خبریں'' میں کذاب یوسف کے کرتوت شائع ہونے پر 4 اپریل 97ء کو میاں محمد عثمان کا چیف ایڈیٹر ''خبریں'' جناب ضیا شاہد کے نام لکھے گئے خط کا متن اور عکس

محترمی و مکرمی جناب ضیا شاہد صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

دور حاضر کے مسلیمہ کذاب محمد یوسف علی کو بے نقاب کر کے ملت اسلامیہ پر آپ نے جو احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ 1990ء میں یہ کذاب درخواست برائے حصول اجازت نکاح ثانی لے کر میرے پاس حاضر ہوا تھا۔ میں نے بحیثیت چیئرمین ثالثی کونسل اسے قانونی طریقہ کار سے آگاہ کیا اور اسے بتایا کہ اس کی موجودہ بیوی کا بیان قلم بند کرنا ضروری ہے۔ اس نے اپنی روحانیت کا رعب جمانے کی کوشش کی میرے اصرار پر اس نے بتایا اس کی بیوی دفتر ثالثی کونسل میں تو ہرگز نہیں آئے گی، میں نے سیکرٹری یونین کمیٹی کو اس کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسکی بیوی کو صورت حال سے آگاہ کرے جو کہ گلبرگ کے ایک کالج میں لیکچرار تھی۔ مسماۃ طیبہ یوسف علی نے رونا شروع کر دیا اور اس کذاب کو دوسری شادی کی اجازت دینے سے انکار کر دیا نیز اس نے بار بار ایک ہی جملہ ادا کیا کہ "اگر آپ لوگوں کو میں اس یوسف علی کے اصل کردار سے آگاہ کر دوں تو آپ اسے فوراً قتل کر دیں گے۔ چند دن بعد یہ شخص اپنی بیوی کے ہمراہ پھر آیا اور اس کی بیوی نے اسے دوسری شادی کی اجازت دیدی لیکن رازداری کی سخت تاکید کی۔ میں اس کی درخواست نقل کے ہمراہ آپکو بھجوا رہا ہوں۔

میاں محمد عثمان

سابقہ ایم این اے حلقہ نمبر 98 لاہور

مورخہ 4/4/97

دوسری شادی کی اجازت کے لیے کذاب یوسف کا مئی 1990ء میں جی او آر تھرڈ شادمان کے کونسلر اور ایم این اے میاں محمد عثمان کے نام لکھے گئے خط کا متن اور عکس

محترم و مکرم میاں عثمان صاحب کونسلر لاہور

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

بہت ہی خصوصی وجوہات کی بنا پر مجھے عقد ثانی کی ضرورت ہے۔ اجازت فرما کر ممنون کریں۔ الحمدللہ میری موجودہ بیوی مسز طیبہ یوسف علی ایک عظیم خاتون ہیں۔ میری مرکز نگاہ میں انشاءاللہ حسن سلوک کے ساتھ رہیں گی۔

والسلام

محمد یوسف علی

15-C جی او آر تھرڈ شادمان لاہور

20 اگست 1990

گزار

کی

ضمانت

کی

کذاب یوسف کی طرف سے عدالت میں پیش کیے جانے والے کاغذات کا عکس، جس میں اس نے ہیرا پھیری کر کے انگلش کے لفظ Without Out کا فلیوڈ سے مٹا کر عدالت میں پیش کیا۔ اصل ریکارڈ کے مطابق اسے کسی بھی قسم کی مراعات اور پنشن دیئے بغیر سزا کے طور پر فوج سے نکالا گیا مگر عدالت میں اس نے غلط بیانی کی۔

(11)

Personal and Service Particulars

Army No: PSS-11741
Rank:
Substantive ST/Capt Authority G of P 1204/76
Temporary ______ Authority ______
Honorary ______ Authority ______
Name YOUSAF ALI
Father's Name WAZIR ALI
Home Address: 97/7 L-2 Gulberg 3 LAHORE
Village ______
Post Office ______
Police Station ______
Telegraph Office ______
Tehsil ______
District ______
Regiment/Corps AC
Last Unit served 20 Lancers
Date of birth 01 Aug 1948
Date & Type of first commission Short Svc 28 Dec 69
Type of commission on retirement Short Svc
11 Authority G of P 1910/70

12. Detail of former service & pre-commissioned service counted towards pension etc. (Give dates of various ranks & name of Regiment/Corps but NOT units) as cadet from 20 May 69 to 27 Dec 69 (FULL TO COUNT) AC/-6776

13. Date and cause of retirement [illegible] 5 Jul
Resignation (with terminal benefits)
Authority GHQ MS Branch Ltr No: 0313/11741/[illegible]-1A of 25 Jun 77

14. Is he eligible for transfer to [illegible] (As shown in the release letter by MS Branch)
PO

15. Medical category on retirement
'A' (AYE)

مخالفت نہیں کی اور موقف اختیار کیا کہ درخواست گزار گزشتہ دو سال سے جیل میں ہے جبکہ قانون کے تحت دو سال بعد کوئی قیدی از خود ضمانت پر رہائی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر فاضل چیف جسٹس نے مسز یاسمین سہگل کو باور کرایا کہ ان سے تو اس درخواست ضمانت کی مخالفت کی توقع تھی۔ انہیں کس نے کہا ہے کہ وہ عدالت کے روبرو اس درخواست ضمانت کی مخالفت نہ کریں۔ اس پر اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے فاضل عدالت کو بتایا کہ انہیں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے اس درخواست ضمانت کی مخالفت نہ کرنے کے لئے کہا ہے۔

دوران
درخواست
جانب سے
عدالت
داخل
جس میں
کہ
گزار نے
نبوت کا
نہیں کیا۔
مدعی کے
اسماعیل
کہ چونکہ
گزار کو
پھندا نظر
لیے اب
سے یہ بیان
کرایا گیا
نے
ضمانت کی
کرتے
کہا کہ

IF YOU WERE HERE
I COULD KISS YOU!



WITHOUT YOU
I CAN ONLY MISS YOU!



سماعت
گزار کی
فاضل
میں بیان حلفی
کرایا گیا
کہا گیا ہے
درخواست
نعوذ باللہ
قطعاً دعویٰ
اس موقع پر
وکیل محمد
قریشی نے کہا
درخواست
پھانسی کا
آرہا ہے اس
اسکی جانب
حلفی داخل
ہے۔ انہوں
درخواست
مخالفت
ہوئے
درخواست

یوسف کذاب جائے نماز پر ایک لڑکی کو اپنے پہلو میں لیے کھڑا ہے۔ اس لڑکی کے ساتھ کذاب نے روحانی نکاح کر رکھا تھا'

ملعون کے کرتوت

"تکبیر" میں ملعون یوسف علی کے کرتوتوں کے بارے میں انکشافات کے بعد عوامی حلقوں میں شدید بے چینی پھیل گئی۔ قارئین نے بے شمار ٹیلی فون کالوں اور خطوط کے ذریعے یہ استفسار بھی کیا ہے کہ کیا شائع شدہ رپورٹ کا کوئی دستاویزی ثبوت بھی موجود ہے۔ ہم اپنے قارئین سے پوری یکسوئی کے ساتھ یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم اپنے شائع شدہ ایک ایک حرف کی مکمل ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور اسے بوقت ضرورت عدالت میں ثابت کرنے کی مضبوط پوزیشن میں ہیں۔ ملعون یوسف علی کے بارے میں بہت سے دستاویزی ثبوت ہیں۔

ہم اپنے قارئین سے انتہائی معذرت کے ساتھ یہ تصویریں پیش کر رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملعون کا اپنی عقیدت مند خواتین سے کس طرح کا تعلق رہا ہے۔

تصویر میں ملعون جائے نماز پر کھڑا ہے اور اس کی [illegible] تعلق رکھنے والی ایک عقیدت مند لڑکی ایلا کو اپنے قریب کر رکھا ہے۔ واضح رہے کہ یہ وہی ایلا ہے جو ملعون کے غیر اخلاقی رویئے کے سبب کراچی کے ایک ہسپتال میں بھی داخل کی گئی تھی۔ ایلا ان بے شمار خواتین میں سے ایک ہے جنہیں ملعون نے روحانی طور پر اپنی بیوی (نعوذ باللہ) نبی کی بیوی قرار دے کر انہیں تمام "حقوق" کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔



گزار نے سنگین نوعیت کے توہین رسالتؐ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے اس لیے وہ کسی قسم کی رعایت کا مستحق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبوت کا دعویٰ کرنیوالے اس شخص کو اگر جیل سے رہا کردیا گیا تو کوئی مسلمان اسے قتل کردے گا۔ اس لیے کسی بے گناہ مسلمان کو اس قتل کے جرم میں پھانسی سے بچانے کیلئے ضروری ہے کہ اسے جیل ہی میں رہنے دیا جائے۔ فاضل عدالت نے اس موقف کو منظور نہیں کیا اور اس بنیاد پر درخواست گزار کی ضمانت پر رہائی کے احکام جاری کردیے۔

کذاب یوسف کو پولیس گرفتار کرکے لے جارہی ہے

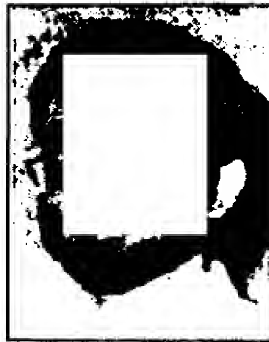




28فروری1997ء کو تھانہ ملت پارک لاہور کی حدود میں واقع مسجد بیت الرضا میں کذاب یوسف کی نام نہاد ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کے دعوت نامے کا عکس اس اجلاس میں یوسف کذاب نے سو صحابہ کرام کی موجودگی کا نہ صرف اعلان کیا بلکہ دو افراد سید زید زمان اور عبد الواحد خان کو بطور صحابی متعارف کروایا اور ان سے مختصر خطاب بھی کروایا

ملعون' اللہ کی گرفت میں'

غیر متوقع گرفتاری



یوسف کذاب کا چیلہ سہیل جو اس کیلئے لڑکیاں گھیر کر لاتا تھا کذاب نے اسے اپنا خلیفہ مقرر کر رکھا تھا یہ وہی سہیل ہے جس کاذکر یوسف کذاب کے ظلم کا شکار لاہور کی 17 سالہ لڑکی نے کاشف کے نام اپنے خطوط میں کیا یہ دوسری لڑکیوں کو تو کذاب یوسف کی محفل میں لاتا جب ایک مرتبہ اس کی والدہ اور بہن کذاب یوسف کی محفل میں گئیں تو اس نے انہیں فوری طور پر وہاں سے اٹھا دیا اس کے باپ احمد دین کے پاس کراچی میں کذاب یوسف کی بہت سی ناپاک تصاویر موجود ہیں جنہیں اس نے سنبھال کر رکھا ہوا ہے

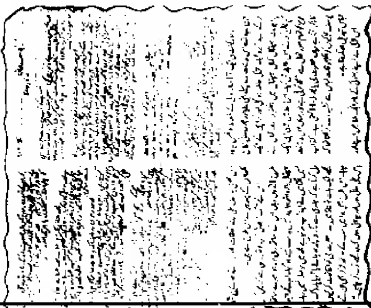
اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ کذاب یوسف کی لاہور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس راشد عزیز خان کی طرف سے ضمانت پر رہائی کے بعد جب متاثرین کذاب یوسف نے اسی اللہ کے نیک بندے سے کراچی رابطہ کر کے اس صورتحال سے آگا کیا تو انہوں نے کہا کہ مقدمہ لڑیں وہ جیل میں ہی مرے گا ہائیکورٹ سے کذاب یوسف کی ضمانت ہونے کے بعد اس فیصلے کے خلاف سپریم

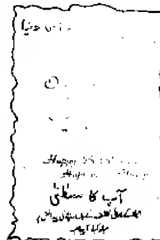
کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی مگر سپریم کورٹ نے ضمانت منسوخ کرنے کی بجائے یہ حکم جاری کیا کہ ملزم کے خلاف مقدمے کا 6 ماہ کے اندر اندر فیصلہ کیا جائے جس پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر

کذاب یوسف کے ظلم کا شکار ایک اور لڑکی کے خط کا عکس



کذاب یوسف تھانہ مسلم ٹاؤن میں اپنے داماد ڈاکٹر ندیم قریشی کے ساتھ
ندیم قریشی پہلے اس کا مرید تھا بعد میں داماد بن گیا اور اپنے گھر والوں کو چھوڑ گیا





کذاب یوسف کا مرید کے نام خط جس میں اس نے اپنا نام مصطفیٰ لکھ کر اس پر ،، لکھا ہوا ہے

کی عدالت میں مقدمے کی روزانہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ استغاثہ کی طرف سے تمام گواہان پیش ہوئے اور ثبوت فراہم کیے گئے۔ خود راقم الحروف کا بھی بیان ہوا جس میں میں نے اپنی کذاب یوسف سے ملاقات کے حوالے سے فاضل جج کو بتایا کہ ملزم نے مجھے کہا تھا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا البتہ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے خلافت عظمیٰ عطا ہوئی ہے اور جب سے یہ عطا ہوئی ہے میرے جسم سے سیکس کا عنصر ختم ہو چکا ہے اور میں روحانی طور پر زندہ ہوں۔

شان کریمی ملاحظہ ہو کہ جب ملزم کا بیان شروع ہوا تو اس نے اپنی طرف سے کوئی بھی گواہ پیش نہ کیا حتیٰ کہ عبدالواحد خان اور زید زمان بھی گواہی کے لیے نہ آئے جنہیں اس نے یتیم خانہ لاہور کے علاقے میں واقع مسجد بیت الرضا میں (نعوذ باللہ) خلفائے راشدین کا درجہ دیا تھا۔ اپنی گواہی کے دوران ملزم نے عدالت کے روبرو خود ہی انگریزی میں لکھا ہوا ایک سرٹیفکیٹ پیش کیا جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ یہ اس کی خلافت عظمیٰ کا سرٹیفکیٹ ہے جو نبی کریمؐ نے حضرت عبداللہ شاہ غازی کے ذریعے اسے بھجوایا۔

ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور نے فوری طور پر اس اہم ترین ثبوت کو سیل کروادیا کیونکہ مقدمے کے حوالے سے یہ اہم ترین ثبوت ہی ملزم کو توہین رسالت کا مجرم ثابت کرنے کے لیے کافی تھا۔ عدالت نے ملزم کے کئی دن پر محیط بیان سننے کے بعد فیصلے کی تاریخ 31 جولائی 2000ء مقرر کر دی مگر اس روز ملزم عدالت میں فیصلہ سننے ہی حاضر نہ ہوا۔ اس بات کا مجھے اور اس کیس میں مدد کرنے والے تمام ساتھیوں اور وکلاء کو یقین تھا کہ ملزم فیصلہ سننے نہیں آئے گا۔ سیشن جج لاہور نے ملزم کے وکیل سلیم اے رحمٰن سے کہا کہ وہ ملزم کو لے کر آئے مگر سلیم اے رحمٰن نے کہا کہ وہ شہر میں موجود نہیں آپ فیصلہ سنادیں جس پر سیشن جج لاہور نے فیصلہ کی تاریخ 15 اگست مقرر کر دی۔ اس دوران استغاثہ کے وکیل

محمد اسماعیل قریشی نے عدالت کے روبرو ایک درخواست دائر کردی کہ ملزم کے ضمانتی مچلکے منسوخ کیے جائیں۔ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کی طرف سے ملزم کی ضمانت منظور ہونے کے بعد سیشن کورٹ ملزم کی ضمانت منسوخ نہیں کر سکتی تھی مگر ضمانتی مچلکے منسوخ کر سکتی تھی اور ضمانتی مچلکوں کی منسوخی کے بعد ملزم خود بخود اس وقت تک گرفتار رہتا ہے جب تک نئے مچلکے جمع نہ کروائے جائیں۔ یہ نقطہ اللہ تعالیٰ نے ملزم اور ملزم کے وکیل کی سمجھ میں نہ آنے دیا اور ان کی عقل پر پردہ ڈالے رکھا۔ اور یہیں سے ملزم کی گرفت شروع ہوتی ہے۔

سیشن جج لاہور استغاثہ کی طرف سے ضمانتی مچلکے منسوخ کرنے کی درخواست پر یکم اور 2 اگست کو بحث سنتے ہیں اور درخواست پر فیصلے کے لیے 3 اگست کی تاریخ مقرر کر دیتے ہیں مگر 3 اگست کو سیشن جج لاہور کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے چھٹی کی اطلاع جاتی ہے اور اس درخواست پر فیصلہ کی تاریخ 4 اگست مقرر ہوتی ہے جبکہ اصل مقدمے پر فیصلے کی تاریخ پہلے سے ہی 5 اگست مقرر ہو چکی ہوتی ہے۔ 4 اگست کو دوپہر 2 بجے استغاثہ کی طرف سے دی جانے والی درخواست پر ملزم کی موجودگی میں فیصلہ سنایا جاتا ہے کہ اس کے ضمانتی مچلکے منسوخ کر دیے جاتے ہیں جس پر وہاں سادہ کپڑوں میں موجود پولیس ملازمین ملزم کو ہتھکڑی لگا دیتے ہیں اور ملزم کوٹ لکھپت جیل پہنچا دیا جاتا ہے۔

سیشن جج لاہور ملزم کو جیل بھجوانے کے بعد اپنے عملے کی چھٹی منسوخ کر دیتے ہیں اور ہائی کورٹ سے اضافی عملہ مانگ کر شام چار بجے فیصلہ لکھوانا شروع کرتے ہیں۔ صبح صادق کے وقت جب نماز فجر کی آذانیں شروع ہوتی ہیں تو فیصلہ مکمل ہو جاتا ہے اور سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر ملزم کذاب یوسف کو مجرم ثابت کرتے ہوئے سزائے موت اور 35 سال قید کی سزا کے حکم پر دستخط کرتے ہیں۔ اسی روز پانچ اگست کو ملزم عدالت کے روبرو حاضر تھا اور صبح آٹھ

بجے عدالت کی کارروائی شروع ہونے پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر نے کذاب یوسف کو آٹھ بج کر تین منٹ پر توہین رسالت کا مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے موت اور 35 سال قید کا حقدار ٹھہرایا اور ''اس اللہ والے کی بات درست ہو گئی کہ کذاب یوسف جیل کی کوٹھری میں مرے گا اور زندگی بھر باہر نہ آ سکے گا۔

اسلام دشمن عالمی اداروں کی اس مقدمہ میں دلچسپی

کذاب یوسف کا مقدمہ جتنا عرصہ بھی عدالت میں زیر سماعت رہا پینٹ اور ٹی شرٹ میں ملبوس ایک عجیب و غریب بستہ لیے ایک نوجوان عدالت کے باہر موجود رہا جونہی وکلاء بحث کر کے باہر نکلتے یہ نوجوان ان سے مل کر مقدمے کی تفصیلات حاصل کرتا اور نوٹس بناتا۔ استغاثہ کے وکیل اسماعیل قریشی نے جب اس نوجوان سے اس کی اس کیس میں دلچسپی کا مقصد پوچھا تو وہ اگلے ہی روز ہارڈورڈ یونیورسٹی کی طرف سے طبع شدہ ایک خط لے کر آ گیا کہ وہ کذاب یوسف پر ریسرچ کر رہا ہے۔ اسے ایم ایس سی کے لیے یہ موضوع ملا ہے۔ کاش کوئی پاکستانی یونیورسٹی یا دینی ادارہ بھی اس موضوع پر ریسرچ کرتا۔

لمحہ فکریہ

عدالتی فیصلے کے باوجود نام نہاد روشن خیال اور این جی اوز کے پروردہ یوسف کذاب کی سزائے موت کو اچھال رہے ہیں۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ ایسے عناصر خود حکومت کی صفوں میں موجود ہیں جن کے اپنے دینی عقائد درست ہونے کے بارے میں شبہ پایا جاتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جس طرح بدعنوانی و بددیانتی فیشن بن گئی ہے اسی طرح زندگی میں ہر مذہبی حوالے کا مذاق اڑانا ترقی پسندی اور روشن خیالی کی علامت سمجھا جانے لگا ہے۔

مغربی حلقے اسلام دشمنی کے اپنے جذبوں کی تسکین کیلئے ہمیشہ ایسے عناصر

کیلئے دیدہ و دل فرش راہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں قادیانی نمایاں عہدوں پر فائز ہیں۔ پچھلے دنوں قادیانی ویب سائٹ سے پاک فضائیہ کے ایک سابق سربراہ کی جانب سے سر ظفر اللہ کی شان میں لکھا ہوا مضمون جاری کیا گیا۔ جس کا مقصد ایک دوسری مذہبی ویب سائٹ پر اسرائیل کے قیام کے بارے میں ظفر اللہ خان کی درپردہ کوششوں کے بارے میں جاری کئے جانیوالے حقائق کو جھٹلانا تھا۔ عدالت سے توہین رسالت کے جرم میں تین مرتبہ سزائے عمر قید پانے والے ریاض احمد گوہر شاہی نے بھی مغرب میں بیٹھ کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کیلئے اپنی ویب سائٹ قائم کرلی ہے اور اس ویب سائٹ پر یوسف کذاب کی سزا کے مسئلے کو خوب اچھالا جارہا ہے۔ چند ماہ قبل گوہر شاہی کے چیلوں نے ملک کے مختلف شہروں میں توہین رسالت کے قانون کے خلاف مظاہرے کئے۔

پاکستان میں وفاقی وزیر بلدیات عمر اصغر خاں توہین رسالت کے قانون کے حوالے سے این جی اوز کے نمائندے بن کر کھل کر سامنے آئے ہیں۔ انہوں نے سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر کے یوسف کذاب کے فیصلے کے خلاف سابق اٹارنی جنرل اور وفاقی وزیر قانون عزیز اے منشی کو سرکاری لیٹر پیڈ پر خط لکھ دیا کہ یوسف کذاب کو پھانسی نہیں ہونی چاہیے۔ انہوں نے اس خط کیلئے ایک انگریزی اخبار میں شائع ہونیوالے مراسلے اور مولانا عبدالستار نیازی کے بیان کو بنیاد بنایا ہے اور کہا گیا ہے کہ یوسف کذاب سچا مسلمان ہے۔ اس وزارتی خط کی نقل مذہبی امور کے وفاقی وزیر ڈاکٹر محمود احمد غازی کو بھی بھیجی گئی۔ خط سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بلدیات کے محکمے سے متعلق تمام معاملات پاکستان میں بحسن و خوبی طے پاچکے ہیں اور اب وفاقی وزیر بلدیات کا کام محض یہ رہ گیا ہے کہ وہ توہین رسالت کے جرم میں سزایافتہ افراد کو بچانے کیلئے وفاقی وزارت قانون اور اٹارنی جنرل کو گائیڈ لائن فراہم کریں۔

صرف پاکستان اور دنیائے اسلام ہی میں لوگ پیغمبر اسلامؐ کی شان میں

گستاخی کے مرتکب کیوں پائے جاتے ہیں جبکہ کلیسا کے ماننے والوں اور یہودیوں میں سے کسی نے بھی آج تک کسی کو اپنے پیغمبر کی شان میں اس نوع کی گستاخی کی اجازت نہیں دی۔ لندن کے ہائیڈ پارک میں جہاں کوئی بھی شخص کسی بھی مسئلے پر اپنے دل کا غبار جو جی چاہے تقریر کر کے نکال سکتا ہے وہاں بھی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریمؑ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کی جاتی۔ انسان کے اندر کا فتور اور غبار نکالنے کیلئے اسے محض معاشرتی' قانونی اور انسانی قوانین کے حوالے سے بات کرنا پڑتی ہے۔ کوئی بھی شخص وہاں پیغمبر کی شان میں گستاخی کا مرتکب نہیں ہو سکتا ایسا کرنیوالے کیلئے برطانیہ میں سزا مقرر ہے۔ لیکن پاکستان کیلئے مغرب کے ضابطے' اخلاقیات اور اقتصادی و مذہبی اصول بالکل الگ ہیں۔ انگریز نے مرزا غلام محمد قادیانی کے ذریعے خود اسلام میں نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو تحفظ دیا۔ آج بھی سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے گستاخان رسول برطانیہ میں بیٹھ کر زندگی کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ برطانیہ' پاکستان اور دین اسلام کے دشمنوں کی سرگرمیوں کیلئے جائے پناہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

دراصل نظریاتی بنیاد پر قائم ہونیوالی ریاست اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بعض مفاد پرست اور لادینی عناصر اس کا نظریاتی تشخص مجروح کرنے کے درپے ہیں اور

اس مقصد کیلئے اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اسلامی ریاست کے ناموس رسالتؐ کے قلعے کو کمزور کرنے کیلئے ہر وقت چاند ماری میں مصروف رہتے ہیں۔ ملک و اسلام دشمن عناصر کے ذریعے اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کیلئے گھناؤنا کھیل جاری رکھنا ہی ان کا نصب العین ہے لیکن جب تک شمع رسالت کے پروانے اور محافظ چوکس و بیدار ہیں کوئی ختم نبوت کے قلعے میں نقب نہیں لگا سکتا۔ اگر ایسے عناصر کے خلاف قانون اور عدالتی کارروائی کے دروازے بند کرنے کی اس نوع کی کارروائیاں جاری رہیں تو ملک میں غازی علم الدین شہیدؒ پیدا ہوتے رہیں گے۔

لاہور

سیشن مقدمہ نمبر 66 آف 1998ء

سیشن ٹرائل نمبر 3 آف 2000ء

سرکار بنام محمد یوسف علی ولد وزیر علی قوم راجپوت سکنہ کوٹھی نمبر 218/Q ڈیفنس سوسائٹی لاہور

کیس ایف آئی آر نمبر 70/97 مورخہ 29/3/97 جرم زیر دفعات 295 سی' 295 اے' 298 اے' 505 پارٹ II' 508' 420' 406 پی پی سی' حدود آرڈی نینس نمبر VII مجریہ 1979ء کی زنا سے متعلق دفعہ 10 کے تحت تھانہ ملت پارک لاہور۔

فیصلہ:

مقدمے کی اہمیت ملحوظ رکھتے ہوئے فیصلہ مختلف انداز میں تحریر کیا جارہا ہے چونکہ فریقین کی شہادتیں زبانی نوعیت کی ہیں جو لفظ بہ لفظ دہرائی جارہی ہیں تاکہ فیصلے کا قاری یہ سوچنے کی ضرورت محسوس نہ کرے کہ کن شہادتوں کی بنیاد پر فیصلہ کیا گیا۔؟

2۔ ملزم یوسف علی کو تھانہ ملت پارک کی جانب سے دفعہ 295 سی' 295 اے' 505 پارٹ II' 508' 420' 406' پی پی سی اور حدود آرڈی نینس نمبر VII مجریہ 1979 کی زنا سے متعلقہ دفعہ 10 کے تحت مقدمے کی سماعت کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اس پر الزام ہے کہ وہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ سے زبانی و تحریری الفاظ اور آڈیو وڈیو کیسٹوں کے ذریعے اپنی مشابہت ظاہر کرتا ہے اور اس نے خود کو ''انا محمد'' اور پیغمبر اسلام ''حضرت محمد کا تسلسل'' ظاہر کیا ہے اور اپنے اہل خانہ کیلئے اہل بیت' اپنے

پیروکاروں کیلئے اصحاب رسولؐ ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور اس نے مذکورہ خیالات کا اظہار چوک یتیم خانہ لاہور میں واقع ''مسجد بیت الرضا'' میں نماز جمعہ کے خطبے کے اجتماع میں 28 فروری 1997ء کو کیا ہے جو تھانہ ملت پارک کی حدود میں واقع ہے۔ اس طرح اس نے دھوکے اور اپنی جعلی شناخت کے ذریعے معصوم لڑکیوں کے ساتھ زنا کی عمومی کوشش کی اور جبراً بھاری رقوم وصول کیں۔

دفعہ 295 سی' 295 اے' 298 اے' 505 پارٹ II' 508' 420' 406 پی پی سی اور حدود آرڈی نینس کی دفعہ 18 زنا سے متعلق دفعہ 10 کے تحت ملزم کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی جس سے ملزم نے انکار کیا اور مقدمے کی سماعت پر زور دیا بہرحال الزامات اپنی اصل شکل میں درج ذیل ہیں۔ مقدمہ ایف آئی آر نمبر 70/97 مورخہ 29-3-1997 زیر دفعات 295 سی' 295 اے' 298' 298 اے' 505 پارٹ II' 508' 420' 406 پی پی سی اور نفاذ حدود آرڈی نینس کی دفعہ 10' 18 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔

فرد جرم: میں میاں محمد جہانگیر سیشن جج لاہور تم پر درج ذیل الزامات کے تحت فرد جرم عائد کرتا ہوں

محمد یوسف ولد وزیر علی قوم راجپوت سکنہ کوٹھی نمبر 218 کیو ڈیفنس سوسائٹی لاہور' الزام درج ذیل ہیں۔

کہ تم نے بار بار حضرت محمد مصطفیٰﷺ سے زبانی و تحریری الفاظ میں اور سمعی و بصری کیسٹوں کے ذریعے اپنی مشابہت ظاہر کرتے ہوئے خود کو'' انا محمد'' اور پیغمبر اسلام حضرت ''محمد کا تسلسل'' قرار دیا۔ اپنے اہل خانہ کو اہل بیت اور اپنے پیروکاروں کو اصحاب رسول کا نام دیا ہے اور اپنے عزائم اور خیالات کا چوک یتیم خانہ لاہور کے تھانہ ملت پارک کی حدود میں واقع مسجد بیت الرضا میں 28 فروری 1997ء کو اظہار کیا کہ تم حضرت محمد کا تسلسل ہو اس طرح تم نے دھوکہ دہی سے یہ تاثر دیکر معصوم لڑکیوں

سے عمومی طور پر زنا کے ارتکاب کی کوشش کی اس طرح تم نے دفعات 295 سی' 295 اے' 298' 298 اے' 505 پارٹ II' 508' 420' 406 پی پی سی اور حدود آرڈی نینس کی زنا کی دفعہ 10 دفعہ 18 کے تحت قابل سزا جرم کا ارتکاب کیا۔

3-2-2000: تصدیق کی جاتی ہے کہ ملزم کو الزامات پڑھ کر سنائے گئے اور ان کی وضاحت کی گئی اس کا بیان قلم بند کیا جانا چاہیے۔

بیان ملزم محمد یوسف بلاحلف

سوال نمبر 1۔ کیا تم نے الزامات سن اور سمجھ لئے ہیں۔؟

جواب: ہاں

سوال نمبر 2۔ کیا تم اپنے خلاف لگائے جانیوالے الزامات تسلیم کرتے ہو؟

جواب: نہیں

سوال نمبر 3۔ کیا تم اپنے دفاع میں شہادت پیش کرو گے؟

جواب: ہاں اگر ضروری ہوا۔

کارروائی مقدمہ مورخہ 3-2-2000

4۔ مختصراً استغاثہ کا مقدمہ جیسا کہ بیان ایگزیبٹ پی سی مورخہ 26-3-1997 میں مستغیث محمد اسماعیل شجاع آبادی سیکرٹری جنرل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور شاخ کے بیان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ملزم محمد یوسف علی سکنہ ڈیفنس ایریا ایک چالباز اور دھوکے باز شخص ہے جو اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی تحریری ڈائری اور تقریر کی کیسٹوں سے جو مستغیث کے پاس دستیاب ہیں لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ یہ کہ محمد یوسف علی نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنی مشابہت اور اس زمانے کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے اہل خانہ کو اہل بیت اور اپنے گمراہ پیروکار' معتقدین کو اصحاب رسول قرار دیا ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے ہیں۔ ملزم نے کنواری اور شادی شدہ لڑکیوں سے زنا کے ارتکاب کی کوشش کی ہے اس نے اپنے

اندھے پیروکاروں سے نذرنذرانہ اورتحائف کی شکل میں لاکھوں روپے وصول کیے جن کے عینی شاہد موجود ہیں۔ملزم کی ایک ڈائری جس میں اس نے پیغمبر اسلامؐ کے نام کی بے حرمتی کی ہے بھی دستیاب ہے اس کے علاوہ اس کی تقریروں کے کیسٹ اور اس کی ڈائری کے اوراق پیغمبر اسلامؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کا الزام اور ملزم محمد یوسف علی کے خلاف درج مقدمے کے بارے میں پیش کیے جائینگے۔مزید برآں ملزم نے 28-2-97 کو چوک یتیم خانہ کے قریب واقع مسجد بیت الرضا کے جمعہ کے خطبہ میں ایسے خیالات کا اظہار کیا اس لئے اس شکایت کی بنیاد پر تھانہ ملت پارک لاہور میں 29-3-97 کو مذکورہ مقدمہ درج کیا گیا اور سب انسپکٹر ریاض احمد نے رسمی ایف آئی آر ایگزیبٹ پی سی ون درج کی۔

6۔جب ریاض احمد سب انسپکٹر سی آئی اے صدر پی ڈبلیو 13 نے اس مقدمے کی تفتیش کی تو اس کے سامنے ایک آڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 1 ' ویڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 2 اور ڈائری ایگزیبٹ پی 3 ایک تا بائیس صفحات شکایت کنندہ نے مولانا ظفر اللہ شفیق اور میاں عبدالغفار کی موجودگی میں پیش کیے جو اس نے ریکوری میمو ' ایگزیبٹ پی ڈی کے ذریعے اپنی تحویل میں لے لئے۔اس کے بعد اس نے محمد اسماعیل شجاع آبادی اور استغاثے کے دوسرے گواہوں کے ضمنی بیانات قلم بند کیے۔پھر وہ مستغیث کے ہمراہ چوک یتیم خانہ لاہور پر واقع مسجد بیت الرضا گیا اور موقع کا معائنہ کر کے نقشہ موقع ایگزیبٹ پی جی تیار کیا۔موقع کے معائنہ کے دوران اس نے استغاثے کے گواہوں ممتاز اعوان' میاں محمد اویس' محمد افضل اور شوکت علی کے بیانات قلم بند کیے۔ آڈیو کیسٹ سننے کے بعد اس نے اس کا متن مورخہ 30-3-97 کی ڈائری میں درج کیا۔اس کے بعد اس نے اس کا متن ایگزیبٹ پی 10 / ایک تا دس وقار سب انسپکٹر سپیشل برانچ کے ذریعے تیار کرایا۔ 7 اپریل 1997 کو تفتیش اس سے کسی دوسرے افسر کو منتقل کر دی گئی۔تفتیش مکمل کرنے کے بعد اس کی رائے تھی کہ یوسف

نے اپنے حضرت محمدؐ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے ساتھیوں کو اصحاب رسول قرار دیا ہے وہ یوسف کو گرفتار نہ کر سکا کیونکہ ملزم چوہنگ سب جیل میں بند تھا جس پر اس نے ضمنی درج کی کہ عدالت مجاز سے اجازت حاصل کرنے کے بعد ملزم یوسف کو شامل تفتیش کیا جائے گا۔

7۔اس کے بعد تفتیش سب انسپکٹر خوشی محمد کو منتقل کر دی گئی۔ 7اپریل 1997 کو سب انسپکٹر محمد نواز نے ملزم یوسف علی کو اس کے سامنے پیش کیا۔ یوسف علی کو شامل تفتیش کیا گیا۔ پوچھ گچھ کے دوران یوسف نے کوئی بیان دینے سے انکار کر دیا تاہم اس نے اپنی حفاظت کے بارے میں کہا کیونکہ وہ اپنی زندگی کو خطرہ محسوس کر رہا تھا۔ یوسف علی کو تھانہ مسلم ٹاؤن میں رکھا گیا جہاں اسے زندگی کی جملہ سہولتیں مہیا کی گئیں۔ فائل کا جائزہ لیتے ہوئے اس نے آڈیو وڈیو کیسٹوں کا ٹرانسکرپٹ دیکھا۔ 10اپریل 1997ءکو ملزم یوسف علی کو شامل تفتیش کیا گیا۔ یوسف علی کا بیان قلم بند کرنے اور آڈیو کیسٹیں سننے اور وڈیو کیسٹیں دیکھنے کے بعد ریکارڈ پر کافی مواد آ چکا تھا۔ نتیجتاً ملزم یوسف کو اس مقدمے میں گرفتار کر کے اس کا جسمانی ریمانڈ حاصل کیا گیا۔ 14اپریل 1997ءکو جب خوشی محمد سب انسپکٹر تھانہ مسلم ٹاؤن لاہور میں موجود تھا اس نے استغاثے کے گواہوں ساجد منیر ڈار اور سہیل احمد کے بیان قلم بند کیے۔ 16اپریل 1997ءکو اسے جریدہ ''تکبیر'' (کراچی) ایگز یبٹ نمبر 13پی 9/52-1 بحوالہ خط نمبر 1694 ڈی ایس پی لیگل مورخہ 14-4-1997 مل گیا۔ 17اپریل 1997 کو اس نے عبدالغفار ڈپٹی ایڈیٹر روزنامہ ''خبریں'' لاہور کا بیان اس وقت قلم بند کیا جب وہ تھانہ ملت پارک میں پیش ہوا۔ 18اپریل 1997ءکو گواہ استغاثہ اطہر اقبال تفتیشی سب انسپکٹر کے سامنے پیش ہوا اور اس نے وڈیو کیسٹ ایگز یبٹ پی 5 پیش کی۔ جو تفتیشی افسر نے میمو ایگز یبٹ پی ای کے ذریعے قبضے میں لے لی جس کی تصدیق استغاثے کے گواہ اطہر اور دوسروں نے کی۔ اس نے سعید ظفر اور امانت

علی کانسٹیبلوں کے بیانات قلم بند کیئے اس نے اطہر اقبال کا بیان بھی قلم بند کیا۔ اس نے دونوں ویڈیوز کا جیسا کہ ضمنی میں اوپر ذکر ہے ٹرانسکر پٹ ریکارڈ کیا۔ اس کے بعد اس نے آڈیو ویڈیو کیسٹوں کا متن گواہ استغاثہ محمد سرور سے کمپیوٹر کے ذریعہ کروایا جو فائل کے ساتھ پی 10 / 10-1 اور پی 11 / 10-1 اور پی 12 / 19-1 کے ساتھ لف ہے۔

8۔ اس مرحلے پر فاضل وکیل صفائی نے درج ذیل اعتراضات کیئے۔

(I) چونکہ آڈیو ویڈیو کیسٹ جو ٹرانسکر پٹ کا متبادل ذریعہ ہیں قابل تسلیم نہ ہیں اس لئے ٹرانسکر پٹ بھی شہادت میں قابل تسلیم نہیں۔

(II) یہ کہ ٹرانسکر پٹ تیار کرنیوالوں کی ان ٹرانسکر پٹ کے وہی ہونے کی توثیق شامل نہیں اس لئے یہ بھی قابل تسلیم نہیں۔ اس بنا پر انہیں شہادت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ان اعتراضات کا حتمی دلائل کے موقع پر جائزہ لیا جائے گا بیان جاری رہے۔

پھر 19 اپریل 1997 کو خوشی محمد سب انسپکٹر نے ایس ایس پی لاہور سے کراچی جانے کیلیئے اجازت حاصل کی۔ درخواست "ایگزیبٹ پی 1" اس کی تحریر ہے اور اس پر اس کے دستخط ہیں۔ وہ رات کی پرواز سے کراچی پہنچا وہاں پہنچ کر اس نے رانا محمد اکرم، بریگیڈیئر محمد اسلم، عاطف صدیقی، محمد یوسف، ارشد نعمان اور محمد علی ابوبکر کے بیانات قلم بند کیئے۔ پھر وہ لاہور آ گیا۔ کراچی میں قیام کے دوران اس نے محمد علی طیب، محمد حسین لاکھانی اور ایک دوسرے شخص کا بیان بھی قلم بند کیا جس کا نام اسے فی الوقت یاد نہیں اس نے "ہفت روزہ جریدہ تکبیر" کے مدیر (مذہبی امور) طاہر سے بھی رابطہ کیا جس نے بیان دینے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ اصل ڈائری سب انسپکٹر کو نہیں دے گا۔ طاہر نے کہا کہ تکبیر میں اس نے جو کچھ بھی لکھا ہے اسے ہی اس کا بیان سمجھا جائے۔ سب انسپکٹر نے میگزین پی 13 / 52-1 ' وصول کیا جو فائل مقدمہ کے ساتھ لف ہے۔

9۔ 23 اپریل 1997 کو آڈیو کیسٹ ملزم یوسف کو سنوائے گئے اس نے آڈیو کیسٹ میں اپنی آواز تسلیم کی۔ ملزم سے موازنے کیلئے اپنی آواز ریکارڈ کرانے کو کہا گیا لیکن اس نے آواز ریکارڈ کرانے سے انکار کر دیا۔ 24 اپریل 1997 کو ایس پی صدر میجر (ر) مبشر اللہ۔ نے استغاثے کے گواہ آڈیو و ویڈیو کیسٹ اور ملزم کو فائل مقدمہ سمیت مذکورہ تاریخ کو پیش کئے جانے کو کہا۔ ایس پی صدر نے استغاثے کے گواہوں اور ملزم سے سوالات کئے۔ لیکن ملزم یوسف نے بیان ریکارڈ نہیں کرایا۔ ایس پی صدر نے آڈیو کیسٹ سنے' ویڈیو کیسٹ بھی دیکھے جس کے بعد ایس پی نے چالان پیش کئے جانے کی ہدایت کی جس پر ملزم کے خلاف مقدمے کی سماعت کیلئے چالان پیش کر دیا گیا۔ فرد جرم عائد کئے جانے کے بعد استغاثے نے مجموعی طور پر 14 گواہ پیش کئے۔ ان کے بیانات لفظ بہ لفظ درج ذیل ہیں۔

بیان گواہ استغاثہ نمبر 1 بریگیڈیئر (ر) محمد اسلم ملک

گواہ استغاثہ نمبر 1: ڈاکٹر محمد اسلم ملک ولد ملک نیاز علی ذات ککے زئی ڈاکٹر (بریگیڈیئر) ریٹائرڈ سکنہ 10-G عسکری اپارٹمنٹس چودھری خلیق الزماں روڈ کراچی حلفاً بیان کرتا ہوں۔

میں اس مقدمے کے ملزم یوسف کو 1988 یا 1989 سے جانتا ہوں۔ میری اس سے ملاقات اپنے دوست عبدالواحد کے مکان نمبر 3 واقع ڈی سیکٹر 9 کلفٹن کراچی میں 1988 میں ہوئی۔ میرے دوست عبدالواحد نے مجھے بتایا کہ ایک مذہبی شخص ان کے گھر آ رہا ہے جو نماز مغرب کے بعد دین کے بارے میں بیان کرے گا۔ ملزم یوسف میرے دوست کے گھر آیا۔ ملزم نے سورۃ اخلاص کی تفسیر بیان کی جو مجھے اچھی لگی۔ چار پانچ ماہ بعد میرے دوست نے پھر مجھے محفل میں شرکت کیلئے کہا میں نماز مغرب کے بعد محفل میں شریک ہوا۔ ملزم یوسف نے پیغمبر اسلام کی زندگی کے مختلف

پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور پھر جب بھی ملزم میرے دوست کے گھر آیا مجھے محفلوں میں شرکت کیلئے بلایا گیا۔ 1995 میں ملزم یوسف نے نماز مغرب کے بعد میرے دوست کے گھر اکیلے مجھ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ اگر مجھ پر حقیقت منکشف کر دی جائے تو میں (ڈاکٹر محمد اسلم) اس سلسلے میں کس قدر قربانی دے سکتا ہوں؟ میں کسی حد تک متذبذب تھا۔ ملزم یوسف نے مجھ سے دو لاکھ روپے کی ادائیگی کیلئے کہا' میں نے کہا میں اس کا انتظام نہیں کرسکتا۔ بہرحال میں نے معاملہ التواء میں ڈال دیا۔ پھر 1995 کے آخر میں ملزم یوسف نے اپنی خواہش پر عمل درآمد کی ہدایت کی۔ مجھے یہ ہدایت نماز مغرب کے بعد اپنے دوست عبدالواحد کے گھر کی گئی۔ میں نے جواب دیا کہ میں اس کی آئندہ آمد کے موقع پر اس کا انتظام کرونگا۔ دسمبر 1995 میں ملزم یوسف میرے دوست کے گھر آیا جسے میں نے بتایا کہ میں نے دو لاکھ روپے کا انتظام کرلیا ہے اس پر ملزم یوسف دوسرے دن نماز کے بعد میرے گھر آیا میں نے اسے دو لاکھ روپے ادا کر دیئے۔ پھر اگلے جمعے ملزم یوسف نے اپنے مرید کے ہمراہ عسکری اپارٹمنٹ میں واقع ہماری مسجد میں نماز جمعہ میں شرکت کی۔ نماز جمعہ کے بعد ملزم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میرے گھر آیا جہاں تھوڑی دیر بعد اس نے مجھ پر حقیقت منکشف کیئے جانے کو کہا۔ پھر کھڑے ہو کر اس نے ''انا محمدؐ'' کہا جس پر مجھے بہت حیرت ہوئی کیونکہ کوئی اپنے بارے میں حضرت محمدؐ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا جبکہ حضرت محمدؐ مدینہ میں ہیں میں نے تاثر لیا کہ یہ شخص اپنے محمد ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے میری حیرت ختم نہیں ہوئی تھی کہ ملزم یوسف کے ساتھیوں نے میرے گلے میں ہار ڈال دیئے اس کے بعد ملاقات ختم ہوگئی۔ ملزم یوسف اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میرے گھر سے چلا گیا۔ ملزم یوسف اس کے ساتھیوں اور میرے علاوہ اس ملاقات میں کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔ اس کی میرے گھر سے روانگی کے بعد میں نے یہ سوچا کہ آیا مجھے اس قسم کی ملاقاتیں جاری رکھنی چاہئیں یا نہیں میں نے فیصلہ کیا کہ ملزم یوسف سے ملاقات کا

سلسلہ جاری رکھوں گا۔

چند ماہ بعد مغرب کے بعد میں اپنے دوست کے گھر موجود تھا۔ کموڈور (ریٹائرڈ) یوسف صدیقی بھی شریک محفل تھے۔ کموڈور یوسف نے ملزم یوسف سے استفسار کیا ''حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سے آپ مختلف وقتوں میں پیغمبر کی حیثیت سے ظاہر ہوتے رہے ہیں چودہ سو سال قبل بھی آپ کا ظہور ہوا اس کے بعد سے آپ اولیاء کرام کی صورت میں آتے رہے۔ چودہ سو سال پہلے اور آج میں کیا فرق ہے کون سا وقت زیادہ باوقار اور پرشکوہ تھا'' جواب میں ملزم یوسف نے کہا کہ چودہ سو سال قبل کا زمانہ پرشکوہ تھا لیکن اب شکوہ وعظمت بے مثال ہے کیونکہ اس وقت یہ ''ڈیوٹی'' تھی اور اب یہ ''بیوٹی'' ہے۔

اس مرحلے پر فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی نے کہا کہ گواہ کی باقی ماندہ شہادت ملزم کی موجودگی میں قلم بند کی جائے اور گواہ استغاثہ کو اگلی تاریخ کیلئے پابند کیا جائے۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی کی طرف سے مذکورہ اجازت کی استدعا کئے جانے سے قبل گواہ نے کہا کہ اس کا بیان مکمل ہو چکا ہے تاہم اس کے باوجود ڈسٹرکٹ اٹارنی اس سے سوال کر سکتے ہیں۔ مزید برآں جرح بھی ہونا ہے اس لئے گواہ کو آئندہ تاریخ پر حاضری کیلئے پابند کیا جاتا ہے۔

کارروائی مقدمہ مورخہ 2-3-2000

28-3-2000 گواہ استغاثہ نمبر **1** ڈاکٹر محمد اسلم ملک نے دوبارہ حلفاً بیان کیا ملزم یوسف آج موجود ہے جس نے اپنے لئے ''انا محمد'' کا لفظ استعمال کیا اور دوسری باتیں ہیں جو میں نے گزشتہ تاریخ سماعت پر بیان کی تھیں۔ میں ملزم کی شناخت کرتا ہوں میں ملزم یوسف کے ساتھ جو عدالت میں موجود ہے ملتا رہا ہوں میں بعد میں بھی ملزم یوسف سے صرف اس لئے ملتا رہا ہوں کہ اس کے پس منظر میں کارفرما عنصر کا سراغ لگا سکوں۔

جرح سلیم عبدالرحمان وکیل صفائی۔ گواہ کو پابند کیا گیا مقدمہ آج دوبارہ دو بجے پیش ہو۔

کارروائی مقدمہ مورخہ 28-3-2000 گواہ استغاثہ نمبر 1 ڈاکٹر محمد اسلم ملک حلفاً بیان کرونگا۔

جرح وکیل صفائی سلیم عبدالرحمان

یہ درست ہے کہ انگریزی کے لفظ (Liar) لائر' عربی لفظ کذاب کے مترادف ہے...... ؟ یہ درست نہیں کہ میں نے پاکستان آرمی میں کبھی بریگیڈیئر کی حیثیت سے خدمات سرانجام نہیں دیں۔ میں نے بحریہ میں خدمات سرانجام دیں لیکن بری فوج میں میرا عہدہ بریگیڈیئر کا تھا مجھے آرمی سے بریگیڈیئر کی حیثیت سے ریٹائرمنٹ دی گئی۔ یہ درست ہے کہ میں نے پاک بحریہ میں کموڈور کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا پاک بحریہ میں کموڈور پاک آرمی کے بریگیڈیئر کا ہم مرتبہ ہے میں نے ریڈیالوجی کے شعبہ میں سپیشلائزیشن کی ہے۔ اگر کسی مریض کے بارے میں میرا یہ تاثر ہو کہ اس کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے تو میں اسے ڈاکٹر یا سپیشلسٹ کے پاس بھیجوں گا جو ایکسرے کا ماہر ہے یہ درست ہے کہ ایکسرے دیکھنے کے بعد میں اپنے قیاس کی تصدیق کرونگا کہ آیا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے یا نہیں۔ میری یادداشت پہلے ہی اچھی ہے کیونکہ میں اب بھی ہسپتال میں کام کر رہا ہوں میرا بیان پولیس نے قلم بند کیا ہے۔ بیان کراچی میں 20-4-97 کو شام کے وقت محمد اکرم رانا کے گھر میں قلم بند کیا گیا۔ میرا بیان قلم بند کئے جانے کے وقت کوئی موجود نہیں تھا۔ نعمان الٰہی' محمد اکرم' یوسف صدیقی' محمد ارشد اور محمد علی ابوبکر محمد اکرم رانا کے گھر موجود تھے لیکن وہ میرا بیان قلم بند کئے جانے کے وقت موجود نہیں تھے۔ مجھے اپنا بیان قلم بند کئے جانے کے بارے ٹیلی فون پر محمد اکرم رانا نے مطلع کیا تھا۔ سب انسپکٹر خوشی محمد نے میرا بیان قلم بند کیا تھا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میرا بیان قلم بند کئے جانے کے موقع پر استغاثے کے

گواہوں کی موجودگی میں انتظامات کیے۔ پولیس نے مجھے بتایا کہ میرا بیان لاہور میں یوسف کے خلاف درج ایک مقدمے کے سلسلے میں قلم بند کرنا مطلوب ہے۔ مجھے مقدمے کی نوعیت کے بارے میں بتایا گیا۔ یہ تاثر دینا درست نہیں کہ سازش کے نتیجے میں میں نے دوسروں کو مقدمے میں گواہ بننے کی ترغیب دی۔ میں اکرم رانا کو 1992 سے جانتا ہوں۔ کموڈور مسٹر صدیقی سے میری واقفیت 1988 سے ہے۔ نعمان الٰہی سے میری شناسائی 1993 سے ہے۔ یہ درست ہے کہ نعمان الٰہی اور اکرم رانا میرے مرید ہیں' یہ درست ہے کہ میں ان کا مرشد ہوں' یہ ضروری نہیں کہ مرید مرشد کی اطاعت کرے' مرشد اور مرید کے درمیان تعلق رہنمائی کا ہے۔ سوائے ان افراد کے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے استغاثے کا کوئی دوسرا گواہ میرا مرید نہیں ہے۔ یہ درست نہیں کہ مذکورہ گواہوں کو بلانے اور انہیں گواہ مقدمہ بنانے کیلئے میں نے روحانی تصرف کیا۔ انہیں گواہ مقدمہ بنانے کیلئے کسی روحانی تصرف کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ مذکورہ افراد کا اس مقدمے میں گواہ بننا ان کا اپنا مسئلہ اور خیالات کے مطابق ہے میں نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت اپنے بیان میں دو لاکھ روپے کی رقم کی ملزم کو ادائیگی کا یقیناً ذکر کیا تھا۔ جب ایگزیبٹ ڈی اے کے حوالے سے موازنہ کیا گیا کہ اس میں دو لاکھ روپے کی ادائیگی یا اس کی تجویز کا کوئی ذکر نہیں؟ تو گواہ نے کہا مجھے یاد نہیں میں نے پولیس کے سامنے کہا تھا کہ ملزم یوسف نے خود کو ''امام وقت'' قرار دیا تھا۔ عبدالواحد کے خاندان سے میری ملاقات اگست 1996 میں ان کے گھر پر ہوئی۔ عبدالواحد سے میرا کوئی بالواسطہ یا بلاواسطہ رابطہ نہیں تھا۔ 1996 کے بعد وہ کبھی میرے گھر نہیں آیا مجھے یاد ہے کہ کموڈور یوسف صدیقی دوسروں کے علاوہ ملزم یوسف کی طرف سے ''انا محمد'' کہہ کر اپنے محمد ہونے کا اعلان کیے جانے کے موقع پر موجود تھا۔ اس موقع پر فاضل وکیل صفائی نے بتایا کہ اس نے لفظ ''کہا'' استعمال کیا ہے ''اعلان'' نہیں۔ اس اعتراض پر حتمی جرح کے موقع پر غور کیا

جائے گا' بیان جاری رہے۔

جرح وکیل صفائی:

مجھے مقدمے کے اندراج کے بارے میں 20 اپریل 1997 کو معلوم ہوا۔ جب سب انسپکٹر خوشی محمد میرا بیان قلم بند کرنے کیلئے آیا میرا پہلا جواب اس سوال کے جواب میں تھا کہ مجھے 20 اپریل 1997 کو مقدمے کے اندراج کا علم ہوا۔ اس سے پہلے نہیں۔ میں نے کسی اخبار میں 20 اپریل 1997 سے قبل مقدمے کے اندراج کے بارے میں نہیں پڑھا میں روزانہ اخبار نوائے وقت کراچی پڑھتا ہوں' کوئی دوسرا اخبار نہیں پڑھتا ہوں مجھے یاد نہیں میں نے 20 اپریل 1997 کے بعد کسی اخبار میں مقدمے کی کارروائی کے بارے میں پڑھا ہو میں نے مقدمے کے مستغیث محمد اسماعیل شجاع آبادی سے 20 اپریل 1997 سے دو یا تین ماہ بعد لاہور میں ملاقات کی۔

یہ غلط ہے کہ میں ان سے مقدمے کے اندراج سے قبل ملا تھا میں گزشتہ دس سال سے کبھی ملتان نہیں گیا۔ میں نے لاہور میں مستغیث سے معلوم کرنے کیلئے کہ کیا ہو رہا ہے اور مقدمے کی کیا صورت حال ہے؟ ملاقات کی تھی۔ میں نے مذکورہ تاریخ کے بعد مستغیث سے ملاقات کی تھی۔ دوسری بار مستغیث سے اس وقت ملا جب ملزم کی ضمانت کے معاملے پر لاہور ہائی کورٹ میں کارروائی زیر غور تھی۔ میری مستغیث سے لاہور ہائی کورٹ کے احاطے میں ملاقات ہوئی۔ یہ درست نہیں کہ میں مستغیث کے ہمراہ اس وقت لاہور ہائی کورٹ میں موجود تھا جب درخواست ضمانت پر بحث ہو رہی تھی۔ میں اپنے بارے میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں مذہب سے پوری طرح آگاہ ہوں میں نے مذہب اسلام پر دو کتابیں لکھی ہیں ان کے نام ''شان حضورؐ بہ زبان حق'' اور ''عظمت قرآن بہ فرمان رحمان'' ہیں۔ میں اس بارے میں کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا کہ اسلامی قانون یا برطانوی قانون کے مطابق ایک ملزم کو مقدمے سے قبل بے گناہ

تصور کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے پر استغاثہ کے وکیل مسٹر اسماعیل قریشی نے اعتراض کیا کہ گواہ سے قانون کے بارے میں اس کا علم جاننے کیلئے ایسے سوالات نہیں پوچھے جاسکتے اس اعتراض کا بھی حتمی دلائل کے مرحلے پر جائزہ لیا جائے گا۔ عدالت کا وقت ختم ہو چکا ہے، گواہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا جاتا ہے۔

29-3-2000 پی ڈبلیو ون ڈاکٹر محمد اسلم دوبارہ حلفاً بیان کرتا ہے۔

جرح وکیل صفائی:

مجھے یاد نہیں کہ کب ملزم یوسف کو مقدمے میں گرفتار کیا گیا۔ مجھے وہ مہینہ بھی یاد نہیں جس میں اسے گرفتار کیا گیا۔ جب میرا بیان قلم بند کیا گیا تو مجھے پتہ چلا کہ ملزم یوسف کو اس مقدمے میں گرفتار کیا گیا ہے۔ مجھے ابوبکر کے ذریعے معلوم ہوا کہ ملزم یوسف ایک ڈائری رکھتا تھا میں نے اس ڈائری کی فوٹو کاپیاں دیکھی ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہفت روزہ تکبیر کراچی سے شائع ہوتا ہے میں اس جریدے کے رپورٹر طاہر کو جانتا ہوں وہ میرے پاس آیا تھا میں نے اس کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا مجھے معلوم نہیں کہ آیا طاہر اس مقدمے میں گواہ ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ ملزم یوسف نے خود کو "انا محمد" کہہ کر اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہے میں نے طاہر کے سامنے ان خیالات کا اظہار کیا تھا مجھے اس کی تفصیل یاد نہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ آیا پہلی بار ملزم کے خلاف الزامات تکبیر میں شائع ہوئے تھے تاہم یہ تکبیر میں شائع ہوئے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ ملزم یوسف کے خلاف الزامات ہماری تحریک پر شائع ہوئے۔ یہ درست ہے کہ تصویریں جریدے میں شائع ہوئیں یہ کہنا درست نہیں کہ جریدے میں شائع ہونیوالی تصویریں میں نے مہیا کی تھیں۔ میں میگزین کا وہ ایڈیشن نہیں بتا سکتا جس میں تصویریں شائع ہوئیں تاہم مجھے یاد ہے کہ میگزین اپریل کے مہینے کا تھا۔ مجھے یہ یاد نہیں کہ یہ ایڈیشن اپریل کے شروع میں شائع ہوا یا آخر میں، یہ کہنا درست نہیں کہ میری یادداشت درست نہیں۔ یہ درست ہے کہ کتاب "عظمت قرآن بہ فرمان رحمان"

''بشر اور انسان'' ایگزیبٹ ڈی بی بحیثیت مصنف میری لکھی ہوئی ہیں۔ مسلمان کا مطلب ایسا شخص ہے جو کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہو۔ یہ درست ہے کہ کتاب کا ایک انتساب ہے۔ یہ کتاب فیصل آباد میں شائع ہوئی اس کا ایڈیشن جنوری **1996** میں مجھے ملا۔ میری ملزم یوسف سے ملاقات آخری مرتبہ اگست **1998** میں عبدالواحد کے مکان پر عبدالواحد کی موجودگی میں ہوئی۔ یہ درست نہیں کہ میں ملزم یوسف کا مرید ہوا تھا' میں اچھرہ لاہور سے صوفی غلام رسول کا مرید ہوں جو وصال کر چکے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ملزم یوسف نے کس کی بیعت کی تھی۔ یہ درست ہے کہ کتاب کے انتساب میں یوسف کیلئے جو عدالت میں موجود ہے میں نے لفظ ابوالحسن استعمال کیا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں نے کتاب اور اس کا انتساب اشاعت کیلئے ستمبر **1995** میں بھیجا تھا۔ چھپنے کے بعد کتاب جنوری **1996** میں میرے پاس آئی۔ جب میں نے کتاب لکھی یا اس کا مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا اس وقت ملزم یوسف کی اصلیت مجھ پر واضح نہیں ہوئی تھی۔ میں نے ناشر سے کتاب کا انتساب یا مذکورہ یا مخصوص لفظ حذف کرنے کو نہیں کہا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا اس کیس کی وجہ یہ ہے کہ ملزم یوسف کے اعلان کے بعد میں نے محض اس عنصر کی حقیقت جاننے کیلئے جس کی بنیاد پر اس نے اپنے محمد ہونے کا اعلان کیا تھا اس کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی تھی۔ کتاب کے انتساب میں جن الفاظ کا حوالہ دیا گیا ہے میں نے انہیں حذف کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا بعد کے ایڈیشنوں میں الفاظ جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے استعمال نہیں کئے گئے حتیٰ کہ وہ الفاظ بھی جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے بعد کے کسی ایڈیشن میں کبھی نہیں لکھے گئے۔ بعد میں ملزم یوسف نے انتساب کے الفاظ '' مجھے کیا عطا کیا گیا بلکہ کیا نہیں عطا کیا گیا'' شامل کرائے۔ چونکہ میں نے اس کی تعریف میں اس کے کہنے پر انتساب کے الفاظ لکھے تھے کیونکہ میں اس کے ساتھ تھا۔ کتاب ایگزیبٹ ڈی بی ملزم یوسف کے کہنے پر نہیں لکھی گئی۔ میں نے سنا ہے کہ مرید بالعموم اپنے مرشد کو

تحائف دیتے ہیں؟ اور یہ غلط ہے کہ میں نے ملزم یوسف کو دولاکھ روپے بطور نذرانہ پیش کیئے خود کہا کہ یہ رقم مجھ سے جبر کے تحت وصول کی گئی۔ یہ درست ہے میں نے یہ رقم مذکورہ طریقے سے بندوق کی نوک پر ادانہیں کی۔ میری مالی حالت مستحکم ہے۔

یہ درست ہے کہ ملزم یوسف کی جانب سے کی جانیوالی بعض تردیدیں نوائے وقت کے 24`26`27`29 تاریخ کے 1997 کے ایڈیشنوں میں شائع ہوئیں جو میں نے پڑھیں۔

گواہ کو آئندہ تاریخ کیلیئے پابند کیا جاتا ہے۔

30-3-2000 پی ڈبلیو ا ڈاکٹر محمد اسلم تجدید حلف کے ساتھ

جرح وکیل صفائی مسٹر سلیم عبدالرحمان:

اس مرحلے پر فاضل وکیل صفائی گواہ سے روزنامہ نوائے وقت مورخہ 26-3-97 میں شائع ہونیوالی ایک خبر کے حوالے سے سوال کرنا چاہتے ہیں۔ فاضل وکیل صفائی ایک تصدیق شدہ دستاویز کی فوٹوسٹیٹ نقل یہ کہہ کر پیش کررہے ہیں کہ دستاویز کی اصل ان کے پاس ہے لیکن وہ اصل مہیا نہیں کرسکتے۔ اس دستاویز کی تصدیق شدہ فوٹوکاپی کی بنیاد پر گواہ سے سوال نہیں کرسکتے جب تک اصل مہیا نہ کردی جائے۔ اگر وکیل صفائی چاہیں تو روزنامہ نوائے وقت سے متعلقہ ریکارڈ طلب کرسکتے ہیں اس مرحلے پر سوال اس وقت تک کیلیئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جرح وکیل صفائی مسٹر سلیم عبدالرحمان:

میں ملزم یوسف کے ساتھ ان ملاقاتوں کی تعداد نہیں جانتا جو میں نے دسمبر 1995 کے بعد یا اگست 1996 سے قبل اس کے ساتھ کیں۔ ممکن ہے پانچ یا چھ نشستوں میں شریک ہوا ہوں۔ مجھے اس دوران ان نشستوں میں زیر بحث آنیوالے مخصوص موضوع یاد نہیں۔ تاہم ان نشستوں مین قرآن حکیم کے متعلق بعض موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا۔ ان نشستوں میں قمار بازی' مے نوشی اور زنا کے بارے میں کوئی

بات نہیں ہوئی ۔ پھر کہا میں پہلے ہی ان قابل اعتراض موضوعات کے بارے میں بتا چکا ہوں جن پر ملزم یوسف نے بات کی تھی۔ میں ملزم کے ذہن میں موجود لفظ تجسس کے معنی نہیں جانتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تجسس کا مطلب اصلاح حاصل کرنا ہے۔ ملزم نے اگست 1996 سے 20 اپریل 1997 کے درمیان جو دعوے اور اعلانات کئے میں نے ان کی نشاندہی نہیں کی ۔ کیونکہ میں قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا اور یہ کہ میں نے ملزم کے کھلے عام اعلانات کی بھی نشاندہی نہیں کی ۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میری خاموشی دانستہ تھی ۔ یہ کہنا بھی درست نہیں کہ میں نے دفعہ 161 کے تحت اپنے بیان میں دانستہ طور پر ماہ دسمبر 1995 کا ذکر نہیں کیا۔ ملزم یوسف میرے ساتھ اپنے تعلق سے آٹھ نو سال میں نارمل دکھائی دیتا تھا۔ ملزم یوسف کے ساتھ آٹھ نو سال کے دوران میرے تعلقات معمول کے اور اچھے تھے۔ ملزم یوسف کی جانب سے ''انا محمد'' کا اعلان اپنی وضاحت خود ہے اس لئے اس کی جانب سے اس بارے میں مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے یہ درست نہیں کہ ملزم نے انا محمد بن عبداللہ نہیں کہا تاہم اس نے انا محمد ہونے کا اعلان کیا۔

وکیل صفائی نے جس انداز میں ''انا محمد'' کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مذاق کر رہا ہے لیکن جب ملزم نے اپنے لئے ''انا محمد'' ہونے کا اعلان کیا تو اس کا انداز اور طور طریقہ ایسا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے پیغمبر حضرت محمدؐ ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ تاثر ہمیشہ تاثر ہوتا ہے لیکن یہ تصدیق شدہ کوئی چیز ہے یہ درست نہیں کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کا تاثر دیتا ہے یا جیسے تاثر دیا جا رہا ہو پھر کہا ملزم کی جانب سے دیا جانیوالا تاثر سو فیصد درست اور مصدقہ تھا۔

میں نے مولانا عبدالرحمان اشرفی کی تحریر کردہ کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ میں نے مولانا عبدالستار نیازی کی طرف سے اس مقدمے کے بارے میں دیئے جانیوالے بیانات پڑھے ہیں مجھے یاد نہیں کہ میں روزنامہ نوائے وقت کے لاہور ایڈیشن میں

9 جولائی 1997 کو شائع ہونیوالا مولانا عبدالستار نیازی کا اخباری بیان پڑھا ہے میں نے مولانا عبدالستار نیازی کا نام بحیثیت رکن قومی اسمبلی سنا ہے۔ پھر کہا عالم دین کی حیثیت سے میرا ان سے کوئی تعلق نہیں میں نے مقدمے کی ایف آئی آر نہیں پڑھی۔ یہ کہنا درست نہیں کہ ملزم یوسف نے میرے ساتھ ملاقاتوں میں پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ اپنی گہری محبت اور وابستگی کا اظہار کیا تھا۔ پھر کہا کہ ملزم نے حضرت محمد عربیؐ کی بجائے کسی اور سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔ محمد عربیؐ سے مراد مکہ میں پیدا ہونیوالا ہے جو ہجرت کے بعد مدینے چلے گئے۔ ملزم نے مجھ سے اپنی ملاقاتوں کے دوران پیغمبر اسلام کے بارے میں کہا۔ ان نشستوں میں باقاعدگی سے درود شریف نہیں پڑھا گیا یہ درست نہ ہے کہ اللہ باطن (اندر کی حالت) جانتا ہے۔ یہ صلاحیت اللہ کی جانب سے کسی کو عطا کی جاسکتی ہے۔ یہ درست ہے کہ میں مذکورہ افراد میں سے نہیں۔ یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے میری امامت میں میرے پیچھے اپنے ''انا محمد'' ہونے کے اعلان سے قبل نماز پڑھی۔ ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی پیغمبر کسی دوسرے کے پیچھے نماز پڑھے لیکن یہ میرے علم میں نہیں' یہ درست ہے کہ اگر محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مقدمہ درج نہ کرایا ہوتا تو میں یہ مقدمہ درج نہ کرواتا۔ یہ درست ہے کہ میں نے اس مقدمے کو محض ختم نبوت کے پلیٹ فارم کی حیثیت سے استعمال کیا۔ یہ درست ہے کہ میرا تعلق نقشبندی اور قادری سلسلے کے مکاتب فکر سے ہے۔ گواہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا گیا۔

5-4-2000 گواہ استغاثہ نمبر ایک ڈاکٹر محمد اسلم حلفاً بیان کرتا ہے

جرح فاضل وکیل صفائی

میں نے پولیس کے سامنے یہ نہیں کہا کہ ملزم یوسف کی طرف سے ''انا محمد'' کے اعلان کے باوجود میرا ملزم سے رابطہ رہا میں نے پولیس کو دسمبر 1995 کے بارے میں نہیں بتایا۔ جس میں ملزم یوسف نے خود کو ''انا محمد'' کہا تھا' یہ درست ہے کہ میں نے پولیس سے مقدمے کی نوعیت اور میرا بیان قلم بند کئے جانے کی وجہ کے بارے میں

پوچھا تھا۔ پولیس نے مجھے بتایا کہ ملزم یوسف نے اپنے ''انا محمد'' ہونے کا اعلان کیا ہے۔ پولیس نے مجھے اس ضمن میں کچھ میرے علم میں ہونے کے بارے میں پوچھا' پولیس نے مجھے اس مقدمے کے مستغیث کے بارے میں بھی بتایا۔ یہ درست نہیں کہ میں نے اس مقدمے کی کارروائی میں بے حد دلچسپی لی۔ جب مستغیث کے وکیل مسٹر اسماعیل قریشی کے طلب کئے جانے پر میں ہائیکورٹ میں آیا میں نے ملزم یوسف کے دعوے کے بارے میں اخبارات میں پڑھا تھا کہ ختم نبوت پر یقین رکھتا ہے بہرحال مجھے ملزم یوسف کی طرف سے استعمال کئے جانے والے اصل فقرے یاد نہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ ملزم یوسف نے اپنے دعوے میں کلمہ طیبہ استعمال کیا' مجھے صرف ملزم یوسف کے دعوے کا مفہوم یاد ہے۔ ملزم یوسف کی تردید کہ اس کے دعوے اور اعلان کا مفہوم یہ تھا کہ اس نے اپنے ''انا محمد'' ہونے کا کبھی اعلان نہیں کیا لیکن میں اس اعلان سے مطمئن نہیں تھا کیونکہ اس نے مذکورہ اعلان میری موجودگی میں کیا تھا۔ میں نے سنا تھا کہ اس کے اپنے ''انا محمد'' ہونے کے اعلان پر خاصا شورشرابا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے اخبار میں اعلان کی ضرورت محسوس کی۔ میں لاہور میں اپنے مریدوں کے اجلاس نہیں بلاتا لیکن لاہور میں اپنے مرشد کے عرس میں شریک ہوتا ہوں۔ لاہور میں بھی میرے کچھ مرید ہیں میں ساجد نامی کسی شخص کو نہیں جانتا میں سہیل ضیا کو جانتا ہوں لیکن وہ میرا مرید نہیں ہے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ سہیل ضیا اس مقدمے میں گواہ ہے۔ میں نے پولیس سے یہ نہیں پوچھا کہ اسے میرا نام کس نے دیا ہے پھر کہا کہ اکرم رانا نے میرا نام دیا تھا۔ میں یہ جاننا ضروری نہیں سمجھتا کہ پولیس کو میرا نام کس نے دیا تھا۔ نعمان' رانا اکرم کا داماد ہے مجھے معلوم نہیں کہ پولیس ملازم ایک رات رانا اکرم کے ساتھ ٹھہرے۔ اگر کوئی میرے سامنے کلمہ طیبہ پڑھتا ہے میں اس کی حقیقت کا جائزہ لوں گا اور سب سے پہلے اس شخص کی شخصیت پر غور کرونگا۔ کسی نئے شخص کے انداز ے کے بارے میں میرا اصول اس شخص سے مختلف ہوگا جسے میں گزشتہ کئی سالوں سے جانتا

ہوں۔ میں نئے شخص کے ضمن میں پہلے اس کے کلمہ طیبہ پڑھنے کا انداز دیکھنا چاہتا ہوں میں نے یہ نہیں پڑھا کہ جو بھی شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے وہ صحیح طور پر مسلمان ہے یہ درست نہیں کہ میرا جواب صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث کے منافی ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ عدالت میں ملزم یوسف کی طرف سے ''انا محمد'' کے اعلان کے بعد میرا اس سے تعلق رکھنے کی حد تک بیان بعد کی سوچ اور من گھڑت کہانی ہے۔ یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ملزم یوسف سے میرا اختلاف دسمبر 1996 میں شروع ہوا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے عدالت میں غلط بیانی کی۔ یہ کہنا درست نہیں کہ ملزم یوسف کی طرف سے انا محمد ہونے کا اعلان میرے خیال میں جرم نہیں پھر کہا میرے خیال میں اس نے غلط بات کہی تھی لیکن مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ اس کا کہنا پاکستان کے ضابطہ فوجداری کے تحت جرم ہے۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے کہ جو بھی (حضرت محمدؐ) کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ مردود ہے۔ وہ شخص بھی مردود ہے جو غلط الزامات عائد کرے گا۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ ملزم یوسف نے بعض کتابیں لکھی ہیں یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ ملزم یوسف نے اخبار پاکستان میں بہت سے مضامین لکھے ہیں۔ میں نے یہ تمام مضامین نہیں پڑھے میں نے ملزم محمد یوسف کے اس مضمون سے اختلاف کیا ہے جو اس نے اخبار میں ''امام وقت'' کے بارے میں لکھا ہے۔ پھر خود کہا کہ ایسے مضامین سے عدالت میں میرے موقف کو تقویت پہنچی ہے کہ ملزم یوسف نے ان مضامین میں بالواسطہ طور پر خود کو امام وقت قرار دے کر انہیں اخبار میں شائع کرایا ہے۔ یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے ان مضامین میں اپنے ''انا محمد'' ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ملزم یوسف سے میری آٹھ نو سالہ شناسائی کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ وہ مسلح افواج میں بھی رہا لیکن میں اس کے حالات زندگی کا پس منظر نہیں جان سکا۔ میں نے 26 مارچ 1997 کے روزنامہ نوائے وقت کے اخباری تراشے دیکھے ہیں جن کی مصدقہ کاپی ''ایگزیبٹ ڈی سی'' ہے۔

نوٹ: مذکورہ سوال کے ضمن میں ملزم نے اپنے وکیل کے ذریعے اخبار کا اصل ریکارڈ طلب کیئے جانے سے متعلق ایک درخواست پیش کی۔ فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی درخواست گزار کے وکیل کے تعاون سے اس بات پر متفق ہیں کہ اخبار کا اصل ریکارڈ طلب کیئے جانے سے اس مقدمے کی کارروائی میں خاصی تاخیر ہوسکتی ہے اس لئے وکیل صفائی کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ اخباری تراشوں کی مصدقہ نقل پیش کر کے سوال پوچھ سکے۔ اس لیئے وکیل صفائی کو سوال پوچھنے کی اجازت دی جاتی ہے اور درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

جرح وکیل صفائی:

میری اطلاع کے مطابق ''ایگزیبٹ ڈی اے'' مکمل طور پر اخبار نوائے وقت کراچی میں شائع نہیں کی گئی۔ میں نوائے وقت کراچی میں شائع ہونیوالی خبر اور اخباری تراشے ''ایگزیبٹ ڈی سی'' کے درمیان فرق کی وضاحت نہیں کرسکتا۔ پھر کہا اخباری تراشوں ''ایگزیبٹ ڈی ڈی'' کے درست ہونے پر یقین نہیں رکھتا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے ملزم کی گرفتاری کے بارے میں جھوٹ بولا ہے یہ کہنا غلط ہے کہ اگر کوئی پیغمبر اسلام کے بارے میں محمد عربی کہتا ہے تو وہ پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کو مکہ مدینہ تک محدود کر رہا ہے' یہ توہین رسالت کے مترادف ہے۔ یہ درست ہے کہ نقشبندی' قادری مسلک سے تعلق رکھتا ہوں' میرا تعلق اہل سنت مکتب فکر سے ہے۔ میں نے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب ''سیکرٹس آف سیکرٹس'' نہیں پڑھی جو شیخ توسن' بیرک' الجوراہی' الحلویتی نے مرتب کی ہے۔ گواہ استغاثہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا جاتا ہے۔

7-4-2000 گواہ استغاثہ ڈاکٹر محمد اسلم حلفاً

جرح وکیل صفائی:

ملزم نے ''بیوٹی'' اور ''ڈیوٹی'' کے جو الفاظ استعمال کیئے ہیں وہ اپنی وضاحت

آپ ہیں۔ میں نے علامہ اقبال کی لکھی ہوئی کتابیں مکمل طور پر نہیں پڑھیں۔ میری تاریخ پیدائش 27 جنوری 1929 ہے۔ میں نے سورۃ اعراف پڑھی ہے۔ میں نے قرآن حکیم بھی پورا پڑھا ہے' مجھے دسمبر 1995 سے قبل کسی نے نہیں بتایا کہ ملزم یوسف نے اپنے ''انا محمد'' ہونے کا اعلان کیا ہو۔ یہ درست ہے کہ ملزم نے ''انا نبی'' نہیں کہا تھا۔ میں ﷺ کا ترجمہ جانتا ہوں جو یوں ہے ''ان پر اور ان کی اولاد پر صلوٰۃ ہو'' ''ان پر'' کا مطلب خود حضرت محمدؐ ہیں۔ ہمارے پیغمبر کے ننانوے نام ہیں حضورؐ کے تمام نام بالخصوص اول آخر ظاہر باطن زبانی طور پر نہیں جانتا۔ اول آخر' ظاہر باطن اللہ کے صفاتی نام ہیں میں حسین بن منصور حلاج کا نام نہیں جانتا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے عدالت میں غلط بیان دیا ہے۔ یہ درست ہے کہ میں اہلسنت ہوں میں حضرت محمدؐ کے لئے یا رسول اللہ کہتا ہوں۔ یہ غلط ہے کہ میں نے ملزم یوسف کے خلاف پرانی دشمنی کی بنا پر بیان دیا ہے۔ ملزم یوسف کرسی پر بیٹھا تھا اس نے اٹھ کر کہا ''انا محمد'' اس طرح اس نے اپنے ''انا محمد'' پیغمبر ہونے کا اعلان کیا۔

گواہ استغاثہ نمبر 2 محمد اکرم رانا

20-4-2000 گواہ استغاثہ نمبر 2 بیان محمد اکرم رانا ولد رانا محمد طفیل ذات راجپوت منیجر فا۔۔ ۔ٹل کمپنی کراچی رہائشی 3 بی تھرڈ ایسٹ سٹریٹ فیز ا ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کر۔۔ چی حلفاً بیان کیا:

میں ملزم یوسف علی جو عدالت میں موجود ہے جانتا ہوں میری اس سے ملاقات 1994 میں عبدالواحد کے گھر کراچی میں ہوئی ملزم یوسف علی نے عبدالواحد کے گھر ایک تقریر کی جس میں قرآن پاک کی تلاوت بھی شامل تھی۔ دوران تلاوت اس نے کہا پیغمبر اسلامؐ آج بھی دنیا میں موجود ہیں اور انسان کی شکل میں ہمارے درمیان موجود ہیں۔ عبدالواحد کے گھر میں کسی کے سوال پوچھے جانے پر کہ ہمارے پیغمبرؐ نے بہت سادہ زندگی بسر کی ملزم یوسف علی نے کہا کہ چودہ سو برس قبل روایات پرانی تھیں

اب روایات جدید ہیں۔ مزید یہ کہ شکوہ نمود ونمائش آج کی ضرورت بن گئی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جدید زندگی آج کی ضرورت ہے۔ یہ محفل جنوری یا فروری 1994 میں ہوئی۔

ملزم یوسف نے کہا کہ اگر کوئی دیکھ سکتا ہے تو دیکھ لے اگر کوئی پہچان سکتا ہے تو ہمارے درمیان پیغمبر اسلام کو پہچان لے اس کے بعد محفل ختم ہوگئی۔

دوسری نشست ستمبر 1995 میں ہوئی میں نے یوسف علی سے ایک سوال پوچھا آیا وہ قرآن مقدس کی تفسیر یا تفہیم لکھ رہا ہے جس کا جواب اس نے اثبات میں دیا۔ میں نے اس کی تحریر کردہ تفسیر اور تفہیم کی ایک کاپی طلب کی جس پر اس نے پوچھا کہ میں اس کی کیا قیمت ادا کرسکتا ہوں؟ میں یہ جواب سن کر حیران ہوا کہ قرآن شریف کی کیا قیمت ہوسکتی ہے؟ بہرحال میں نے کہا میں یہ کتاب حاصل کرنے کیلئے ایک لاکھ روپے ادا کرسکتا ہوں اس کے بعد یہ نشست ختم ہوگئی۔ مجھے ایک لاکھ روپے کی ادائیگی کیلئے بار بار پیغام ملتے رہے لیکن میں ادائیگی نہیں کرسکا پھر ایک بار میں نومبر 1995 میں یوسف علی کے شادمان لاہور میں واقع گھر میں شام کے وقت اس سے ملنے گیا مجھے معلوم ہوا کہ وہ اسلام آباد جارہا ہے مجھے لاہور کے ہوائی اڈے پر اس کے ہمراہ جانے کو کہا گیا۔

گاڑی جس میں یوسف علی کے دوسرے ساتھی بھی سوار تھے یوسف علی نے ایک لاکھ روپے کی رقم کا مطالبہ کم کر کے پچاس ہزار روپے کردیا۔ وقت گزرتا رہا میں پچاس ہزار روپے کی رقم نقد ادائیگی نہ کرسکا۔

پھر جب مجھے اپریل 1996 میں حج پر جانا تھا مجھے رقم کی ادائیگی کیلئے پیغام بھیجا میں نے پچیس ہزار روپے یوسف علی کو ادا کردیئے جس پر اس نے

کہا کہ تم اللہ جل شانہ کے بہت قریب آ گئے ہو۔

اس لئے میں تمہاری موجودگی میں ایک حقیقت کا انکشاف کرتا ہوں۔اس نشست میں عبدالواحد کے کلفٹن کراچی والے گھر میں بہت سے دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ یوسف علی مجھے دوسرے ملحقہ کمرے میں لے گیا۔دونوں کمروں کا درمیانی دروازہ کھلا رہااس نے مجھے آنکھیں بند کرنے کو کہا جس پر میں نے آنکھیں بند کرلیں اس نے مجھے درود شریف پڑھنے کو کہا میں نے درود شریف پڑھا اس کے بعد یوسف علی نے مجھے آنکھیں کھولنے کو کہا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا میں نے کچھ دیکھا ہے میں نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا ہے۔اس پر

ملزم یوسف علی نے مجھے سینے سے لگایا اور کہا بسم اللہ میں ''محمد مصطفیٰ'' ہوں

اس نے مزید کہا میں نے یہ حقیقت چھپائے رکھی تم بھی اس حقیقت کو مخفی رکھو یہی ''تفہیم قرآن''''تفسیر قرآن''''زندہ قرآن''اور''نور قرآن'' ہے۔یہ سن کر مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے یوسف علی کے ادا کردہ الفاظ اور فقروں نے مجھے ہپناٹائز (عمل تنویم کے ذریعے بے سدھ) کردیا ہو۔میں نے محسوس کیا کہ مجھے دوہری مصیبت اور آفت سے باہر نکلنا ہوگا۔اس پر میں نے علماء سے مشورہ کیا' علماء کو مذکورہ بیان بتایا جس پر علماء نے مجھے کہا کہ مذکورہ شخص واجب القتل ہے۔

جرح مسٹر سلیم عبدالرحمان وکیل صفائی:

1994 میں منعقد ہونیوالی محفل میں پہنچنے سے قبل میرا ملزم یوسف علی سے تعارف تھا کیونکہ میں دوسرے علماء کرام کو سنتا تھا اس لئے میں ملزم یوسف کو بھی دوسرے علماء کی طرح سننے گیا۔مجھے اکرم شیخ نامی ایک شخص نے ملزم یوسف علی کے بارے میں متعارف کرایا تھا۔رضا کارانہ طور پر کہا یوسف علی کراچی میں مشہور تھا کیونکہ وہ جم خانہ

بھی آیا کرتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ جم خانہ کراچی میں ملزم یوسف علی کی تقریر سنی تھی اس کی تقریر کا عنوان قرآن حکیم تھا۔ یہ درست ہے کہ میں بریگیڈیئر محمد اسلم گواہ استغاثہ نمبر ایک کا مرید ہوں۔ میرے پیر نے ملزم یوسف علی کی طرف سے کی جانیوالی قابل اعتراض تقریر کے بارے میں مجھے نہیں بتایا تھا۔ پھر کہا میں نے انہیں ملزم یوسف کی قابل اعتراض تقریر کے بارے میں بتایا تھا کہ ملزم نے کہا تھا کہ میں ''محمد مصطفیٰ'' ہوں۔ میں نے فوری طور پر اپنے پیر کو بتایا تھا جس پر انہوں نے کہا کہ میں پہلے ہی اس مسئلے کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ مزید یہ کہ وہ سمجھتے ہیں کہ کس قسم کا فریب کیا جا رہا ہے میں گریجویٹ ہوں میں تمام اخبارات پڑھتا ہوں مجھے ملزم یوسف علی کے خلاف مقدمے کے اندراج کا علم اپریل 1997 میں ہوا۔ میں نے مقدمے کے اندراج کے بارے میں خبر اخبار میں پڑھی۔ میں نے یوسف علی کی گرفتاری کے بارے میں بھی اخبار میں پڑھا۔ میری اس مقدمے کے مستغیث (محمد اسماعیل شجاع آبادی) سے ملاقات ہوئی ہے۔ مقدمے کے اندراج کے بعد میری مستغیث سے ملاقات ہوئی چونکہ مجھے اس مقدمے کے حقائق کے بارے میں تشویش تھی اس لئے میں مارچ 1997 کے آخر میں مستغیث سے ملا۔ مارچ 1997 کے بعد سے مستغیث سے ملتا رہا ہوں۔ گواہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا گیا۔

21-4-2000 بیان گواہ استغاثہ نمبر 2 محمد اکرم رانا حلفاً بیان کیا:

جرح فاضل وکیل صفائی:

یہ درست ہے کہ میں مسلمان ہوں۔

نوٹ: وکیل صفائی کے ایک سوال کے جواب میں گواہ نے پانچوں کلمے سنائے' وہ چھٹا کلمہ مکمل درستگی سے نہیں سنا سکا۔

جرح فاضل وکیل صفائی:

یہ کہنا درست نہیں کہ میں وضو کی چار شرائط نہیں جانتا۔ میں چاروں شرائط کے نام

نہیں جانتا تاہم وضو کا طریقہ جانتا ہوں۔

نوٹ: فاضل وکیل صفائی کے سوال پر گواہ نے شروع سے آخر تک وضو کا طریقہ کار بتایا۔

جرح فاضل وکیل صفائی:

دفعہ 161 کے تحت پولیس نے میرا بیان قلم بند کیا ہے میں نے پولیس کو مقدمے کے ساتھ اپنی ملاقات کا مہینہ اور سال بتایا جب اس کا ایگزیبٹ ڈی ڈی سے موازنہ کیا گیا تو وہاں ایسا درج نہیں تھا۔ میں نے پولیس کو یہ نہیں بتایا کہ اکرم شیخ نے ملزم کے ساتھ ملاقات کا انتظام کیا۔ میں نے پولیس کو یہ نہیں بتایا کہ میں ملزم یوسف سے اس کے مکان واقع شادمان لاہور میں ملا تھا۔ میں نے پولیس کو بتایا کہ جب ملزم یوسف نے اپنے ''محمد مصطفیٰ'' ہونے کا دعویٰ کیا بریگیڈیئر اسلم محفل میں موجود تھے۔ رضا کارانہ طور پر کہا وہ مجھ سے دور تھے۔ میں نے پولیس کو بتایا کہ میں دوسرے کمرے میں موجود تھا' درمیانی دروازہ کھلا تھا جب ایگزیبٹ ڈی ڈی سے موازنہ کیا گیا تو وہاں ایسا درج نہیں تھا۔ پولیس نے کراچی میں میرے گھر میں میرا بیان قلم بند کیا اور یہ بیان 20-4-1997 کو قلمبند کیا گیا۔ میرا بیان بریگیڈیئر اسلم کموڈور یوسف صدیقی' نعمان الٰہی' علی ابوبکر اور کیپٹن محمد ارشد کی موجودگی میں قلم بند کیا گیا۔ میں نے ٹیلی فون کے ذریعے انہیں اپنے گھر بلایا تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ بریگیڈیئر اسلم وغیرہ کے علاوہ حاجی محمد حنیف' محمد حسین لاکھانی اور عاطف صدیقی بھی موجود تھے۔ پولیس نے مجھے بریگیڈیئر اسلم وغیرہ کا بیان قلم بند کئے جانے کے بارے میں بھی بتایا اس لئے میں نے انہیں اپنے گھر بلایا۔ ان کے ٹیلی فون نمبر پہلے سے میرے پاس تھے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ سازش کے تحت سب پہلے سے وہاں موجود تھے۔

پولیس نے مجھے بتایا کہ ملزم یوسف کے خلاف خود کو ''رسول اللہ'' کہلوانے پر مقدمہ درج کیا گیا۔ اس ضمن میں ہمارے بیانات قلم بند کرنا ہیں۔ میں مقدمے کے گواہ استغاثہ ساجد منیر ڈار کو جانتا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ اس نے میرا نام پولیس کو دیا

میں نے پولیس سے یہ نہیں پوچھا کہ اتنے گواہ کہاں سے حاصل کئے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے ملزم یوسف کی اہلیہ طیبہ یوسف علی سے 2 فروری 1997 کو کراچی سے لاہور ٹیلی فون پر بات کی۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے نہ صرف ملزم یوسف علی کی اہلیہ سے ٹیلی فون پر بات کی بلکہ دو مرتبہ ملزم یوسف علی کی بیٹی سے بھی بات کرنے کی کوشش کی۔ یہ غلط ہے کہ کوئی روحانی طاقت تھی جس نے میرے عزائم ناکام بنائے۔ یہ درست ہے کہ مقدمے کا گواہ استغاثہ نعمان علی میرا داماد ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ اسلم شیخ میرے داماد کے والد ہیں میں 1992 میں اپنے مرشد کا مرید ہوا۔ میرا داماد بھی بریگیڈیئر اسلم کا مرید ہے' یہ غلط ہے کہ دسمبر 1995 میں بریگیڈیئر محمد اسلم نے مجھے بتایا کہ ملزم یوسف نے خود کو ''انا محمد'' کہا تھا پھر خود کہا میں نے فی الحقیقت اپریل 1996 میں بریگیڈیئر محمد اسلم کو ملزم یوسف کے ایسے دعوے کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد ہم نے تبادلہ خیالات کیا اور انہوں نے بتایا کہ یہ پہلے بھی ان کے علم میں ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے فراڈ کیا جارہا ہو۔ میرے علاوہ ملزم یوسف نے یوسف صدیقی' کموڈور بریگیڈیئر اسلم' نعمان الٰہی' سہیل ضیا' ساجد منیر ڈار اور کیپٹن ارشد وغیرہ کی موجودگی میں بھی خود کو ''رسول اللہ'' کہا۔

میں اپریل 1996 میں فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے گیا' جب واپس آیا تو جولائی تا ستمبر لوگوں نے مجھ سے رابطہ کر کے پوچھا کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔ کیونکہ ملزم یوسف کی جانب سے اپنے ''رسول اللہ'' ہونے کے اعلان کا سانحہ انہیں بھی پیش آیا تھا۔ اس کے بعد ملزم یوسف کے دعوے کے بارے میں اخبارات میں بھی چھپنا شروع ہو گیا۔ بعض اخباری رپورٹروں نے بھی مجھ سے رابطہ کیا میں نے یہ نہیں کہا کہ میں گواہ استغاثہ ساجد منیر ڈار کو نہیں جانتا' سہیل ضیاء اور ساجد منیر لاہور کے رہائشی ہیں۔ اخبارات میں معاملے کی اشاعت کے بعد میں ان سے ملتا رہا ہوں۔ میں نے ملزم یوسف کی طرف سے مارچ اور اپریل 1997 کے درمیان اس کے ''رسول اللہ'' ہونے کا دعویٰ

بھی اخبارات میں پڑھا۔ میں نے ملزم یوسف کی جانب سے روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہونے کی تردید بھی پڑھی۔ یہ درست ہے کہ میں نے روزنامہ نوائے وقت کا اخباری تراشہ ایگزیبٹ ڈی سی پڑھا ہے۔ جنوری 1994 میں جب ملزم یوسف سے میری پہلی ملاقات ہوئی پھر کہا 1994 کے شروع میں۔ تو اس نے کہا تھا کہ حضرت محمدؐ اس محفل میں موجود ہیں اگر کسی میں دیکھنے کی طاقت ہے تو دیکھ سکتا ہے' سونگھ سکتا ہے اور شناخت کر سکتا ہے۔ مجھے ملزم یوسف کی یہ بات پسند نہیں آئی اس کے بعد میں ملزم یوسف سے لاہور اور کراچی میں ستمبر 1993 سے قبل 15 یا 16 بار ملا ہوں۔ ملزم یوسف نے ان نشستوں میں بھی نہایت قابل اعتراض باتیں کیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا بالواسطہ انداز میں چونکہ یہ سب کچھ ضروری تھا اس لئے میں نے یہ ساری باتیں پولیس کو اپنے بیان میں نہیں بتائیں۔ میں ان نشستوں میں قرآن سیکھنے کیلئے شریک ہوتا تھا' قرآن فہمی تو نہیں ہوئی لیکن ملزم یوسف نے انتہائی قابل اعتراض جملے ادا کئے ۔ گواہ استغاثہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا جاتا ہے۔

24-4-2000 گواہ استغاثہ نمبر 2 محمد اکرم رانا حلفاً بیان کیا۔

جرح فاضل وکیل صفائی:

میں نہیں جانتا کہ آیا مقدمے کے اندراج کے بارے میں اخبار میں دوسرے دن چھپا تھا۔ مجھے دو تین دن کے اندر ملزم کی گرفتاری کے بارے میں معلوم ہوا جب پولیس نے مجھے طلب کیا میں نے پولیس کے روبرو بیان دیا اگر پولیس میرا بیان قلم بند نہ کرنا چاہتی تو بھی میں اپنا بیان قلم بند کرانے پر اصرار کرتا یا میں نے عدالت میں اس پر احتجاج کیا ہوتا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے اپنا بیان بعد میں قلم بند کروایا۔ چونکہ میں بھی چاہتا تھا کہ عینی گواہوں کے بیانات میری نگرانی میں پہلے قلم بند ہونا چاہئیں۔ پھر کہا ہر شخص بیان قلم بند کرانے کو تیار تھا۔ پہلے اخبارات اور تکبیر کو اپنے بیان کے بارے میں انٹرویو دیا تھا جو 22 اپریل 1997 کو شائع ہوا۔ پھر کہا ایسا اخبارات کی

طرف سے مجھ سے رابطہ کرنے پر کیا گیا۔

یہ درست ہے کہ ایک عالم دین جو قرآن کا مکمل علم رکھتا ہو قرآن حکیم پڑھا سکتا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ملزم عالم دین ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا میرے خیال میں ملزم نے جعل سازی سے کام لیا۔ ستمبر 1995 سے قبل کی محفل میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں تھی ورنہ کوئی ایسی محفل میں نہ جاتا۔ ستمبر 1995 سے قبل تمام محفلوں کا انتظام لاہور یا کراچی میں کیا گیا' چار پانچ محفلیں عبدالواحد کے گھر پر منعقد ہوئیں۔ یہ درست نہیں کہ میں عبدالواحد کے گھر نہیں گیا میں کراچی میں عبدالواحد کے گھر کا محل وقوع بتا سکتا ہوں۔ میں عمومی فہم وفراست والا آدمی ہوں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ معقول سمجھ اور شعور والا ہوں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں ملزم کی سوچ نہیں سمجھ سکا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ جب چند نشستوں میں ملزم بے نقاب ہو گیا تو میں جان گیا کہ وہ کیا ہے؟ میں نہیں جانتا کہ ملزم یوسف علی چوک یتیم خانہ لاہور کی جامع مسجد بیت الرضا میں ہر جمعہ خطبہ دیتا تھا۔ پھر کہا ایک مرتبہ میں ملزم یوسف کے ساتھ مسجد گیا تھا' ملزم مجھے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ ستمبر 1995 سے نومبر 1995 کے دوران میری ملزم یوسف سے دو ملاقاتیں ہوئیں۔ چونکہ مجھ سے ان دو ملاقاتوں کے بارے میں نہیں پوچھا گیا میں نے صرف ان ملاقاتوں کے بارے میں انکشاف کیا جن کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ میں ستمبر اور نومبر 1995 کے درمیان ہونیوالی دو محفلوں کے بارے میں نہیں بتا سکا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ محفلیں کہاں ہوئی تھیں یہ لاہور اور کراچی میں ہو سکتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ ملزم نے ان ملاقاتوں میں قابل اعتراض' قابل قبول یا نا قابل اعتراض باتیں کی تھیں جو اردو میں یوں ہیں۔

''اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کیلئے اور اس شخصیت میں دوسری شخصیت کا عکس ثابت کرنے کیلئے انسان ہونے کی وضاحت کرینگے انسان کو انسان کامل کا پرتو ہونے کا شائبہ دینگے۔ انسان کو عبد بتاتے ہیں اور عباد بتاتے ہیں پھر عباد میں سے یکتا عباد بناتے

ہیں اور پھر یکتا محبوب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ کے' پھر اسی کی تشبیہ کیلئے امام وقت اور مرد کامل فرد وحید' محبوب الوحید اور محبوب حقیقی بنتے ہیں۔ امام وقت کے علاوہ قرآن کی تفسیر کوئی نہیں جان سکتا۔ قرآن کی اعلیٰ ترین تفسیریں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت علی کرم اللہ وجہہ' اصحاب کرام' آئمہ اہل بیت اور جاری و ساری امام وقت ہیں۔ یہ قرآن ناطق بھی ہیں۔ اعلیٰ ترین تفسیریں بھی ہیں اور زندہ قرآن بھی۔

قرآن کی تلاوت دراصل اپنے آپ کی تلاوت ہے

اور کسی کو یہ تلاوت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ان کو دیکھ نہ لے جن کا یہ بیان ہے جن کا یہ کلام ہے۔ جب کسی کو چہرہ رسول نصیب ہو جائے گا ان کو قرآن عطا ہو جائیگا۔ امام وقت درحقیقت مرد کامل کا دوسرا نام ہے ہمیں (اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) خلوت خاص میں یہ پیغام ملا کہ ہم متقین کے امام بننے کی دعا کریں یا ہمیں یہ سلیقہ سکھایا گیا کہ ہم متقین کے امام بننے کی دعا کریں۔ امام وقت کوئی نئی بات نہیں ہے۔ حضرت آدم پہلے امام وقت' مرد کامل آغاز وقت سے ہیں اور یہ آج بھی جاری اور ساری حقیقت ہے۔

امام وقت اس خوش نصیب ترین لباس کا ٹائٹل ہے جسے اللہ تعالیٰ کبریائی کے اظہار اور مصطفائی کا شاہکار بنا کر اپنا محبوب بنالیں

ہمیں یہ بشارت ہوئی ہے کہ بہت جلد مسلمانوں کی عظمت بحال ہونیوالی ہے۔ وہ وقت آنیوالا ہے جب پاکستان کی ہاں یا نہ میں دنیائے وقت کے فیصلے ہوا کرینگے۔ خوش قسمت لوگ اس کا وسیلہ بنیں گے اور رکاوٹ بننے والے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ حقیقی امامت تو ہمیں حاصل ہے۔ ظاہری سربراہی کی ہم انسانوں کو ضرورت ہے۔ آپ میں سے کون ہے جو عملاً ثابت کر سکے کہ اسے محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ پیارے ہیں کیا ماں باپ اپنے بچوں کو بچے اپنے ماں باپ کو'

بیوی شوہر کو اور مالدار اپنے مال کو قربان کرنے کیلئے تیار ہے۔ جو انسان ان سب چیزوں کو قربان کردے گا وہ کامل نیکی کی معراج حاصل کرے گا۔ کیا آپ محبوب حقیقی کو ملنا چاہتے ہیں وہ آپ سے ضرور ملیں گے۔

کیا آپ کو محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت خاص نصیب ہوئی' اس کے بغیر پیار اور اس کا اظہار کیسے ہوگا۔ محبوب حقیقی کے ساتھ پیار کیا ہے؟ محبوب حقیقی کے ساتھ پیار اپنی ذات کے ساتھ پیار نہیں جو پیار محبوب حقیقی کی مرضی سے نہ ہوگا وہ پیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے کہ مرشد کے ساتھ وابستگی ہو تو وارفتگی بھی ہو۔ ''اپنی مرضی ختم مرشد کی مرضی شروع'' جس نے مرشد کے ساتھ وابستگی حاصل کی اور وارفتگی نہ دکھائی وہ کامیاب نہیں ہوگا کیا آپ محبوب حقیقی کے ساتھ وابستہ ہونا چاہتے ہیں 'کیا آپ ماں باپ' بیوی' بچے' مال و دولت اس پر قربان کرنا چاہتے ہیں' اس مرحلہ پر عملی مظاہرہ بھی ہوتا تھا اور

محفل میں سے کوئی اٹھتا گاڑی کی چابیاں پیش کر دیتا اور کئی بیگمات بھی پیش کر دیتے تھے۔

کہ یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیزیں اللہ ہی کو دینے سے گریز کر رہے ہو اگر یہ چیزیں تم سے چھین لی جائیں اور اگر تمہارے بیوی بچے مر جائیں تو کیا کرلو گے اس سے پہلے کہ خود انتقال کر جاؤ' محبوب حقیقی کیلئے اپنا سب کچھ چھوڑ کے محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت خاص کا مزہ اٹھائیں۔ کیا ان سب چیزوں کو آپ قربان کرنے کیلئے تیار ہیں۔ دھن من لٹانے کو تیار ہیں تو ہجرت کر آئیں' پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں۔ کسی قسم کے پچھتاوے میں مبتلا نہ ہوں۔ ابھی ایک پل میں محبوب حقیقی آپ سے ملنے کو تیار ہے جن صاحبان نصیب کو دیدار رسولؐ نصیب ہو چکا اتفاقاً فی سبیل اللہ اپنی آمدنی کا پانچواں حصہ ان کیلئے مقرر کر دیں باقی صاحبان اپنے پاس جمع کر رکھیں اور جب صحبت رسولؐ نصیب

ہو جائے ان کو یہ تحفہ پیش کر دیں۔"

گواہ کو آج دو بجے دن کا پابند کیا جاتا ہے

24-4-2000 بیان گواہ استغاثہ نمبر 2 محمد اکرم رانا حلفاً بیان کرتا ہے۔

جرح وکیل صفائی سلیم عبدالرحمان:

یہ کہنا درست نہیں کہ چابیاں اور بیویاں پیش کرنے کے علاوہ ملزم یوسف کی باقی تقریر قابل اعتراض نہیں تھی۔ ملزم یوسف کی پوری تقریر قابل اعتراض تھی۔ خود کہا یہ سب دھوکہ تھا' چابیاں اور بیویاں پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ملزم یوسف سامعین کو اس طریقے سے تیار کر رہا تھا کہ وہ اپنی کاروں کی چابیاں اور بیویاں اس کے حوالے کرنے پر تیار ہو جائیں بالفرض دیگر اپنی ہر چیز سے دستبردار ہو جائیں۔ ایک شخص محمد عارف نے میری موجودگی میں اپنی بیوی پیش کی۔ اس کی بیوی اس وقت موقع پر موجود تھی۔ میں اس کی بیوی کا نام نہیں جانتا۔ عارف گلشن اقبال کراچی کا رہائشی ہے۔ سہیل ضیا اور یوسف صدیقی نے اپنی کاروں کی چابیاں پیش کیں۔

جب عارف نے اپنی بیوی ملزم یوسف کے سامنے پیش کی تو ملزم یوسف نے کہا "میں تمہارا تحفہ قبول کرتا ہوں"

گواہ نے پھر کہا لاہور میں ایک شخص محمد رضا نے بھی ایسا ہی عمل کیا' میں اس کا ایڈریس نہیں جانتا۔ محمد رضا کی بیوی کا نام بھی نہیں جانتا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے سوچ سمجھ کر ایک گندی کہانی گھڑی ہے' میں نے یہ حقائق آج عدالت کے سامنے بیان کئے ہیں کیونکہ بحث کی بنا پر یہ بیان کرنا پڑے ہیں۔ میں نے یہ حقائق قبل ازیں کسی جگہ بیان نہیں کئے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اوپر بیان کردہ نام فرضی ہیں۔ پھر کہا دونوں افراد دستیاب ہیں میرے پاس ان کے ایڈریس نہیں' ان کی بیویاں میرے علاوہ چالیس پچاس افراد کی موجودگی میں موجود تھیں۔ یہ پیشکشیں بریگیڈیئر اسلم' یوسف صدیقی' محمد علی ابوبکر' کیپٹن ارشد' نعمان الٰہی اور اسلم شیخ کی موجودگی میں کی گئیں۔

سوائے اسلم شیخ کے باقی تمام افراد اس مقدمے میں استغاثے کے گواہ ہیں۔ میری ملزم یوسف سے ملاقات اپریل 1996 میں بھی ہوئی۔ یہ ملاقات کراچی میں ہوئی۔ میں عدالت عالیہ کی تمام کارروائی کے موقع پر موجود تھا۔ یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ میں ہونیوالی کارروائی میں بھی میں موجود ہوتا تھا۔ یہ درست ہے کہ میں مقدمے کی کارروائی میں دلچسپی لیتا رہا ہوں کیونکہ اس سے زیادہ دلچسپ اور کوئی مقدمہ نہیں ہوسکتا۔ میں نے مولانا عبدالستار خان نیازی کا نام سنا ہے پھر خود کہا کہ مولانا عبدالستار نیازی وہ شخص ہے جو 1953 میں تحریک ختم نبوت کے دوران چھپکر مسجد وزیر خان سے باہر آیا تھا۔ میں نے مولانا عبدالستار خان نیازی کی جانب سے شائع کرائی جانیوالی تردید پڑھی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ملزم نے کوئی جرم نہیں کیا پھر خود کہا کہ دوسرے دن مولانا عبدالستار نیازی کا وضاحتی بیان اخبار میں شائع ہوا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ کسی نے ان سے غلط بیانی کی تھی جس کی بنا پر وہ گمراہ ہوگئے تھے۔ غالباً روزنامہ ''خبریں'' میں یہ تردید شائع ہوئی۔ یہ درست ہے کہ میں نے روزنامہ نوائے وقت میں 9-7-1997 کو شائع ہونیوالی خبر کا اخباری تراشہ ایگزیبٹ ڈی ای پڑھا ہے۔ خود کہا کہ تردیدی ایگزیبٹ پی اے 10-7-1997 کو روزنامہ ''خبریں'' میں شائع ہوئی تھی۔

اس کے بعد مولانا غلام سرور قادری نے روزنامہ ''خبریں'' میں ایک اور تردید 12-07-1997 ایگزیبٹ کی بھی شائع کرائی۔ میں نہیں کہہ سکتا کوئی تردید جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ ''خبریں'' کے علاوہ کسی دوسرے اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ یہ غلط ہے کہ میرے خاندان کے لوگ (شیزوفینوریا) کے مرض میں مبتلا ہیں پھر خود کہا صرف میرا ایک بیٹا ذہنی مریض ہے یہ غلط ہے کہ میرے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس شخص کو جو خود کو پیغمبر کہلوانے کا دعویدار ہو اسے پاگل سمجھا جانا چاہیے اس کے بارے میں مشورہ کیا جانا چاہیے کہ اسے قتل کردیا

جائے یا اس کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کرایا جائے۔ پھر خود کہا میں نے قانونی راستہ اختیار کیا میں قانونی طریق کار میں ملزم کے خلاف گواہ بن گیا اگر یہ مقدمہ درج نہ ہوا ہوتا اور یہ مقدمہ 1999ء میں درج ہوتا تو میں اتنا لمبا انتظار نہ کر پاتا یہ کہنا درست نہیں کہ میں اس مقدمے میں دشمنی کی بنا پر گواہ بنا یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے اپریل 1996ء میں بڑے جرم کا اعتراف کیا اگر کوئی شخص میری موجودگی میں ''نعوذ باللہ'' قرآن مقدس زمین پر پھینک کر اس کی بے حرمتی کرتا ہے تو مجھے لازمی طور پر قرآن مقدس کو اٹھا کر چومنا چاہیے اور استغفر اللہ کہنا چاہیے۔ مزید برآں میں لازمی طور پر اس شخص کے لئے غلیظ آدمی کا لفظ استعمال کروں گا اور کہوں گا تم نے کیا کیا؟ اگر کوئی شخص اپنے پیغمبر اسلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو میں اس شخص کو تھانے لے جاؤں گا یہ درست ہے کہ جب ملزم یوسف نے اپنے پیغمبر اسلام ہونے کا دعویٰ کیا میں اسے تھانے نہیں لے گیا پھر خود کہا کہ تنہا میرا ملزم یوسف کے خلاف اس کے پیغمبر ہونے کے دعوے کا گواہ ہونا کافی نہیں۔

ملزم یوسف کی پیغمبری کے دعوے پر میں نے علماء کرام سے جن میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا اکرم، مولانا ریاض حسین اور عبیداللہ سے فتویٰ حاصل کیا یہ فتوے زبانی تھے پھر کہا مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے تحریری فتویٰ دیا تھا میں نے یہ فتوے جولائی تا دسمبر 1996ء کے دوران یا اس سے آگے مارچ 1997ء تک حاصل کیے ان تمام علماء کا تعلق اہلسنت والجماعت کے مکتبہ فکر سے ہے یہ فتوے میں نے اپنے خیالات کی تائید و توسیع کے لیے حاصل کیے اس لیے بھی کہ دوسری رائے حاصل کی جا سکے یہ کہنا غلط ہے کہ میں اپنے مرشد بریگیڈیئر اسلم کی ہدایت پر بطور گواہ پیش ہوا ہوں۔ یہ درست ہے کہ جدید دور میں تبدیلی ہوئی ہے یہ درست نہیں کہ میں نے دشمنی کی بنا پر غلط بیانی کی ہے۔

گواہ استغاثہ نمبر 3 محمد اسماعیل شجاع

آبادی مدعی مقدمہ

بیان محمد اسماعیل شجاع آبادی ولد عبدالخالق ذات جٹ وریا پیشہ دکانداری ساکن مسلم ٹاؤن -5 حسین سٹریٹ لاہور حلفاً بیان کرتا ہوں۔ میں مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور برانچ کا سیکرٹری ہوں ملزم یوسف علی جو ڈیفنس لاہور کا رہائشی ہے نے اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا اس نے اپنے حضرت محمد پیغمبر اسلام ہونے کے تسلسل اور ان کے ساتھ مشابہت کا بھی دعویٰ کیا اس دور کے اپنے محمد الرسول اللہ ہونے کا بھی دعویٰ کیا اس نے اپنے اہل خاندان کو اہل بیت اور اپنے معتقدین کو اصحاب رسول کہا جس پر مسلمانوں میں اشتعال پھیل گیا کیونکہ ان کے جذبات مجروح ہوئے تھے ملزم نے عورتوں کے ساتھ زنا کے ارتکاب کی کوشش کی اس نے اپنے معتقدین سے لاکھوں روپے وصول کیے اس نے پیغمبر اسلام کی توہین کی اس نے اپنے مذکورہ خیالات کا اظہار 28-2-1997 کو چوک یتیم خانہ لاہور میں بیت الرضا میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے کیا۔ ایس ایس پی لاہور کو میری طرف سے دی جانیوالی درخواست ایگزیبٹ پی سی پر یہ مقدمہ درج کیا گیا مقدمے کے اندراج کے بعد میں نے پولیس کے روبرو ایک سمعی (آڈیو) اور ایک بصری (وڈیو) کیسٹ پیش کیا۔

نوٹ: اس مرحلے پر سربمہر پارسل کھولا گیا آڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 2 اور وڈیو کیسٹ پی 2(2-1) عدالت میں موجود ہیں جو میں نے پولیس کو پیش کیے تھے میں نے ملزم یوسف کی ڈائری کے 22 صفحات بھی جن کا ایگزیبٹ پی 3(22-1) ہے پیش کیے مذکورہ اشیاء بذریعہ فرد مقبوضگی میمو ایگزیبٹ پی ڈی جن کی میں نے تصدیق کی قبضہ میں لی گئیں۔ اس مرحلے پر فاضل وکیل صفائی نے بعض اعتراضات کیے جو درج ذیل ہیں۔

(i)۔ قانون شہادت آرڈر کے آرٹیکل 164 کے تحت یہ لازم ہے کہ کسی قسم کی ایسی شہادت پیش کرنے سے قبل سماعت کرنے والی عدالت سے اجازت حاصل کی

جائے جو میکانکی آلات یا کسی دوسرے طریقے سے حاصل کی گئی ہو۔

(ii)۔ چونکہ استغاثے نے ایسی شہادت پیش کرنیکی کوئی درخواست نہیں کی اور نہ ہی عدالت نے یہ شہادت پیش کرنے کی اجازت دی ہے اس لیے قانون شہادت کے حکم کے آرٹیکل **164** کی پیشگی شرائط اور تقاضے پورے کیے بغیر ایسی شہادت پیش نہیں کی جاسکتی۔

(iii)۔ مزید براں اعتراض نمبر **1** کو برقرار رکھتے ہوئے استغاثے نے ملزم کو آڈیو ویڈیو کیسٹوں اور مبینہ طور پر ملزم یوسف کی تحریر کردہ ڈائری کی نقول پیش نہیں کیں۔

(iv)۔ چونکہ ڈائری کی فوٹو کاپیاں اصل کی غیر موجودگی میں پیش کی جارہی ہیں اس لیے انہیں شہادت کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

اس مرحلے پر فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی کا موقف ہے کہ عدالت میں ایگزیبٹ پی **1** **(2-1)** کی صورت میں جو ویڈیو کیسٹ دی گئی ہے وہ فی الحقیقت دو آزاد (انڈیپنڈنٹ) ویڈیو کیسٹیں ہیں جن میں سے ایک مستغیث نے پولیس کو پیش کی جبکہ دوسری کیسٹ گواہ استغاثہ اطہر اقبال نے پولیس کو پیش کی اس لیے اطہر اقبال کی پیش کردہ ویڈیو کیسٹ کو مستغیث کے بیان سے خارج کیا گیا کیونکہ گواہ استغاثہ اطہر اقبال کی پیش کردہ ویڈیو کیسٹ کی فرد مقبوضگی الگ سے تیار کی گئی ہے اس مرحلے پر پارسل دوبارہ سربمہر کردیا گیا۔ گواہ استغاثہ کو آئندہ تاریخ کے لیے پابند کیا جاتا ہے۔

28-4-2000 گواہ استغاثہ نمبر **3** محمد اسماعیل شجاع آبادی حلفاً بیان کرتا ہے:

کہ میں نے ایک آڈیو کیسٹ ایک ویڈیو کیسٹ اور ملزم کی ڈائری کے صفحات کی **22** فوٹو سٹیٹ پیش کیں۔ آڈیو کیسٹ کا ایگزیبٹ پی **1** ہے جبکہ ویڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی **2** میں غلطی سے دو ویڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی **2** **(2-1)** کہہ گیا۔ فی الحقیقت میں نے ایک ویڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی **2** ' ایک درخواست ' ایگزیبٹ پی سی

ڈائری کے ایک صفحہ کی فوٹو کاپی پیش کی تھی ایگزیبٹ پی 4 بھی میری پیش کردہ تھی۔
اس مرحلے پر فاضل وکیل صفائی نے اعتراض کیا کیونکہ دستاویز ایگزیبٹ پی 4 ایک فوٹوسٹیٹ ہے اس لیے بطور شہادت قابل تسلیم نہیں ہے اس اعتراض کا حتمی دلائل کے موقع پر جائزہ لیا جائے گا۔

جرح وکیل صفائی مسٹر سلیم عبدالرحمٰن:

میں نے اس مقدمہ کی ایف آئی آر پڑھی ہے میں نے اپنے بیان میں ایگزیبٹ پی سی کا رسمی ایف آئی آر پی سی 1 سے موازنہ نہیں کیا چونکہ میں نے ایگزیبٹ کا رسمی ایف آئی آر پی سی سے موازنہ نہیں کیا اس لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا رسمی ایف آئی آر میری شکایت ایگزیبٹ پی سی کے مطابق ہے۔ یہاں ایگزیبٹ پی سی 1 کی حد تک یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے کبھی میری موجودگی میں پیغمبر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا یہ درست ہے کہ ایگزیبٹ پی سی میں جو الزامات عائد کیے گئے ہیں وہ میری موجودگی میں نہیں لگائے گئے۔ مجھے اس کا کچھ علم نہیں یہ درست ہے کہ شریعت اور ملکی قانون کے مطابق غلط الزام بہتان ہے۔ بہتان سے مراد ایسے الزامات ہیں جن کا کوئی وجود نہ ہو یہ درست ہے کہ میں کبھی ملزم یوسف سے نہیں ملا یہ درست ہے کہ میں نے ملزم یوسف کو اپنی درخواست ایگریبٹ پی سی میں دغاباز لکھا ہے۔ میں گواہ استغاثہ بریگیڈیئر اسلم سے پہلی مرتبہ جون یا جولائی 1997ء میں ملا۔ گواہ استغاثہ رانا اکرم سے پہلی بار میری ملاقات اپریل 1997ء میں ہوئی۔ اس کا انتظام اپریل 1997ء کے پہلے ہفتے میں کیا گیا یہ درست ہے کہ از روئے شریعت کسی شخص کو اس وقت تک بے گناہ تصور کیا جائے گا جب تک کہ اس پر الزام ثابت نہ ہو جائے۔ میں نے کسی جگہ یہ نہیں پڑھا کسی کے خلاف غلط الزام لگانے والے کو مردود قرار دیا گیا ہو۔

(مسلمان کی تعریف)

قرآن حکیم کی سورۃ بقرہ میں مسلمان کی جو تعریف کی گئی ہے وہ وہی ہے جو ہمارے

آئین میں ہے میں اردو میں بھی لفظ مسلمان کی تعریف کر سکتا ہوں کہ اسے کلمہ طیبہ پر یقین ہونا چاہیے یہ درست ہے کہ میں نے اور دوسروں نے حکومت پاکستان سے ملزم کو پھانسی پر لٹکائے جانے کا مطالبہ کیا تھا میرے اپنے خیال کے مطابق ملزم یوسف کے خلاف الزامات ثابت ہو چکے ہیں۔ میں نے آج تک ملزم یوسف کو (براہ راست) نہیں سنا۔ خود کہا کہ میں نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کے ذریعے سے سنا ہے میں نے اپنے بیان میں دھوکے باز مکار اور دغا باز کے الفاظ استعمال کیے ہیں ملزم یوسف نے اخبار میں ایک تردیدی بیان شائع کرایا ہے یہ قابل محسوس نہیں۔ یہ درست ہے کہ ایگز یبٹ ڈی سی یوسف کا وہی تردیدی بیان ہے پھر خود کہا جو شخص خود کو غلط طور پر پیغمبر کہلواتا ہے وہ عوام الناس میں اپنے دعوے کی تردید کرتا ہے لیکن اپنے پیروکاروں میں اس کا دعویٰ برقرار رہتا ہے اسلام کی تاریخ میں ایسا کوئی واقع نہیں ہوا کہ کسی ملا نے کسی ولی اللہ کے خلاف اس نوع کا الزام عائد کیا ہو۔

استغاثے کے گواہوں محمد ممتاز اعوان اور میاں محمد اویس نے مجھے آڈیو کیسٹس مہیا کیں یہ آڈیو کیسٹ مجھے مارچ 1997ء کے وسط میں گواہوں نے یہ کہہ کر دیں کہ یہ ملزم یوسف کی طرف سے دیئے گئے خطبے سے متعلق ہیں۔ یہ خطبہ جمعہ 28-2-1997 کو دیا گیا۔ میں ان گواہوں کو پہلے سے جانتا ہوں دونوں کیسٹیں بھی مجھے مذکورہ گواہوں نے مہیا کیں۔ ویڈیو کیسٹ بھی مجھے مارچ 1997ء کے وسط میں دی گئیں۔ ویڈیو کیسٹ میں تقریر کی تاریخ مجھے معلوم نہیں میں نے آڈیو کیسٹ سنی اور ویڈیو کیسٹ دیکھی میں نے بعض نکات نوٹ کیے میں نے ایک دوسرے شخص کا وی سی آر اور ٹیلیویژن حاصل کیا میں نے آڈیو کیسٹ تنہا سنا لیکن میں نے ویڈیو کیسٹ اپنی جماعت سے تعلق رکھنے والے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ دیکھی انکے نام قاری محمد رمضان، مولانا عزیز الرحمٰن، قاری محمد علی ہیں۔ ممتاز اعوان اور میاں محمد اویس نے مجھے ویڈیو کیسٹوں کی نمائش کے موقع پر بتایا کہ ویڈیو ملزم یوسف کی ہیں۔ انہوں نے مجھے

بتایا تقریر کے وقت وہ موقع پر موجود تھے لیکن وڈیو کیسٹ انھوں نے تیار نہیں کی۔ میں نے یہ نہیں پوچھا کہ وڈیو کیسٹ کس نے تیار کیں میں یہ نہیں جانتا کہ آیا وڈیو کیسٹ کسی پولیس افسر یا کسی دوسرے ایجنسی کے افسر نے تیار کیں۔ جہاں تک آڈیو کیسٹ کا تعلق ہے ممتاز اعوان اور میاں محمد اویس نے مجھے بتایا کہ آڈیو کیسٹوں میں آواز ملزم یوسف کی ہے۔ یہ درست ہے کہ میں نے آڈیو کیسٹ اور وڈیو کیسٹ ایگز یبٹ پی سی کے ساتھ پیش کیں۔ خود کہا آڈیو اور وڈیو کیسٹ میں نے ایس ایس پی کو پیش کیے تھے۔ میں نے آڈیو اور وڈیو کیسٹ تفتیشی افسر کو 29-3-1997 کو پیش کیے تھے۔ یہ درست ہے کہ آڈیو اور وڈیو کیسٹ 29-3-97 تک میری تحویل میں رہے میں نے آڈیو کیسٹ سننے اور وڈیو کیسٹ دیکھنے کے بعد ملزم یوسف علی کا موقف معلوم نہیں کیا پھر خود کہا کہ اس کا موقف واضح ہے آڈیو اور وڈیو کیسٹ سننے اور دیکھنے کے بعد بہت سے افراد نے ملزم یوسف سے اس کی رائے اور خیالات دریافت کیے تھے اور اس نے اسی رائے اور خیالات کا اظہار کیا جیسا کہ آڈیو اور وڈیو کیسٹوں میں کہا گیا ہے۔ اس لیے میں نے اس کا موقف جاننے کو ترجیح نہیں دی

میاں عبدالغفار کا بیان روزنامہ ''خبریں'' میں شائع ہوا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ملزم یوسف سے وضاحت کے لیے رابطہ کیا تھا میں نے میاں عبدالغفار سے اس نکتے پر بات کی اور اخبار میں بھی یہی پڑھا ہے۔ میاں غفار عالم دین نہیں خود کہا وہ صحافی ہیں اور ملزم یوسف سے وضاحت حاصل کرنے کے بعد مزید وضاحت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ گواہ کو آئندہ تاریخ کے لیے پابند کیا جاتا ہے۔

28-4-2000 کو ایک عدالتی گواہ کا بیان بھی قلم بند کیا گیا ہے جو لفظ لفظ درج ذیل ہے:

عدالتی گواہ نمبر 1۔

بیان خوشی محمد سب انسپکٹر پولیس لائن حلفاً بیان کرتا ہوں میں نے اس عدالت کے حکم کی

تعمیل میں آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کی مثنیٰ کاپی وصول کی اور یہ مثنیٰ کاپی اور اصل آج عدالت میں پیش کر دیئے ہیں مثنیٰ مکمل طور پر آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کی اصل کے مطابق ہے۔

8-5-2000 گواہ استغاثہ نمبر **3** محمد اسماعیل شجاع آبادی: حلفاً بیان کیا

یہ درست ہے کہ آڈیو کیسٹ کی سماعت کے دوران میں عدالت میں موجود تھا آڈیو کیسٹ کی کاپی تفتیشی افسر نے عدالت کے حکم پر فراہم کی تھی میں نے آڈیو کیسٹ کی ایک نقل پولیس کو اصل کیسٹ پیش کرنے سے قبل ذاتی استعمال کے لیئے تیار کرائی تھی۔ کوئی دوسری کاپی تیار نہیں کرائی گئی تھی۔ ممتاز اور اویس نے مجھے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ مہیا کیے تھے انہوں نے بتایا تھا کہ وہ اسے بیت الرضا مسجد سے لائے ہیں۔ آڈیو کیسٹ مورخہ **28-2-2000** کے خطبہ جمعہ سے متعلق چونکہ میں موقع پر موجود نہیں تھا اس لیے میں نے پولیس کو جو ویڈیو کیسٹ پیش کی تھیں میں ان سے متعلق تاریخیں نہیں جانتا ممکن ہے ویڈیو کیسٹ ایک سال یا ڈیڑھ سال پرانی ہوں پولیس نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کا ٹرانسکرپٹ بھی تیار کیا تھا میں نے وہ ٹرانسکرپٹ پڑھے ہیں میں نے ٹرانسکرپٹ کی نقل پولیس سے حاصل کی مجھے وہ تاریخیں یاد نہیں جن پر میں نے پولیس سے ٹرانسکرپٹ حاصل کیے۔ یہ درست ہے کہ آڈیو کیسٹ سننے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ربیع الاول کے مہینے کے کسی خطبے سے ہے۔ میں اسلامی کیلنڈر کے مہینوں کے نام بتا سکتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ شوال کے مہینے سے پہلے آتا ہے میں نہیں جانتا کہ **28-2-1997** کو **19** شوال **1417**ھ تھی۔ خود کہا ویڈیو کیسٹ میں ایک خطبہ ربیع الاول کا ہے یہ درست ہے کہ ملزم کی تقریر کے موقع پر بہت سے لوگ جو وہاں بیٹھے تھے اللہ اکبر اور نعرہ رسالت لگا رہے تھے۔ ویڈیو کیسٹ میں یا آڈیو کیسٹ میں یا ٹرانسکرپٹ میں یا اخبار میں ملزم کی تقریر سن کر مجھ سمیت مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ یہ غلط ہے کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ دکھا کر میں نے ملزم یوسف کے خلاف عوام الناس کے جذبات بھڑکائے

مجھے ملزم یوسف کے پیروکاروں سے علم ہوا کہ ڈائری کے اوراق ملزم یوسف نے لکھے ہیں۔ ان میں رانا اکرم سہیل ضیا نعمان الٰہی اور ملزم یوسف کے دوسرے پیروکار شامل تھے سہیل ضیا پہلا آدمی تھا جس نے مجھے بتایا کہ ڈائری کے اوراق ملزم یوسف کے تحریر کردہ ہیں۔ سہیل ضیا سے ملاقات سے قبل میں نے جریدہ تکبیر (کراچی) پڑھا تھا۔ جس میں ڈائری کے صفحات کا عکس شائع ہوا تھا یہ درست ہے کہ مقدمے کے اندراج سے قبل ملزم کی مجھ سے کوئی خط وکتابت نہیں تھی۔

گواہ استغاثہ کو آج شام 2 بجے کا پابند کیا گیا۔

پی ڈبلیو 3 محمد اسماعیل شجاع آبادی حلفاً بیان کرتا ہے میں نے پولیس سے ٹرانسکرپٹ مانگا تھا کراچی میں ہماری مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر نے جریدہ تکبیر کے دفتر سے ڈائری کے صفحات حاصل کیے تھے۔ ڈائری کے یہ صفحات 23-3-1997 اور 29-3-1997 کے تکبیر جریدہ میں شائع ہوئے تھے۔ استغاثے میں استعمال کیے جانے والے فقرے کیسٹوں میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ شکایت میں پی سی کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد میں ہوں کوئی اور نہیں میں نے شکایت میں لفظ چشم دید استعمال کیا تھا۔

مجھے خواتین کی جانب سے کئی ٹیلی فون کالیں موصول ہوئیں حتیٰ کہ دو عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے بتایا کہ ملزم یوسف نے انکے ساتھ زنا کا ارتکاب کرنے کی کوشش کی ہے: محمد اسماعیل شجاع آبادی

ایگزیبٹ پی سی سے مراد وہ افراد ہیں جن سے ملزم یوسف تحائف' نذر اور نذرانے وصول کرتا تھا۔ ان میں سے ایک اکرم رانا ہے دوسرے سہیل ضیا اور اطہر اقبال وغیرہ ہیں۔ مجھے مذکورہ بالا حقائق کے بارے میں سہیل ضیا اور اطہر اقبال نے مقدمے کے اندراج سے قبل بتایا۔ ایسے ہی حقائق رانا اکرم میرے علم میں لائے۔

مقدمے کے اندراج سے قبل دو چشم دید گواہوں سہیل ضیا اور اطہر اقبال کے نام میرے علم میں تھے۔ میں نے اپنی شکایت کی ایگزیبٹ پی سی میں مختصر تفصیل مہیا کی۔ اپنی درخواست ایگزیبٹ پی سی میں میرے لیے حقائق کی تفصیل مہیا کرنا ضروری نہیں تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے دانستہ اپنی شکایت ایگزیبٹ پی سی میں عینی گواہوں کے ناموں کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ کسی کو بھی میں اس مقدمے میں عینی گواہ کی حیثیت سے متعارف کرا سکتا تھا۔ مجھے آڈیو ویڈیو کیسٹوں سے علم ہوا کہ ملزم یوسف اپنے اہل خانہ کو اہل بیت اور اپنے پیروکاروں کو صحابی کہتا ہے میں ٹرانسکرپٹ دیکھ کر ملزم کی طرف سے اپنے اہل وعیال اور پیروکاروں کے بارے میں استعمال کیے جانے والے الفاظ کے بارے میں بتا سکتا ہوں۔ مجھے آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کا وہ حصہ یاد نہیں جس میں ملزم یوسف نے اپنے کنبہ کے لیے اہل بیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ میں نے چند روز قبل عدالت میں آڈیو کیسٹ سنا اور ویڈیو کیسٹ دیکھا تھا ممکن ہے میری یادداشت کسی حد تک کم ہو۔ یہ درست ہے نہ ہی آڈیو کیسٹ اور نہ ہی ٹرانسکرپٹ میں کسی جگہ شادی شدہ یا غیر شادی شدہ عورتوں سے ملزم یوسف کے زنا کا کوئی حوالہ ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا مجھے خواتین کی جانب سے کئی ٹیلیفون کالیں موصول ہوئیں حتیٰ کہ دو عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے کہا کہ ملزم یوسف نے ان کے ساتھ زنا کے ارتکاب کی کوشش کی تھی۔ اپنا مستقبل بچانے کے لیے ان عورتوں نے مجھے اپنے نام نہیں بتائے۔ یہ درست نہیں کہ ملزم یوسف نے زنا کے ارتکاب کی کوئی کوشش نہیں کی میں نے خواتین کا موقف تسلیم کیا کیونکہ اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں تھی میں نے ٹیلیفون پر اور خواتین سے جو میرے پاس آئی تھیں ان کے دعوے سنے یہ غلط ہے کہ ملزم یوسف نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ میں "میرے صحابی" کا لفظ استعمال نہیں کیا پھر کہا ملزم یوسف نے آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں اپنی تقریروں میں کہا یہاں ایک سو صحابی موجود ہیں اس نے لفظ صحابی کی تعریف بھی بتائی ملزم یوسف نے بالواسطہ

طور پر اپنی تقریروں میں اپنے ہاتھ سے اپنی طرف اشارہ کر کے اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اس نے کہا ''واعلموا انّ فیکم رسول اللہ'' ملزم نے یہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے اپنی طرف اشارہ کیا ملزم یوسف نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ وہ پیغمبر اسلام کا تسلسل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو پیغمبر کہہ رہا ہو اسے اپنے دعوے کی وجہ بیان کرنی چاہیے۔ میں اس کی وجہ کیوں بتاؤں؟ یہ درست ہے کہ ملزم نے ایک خطبے میں سیاہ پگڑی اور دوسرے میں سبز پگڑی باندھ رکھی تھی خود کہا کہ ویڈیو کیسٹ میں تین چار خطبے ریکارڈ ہیں گواہ استغاثہ کو آئندہ تاریخ کے لیے پابند کیا جاتا ہے۔

9-5-2000 گواہ استغاثہ نمبر 3 محمد اسماعیل شجاع آبادی:

حلفاً بیان کرتا ہے کہ ایک خطبے کے اختتام پر ملزم یوسف کو سبز رنگ کی پگڑی باندھے دکھایا گیا ہے اور دوسرے خطبے کے آغاز میں اس کی پگڑی سیاہ رنگ کی دکھائی گئی ہے یہ غلط ہے کہ دونوں خطبے مختلف ٹوٹے جوڑ کر انہیں تیار کر کے پولیس کو دیئے گئے پھر کہا ویڈیو کیسٹ میں مختلف خطبات ہیں یہ کہنا غلط ہے کہ ویڈیو کیسٹوں میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کی آوازوں میں بہت فرق ہے یہ کہنا غلط ہے کہ ویڈیو کیسٹ میں کافی شکنیں ہیں یہ درست ہے کہ علمائے دین کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی کی طرف سے کہے ہوئے کسی فقرے کی اس شخص کی جانب سے کی جانے والی وضاحت پر غور کیا جائے گا کسی دوسرے شخص کی وضاحت پر غور نہیں کیا جائے گا جس نے وہ مکالمہ سنا ہو۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ سیاق و سباق کے حوالے سے وضاحت دیکھی جائے گی۔ یہ درست ہے کہ جھوٹا الزام اسلام میں گناہ کبیرہ ہے۔ جھوٹے الزام کا مقصد یہ ہے کہ کسی شخص کے خلاف ایسا الزام لگایا جائے جس کا کوئی وجود نہ ہو۔ میں مسجد بیت الرضا گیا ہوں یہ درست ہے کہ وہاں تین لاؤڈ سپیکر نصب ہیں' یہ بھی درست ہے کہ مسجد بیت الرضا مکانوں اور دکانوں میں گھری ہوئی ہے۔ میں نے 3 مارچ 1997 سے پہلے کسی اخبار میں ملزم یوسف کے بارے

میں نہیں پڑھا' میں نے ملزم کے بارے میں پہلی بار کراچی میں 16 مارچ 1997 کے روزنامہ امت میں پڑھا۔ یہ درست ہے کہ عبدالغفار روزنامہ ''خبریں'' کا چیف رپورٹر ہے۔ یہ غلط ہے کہ میاں غفار رپورٹر میرے پاس ایڈیٹر ''خبریں'' ضیا شاہد کا پیغام لیکر آیا کہ اس مقدمے کو چلانا ہے۔ میں ضیا شاہد سے ان کے دفتر میں ملا ہوں۔ ممکن ہے آڈیو' ویڈیو کیسٹیں ضیا شاہد کے دفتر میں چلائی گئی ہوں لیکن میں ایسے موقع پر موجود نہیں تھا۔ عبدالغفار نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ ضیا شاہد نے ملزم سے تین کروڑ روپے طلب کئے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ ضیا شاہد نے مجھے اس مقدمے کی پیروی کیلئے خاطر خواہ رقم ادا کی ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں اس مقدمے میں اپنی پارٹی کے سربراہوں سے صلاح مشورے کے بعد ان کی ہدایت پر مستغیث بنا ہوں ہمارا بنیادی مسئلہ (ایف۔ آئی۔ آر میں) پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخی اور ان کی بے حرمتی ہے۔ لیکن باقی الزامات بھی درست ہیں۔ یہ درست ہے کہ روزنامہ خبریں کی طرح دوسرے اخبارات نے اس مقدمے کے بارے میں دلچسپی نہیں لی۔ خود کہا اس مقدمے کے موضوع کے بارے میں خبریں دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوئیں۔ مجھے وہ تاریخیں یاد نہیں جن میں روزنامہ جنگ اور روزنامہ نوائے وقت میں اس مقدمے کے بارے میں خبریں شائع ہوئیں۔ یہ درست ہے کہ مجھے ملزم یوسف کی طرف سے روزنامہ جنگ اور روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہونیوالی تردیدیں پسند نہیں۔ خود کہا ایسے افراد اس وقت اپنے دعوے کی تردید کرتے ہیں جب وہ پکڑ میں آتے ہیں لیکن جب ان پر شکنجہ اور گرفت ڈھیلی ہو جاتی ہے وہ دوبارہ اپنے جعلی دعوے لے اٹھتے ہیں کیونکہ ماضی میں بھی ایسا ہو چکا ہے۔ مجھے ملزم یوسف کے مکان کا نام ''جنت طیبہ'' ہونا اچھا نہیں لگا۔ خود کہا قادیانیوں کے مرزا کا بھی یہی انداز تھا' وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد اقصیٰ کہلواتا تھا۔ مجھے ملزم یوسف کی والدہ کا نام یاد نہیں تاہم ملزم یوسف کی بیوی کا نام جانتا ہوں جو طیبہ یوسف علی ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں یہ نام اس لئے جانتا ہوں کہ اس

نے میرے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا۔ مجھے ملزم یوسف کے گھر کا نام ''جنت طیبہ'' ہونے پر اعتراض ہے۔اس وضاحت کے باوجود کہ ملزم کی بیوی کا نام طیبہ اوراس کی والدہ کا نام جنت ہے۔خود کہا جو بھی اپنی ذات کیلئے اسلامی اصطلاحات استعمال کرتا ہے وہ ہمارے لئے قابل اعتراض ہے۔میں اپنے لئے لفظ مولانا استعمال نہیں کرتا لیکن میرے دوست مجھے مولانا کہتے ہیں۔اگر میرے نام کے ساتھ مولانا لکھا جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ قرآن حکیم میں کسی کیلئے مولانا کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔

قرآن میں لفظ ''انتَ مولانا'' استعمال ہوا ہے۔ان الفاظ کا مطلب اوراس سے مراد اللہ رب العزت ہے یہ درست ہے کہ ہمارے پیغمبرؐ اور صحابہؓ نے اپنے لئے لفظ مولانا استعمال نہیں کیا۔خود رضا کارانہ طور پر کہا کہ اب ان دنوں لفظ مولانا' ملا اور امام علمائے دین کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

گواہ استغاثہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا جاتا ہے۔

11-5-2000 گواہ استغاثہ محمد اسماعیل شجاع آبادی حلفا بیان کرتا ہے:

جرح مسٹر سلیم عبدالرحمان وکیل صفائی:

مجھے نوائے وقت اور روزنامہ جنگ میں ملزم یوسف کی تردید پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔رضا کارانہ طور پر کہا کہ اشاعت اخبار کا کاروبار ہے۔بالخصوص اشتہارات کی اشاعت اخبار کا کاروباری معاملہ ہے۔مجھے یاد نہیں کہ میں نے کسی اخبار میں یہ شائع کرایا ہو کہ روزنامہ نوائے وقت یا جنگ میں ملزم یوسف علی کی تردید کی اشاعت مجھے اچھی نہیں لگی۔رضا کارانہ طور پر کہا کہ یہ تردید غیر اہم ہے۔میں نے گواہ استغاثہ اطہر اقبال کی پولیس کو دی گئی وڈیو کیسٹ نہیں دیکھی۔میں نے یہ پولیس کو دیئے جانے کے بعد بھی نہیں دیکھی۔پولیس نے یہ وڈیو کیسٹ میری موجودگی میں سر بمہر کی تھی تاہم ٹرانسکرپٹ میں نے تیار نہیں کیا تھا۔میں نے وڈیو کیسٹ پولیس کی موجودگی میں 24-4-1997 کو دیکھیں۔میں نہیں جانتا کہ ضیا شاہد نے وڈیو فلم کہاں سے

حاصل کی، میں نہیں جانتا کہ میرے علاوہ کسی اور کے پاس بھی وہ ویڈیو کیسٹ تھیں جو میں نے پولیس کو دیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ تیار کئے جانیوالے ٹرانسکرپٹ اور ویڈیو میں کافی فرق ہے۔ یہ درست ہے کہ باطن کا بہترین حال اللہ ہی جانتا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا فتویٰ ظاہر پر لگایا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کسی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات تصدیق کئے بغیر آگے بیان کردے۔ یہ بھی درست ہے کہ جو شخص کسی پر جھوٹا الزام عائد کرے اس کی شہادت قابل قبول نہیں۔ یہ درست ہے کہ جو بھی شخص اسلامی شعائر یا فرمان الٰہی کی خلاف ورزی کرے اسے مردود کہا جاتا ہے۔ میں مسلمان ہوں اور میرا تعلق اہل سنت والجماعت مکتب فکر سے ہے۔ جب میں پیغمبر اسلام کے روضہ اقدس ؐ پر حاضر ہوتا ہوں تو میں یا رسول اللہ کہتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ جب بھی آڈیو یا ویڈیو کیسٹ میں سرور کائنات کا نام آئے ﷺ کہا جانا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت محمدؐ کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے، جاگتے ہوئے (بیداری میں) نہیں۔ توہین رسالت سے مراد پیغمبر اسلامؐ کے نام (اور ذات) کی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر بولے گئے اور لکھے گئے الفاظ کے ذریعے بے ادبی اور بے حرمتی کرنا ہے۔ میں مولانا عبدالستار خان نیازی کو جانتا ہوں میں نے ان کے عالم دین ہونے کی سند نہیں دیکھی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ وہ ایک سیاسی جماعت کے رہنما ہیں، وہ ایک دینی عالم ہیں۔ میں نے مولانا عبدالستار نیازی کا بیان پڑھا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ملزم یوسف نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔ خود کہا اس موضوع پر مولانا عبدالستار نیازی کے دو بیانات ہیں۔ خود کہا یہ درست ہے کہ دوسرا بیان جو کہ روزنامہ ''خبریں'' نے شائع کیا ہے۔ مولانا عبدالستار نیازی نے اس بیان میں کہا ہے کہ انہیں تصویر کا ایک رخ دکھایا گیا تھا جس کی بنا پر انہوں نے پہلا بیان دیا تھا۔ حقیقی، اصل اور تسلیم شدہ جماعت عالمی تحفظ ختم نبوت ہے۔ لیکن بہت سی دوسری چھوٹی جماعتیں بھی ہیں جو ختم نبوت کا لفظ استعمال کرتی ہیں مثلاً پاسبان ختم

نبوت اور فدائین ختم نبوت وغیرہ ہیں۔ میں ذاتی حیثیت میں توہین رسالت کے کسی دوسرے مقدمے میں مستغیث نہیں۔ میں یہ مقدمہ اپنی پارٹی کی ہدایت پر اور ایک مسلمان کی حیثیت سے لڑ رہا ہوں۔ میری اس مقدمے میں ذاتی دلچسپی بھی ہے۔ یہ درست ہے کہ میری معلومات کا واحد ذریعہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ ہیں۔ پھر کہا شہادتیں بھی میری معلومات کا ذریعہ ہیں۔

(مقدمہ کا انحصار چار باتوں پر)

میرا انحصار چار باتوں پر ہے۔ خود کہا آڈیو' ویڈیو' ڈائری کے اوراق اور عینی گواہ۔ میں نہیں جانتا کہ آج کل میکانکی طور پر آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں ردوبدل کیا جا سکتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کوئی فنکار کسی دوسرے کی آواز کی نقل کر سکتا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ پولیس اور عدالت کے روبرو میرا بیان جذباتیت پر مشتمل ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں پولیس کے دباؤ پر مقدمے کا مستغیث بنا۔ یہ بھی غلط ہے کہ میں سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے مقدمے کا مستغیث بنا۔

بیان گواہ استغاثہ نمبر 4

حافظ محمد ممتاز اعوان

حافظ محمد ممتاز اعوان ولد غلام محمد ذات اعوان پیشہ کاروبار ساکن شام نگر روڈ چوبرجی چوک لاہور حلفاً بیان کرتا ہوں:

28-2-1997 کو میں اور میرا ساتھی محمد اویس جمعہ کی نماز کی ادائیگی کیلئے مسجد بیت الرضا گئے' یہ مسجد چوک یتیم خانہ پر واقع ہے۔ ملزم یوسف نے جو عدالت میں موجود ہے خطبہ جمعہ کے بعد تقریر کی اس کی تقریر میں پیغمبر اسلامؐ کے نام کی بے ادبی اور بے حرمتی کی گئی تھی' اس طرح اس نے اعلان کیا کہ محفل میں موجود سو افراد ''صحابہ رسولؐ'' ہیں۔ اس نے دو افراد زید زمان اور عبدالواحد کے ''صحابی'' ہونے کا اعلان کیا اور اپنا تعارف پیغمبر اسلامؐ کی حیثیت سے کرایا۔ بازار سے ملزم یوسف علی کی آڈیو اور ویڈیو

کیسٹیں خریدنے کے بعد میں نے یہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو دیں جو مقدمے کے مستغیث ہیں۔ میں نے آڈیو کیسٹ سنی ہے اور ویڈیو کیسٹ دیکھی ہے۔ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ ملزم یوسف علی کی ہے۔

جرح محمد سلیم عبدالرحمان وکیل صفائی:

میری تعلیم مڈل تک ہے' مزید برآں میں حافظ قرآن ہوں' پولیس کے پاس میرا بیان قلم بند کیا گیا' میں نے اپنے بیان پر دستخط نہیں کیے نہ ہی انگوٹھا لگایا۔ میرا بیان مسجد بیت الرضا میں 29-3-1997 کو 9 بجے رات قلم بند کیا گیا۔ اس سے دو روز قبل مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ہمیں مسجد بیت الرضا پہنچنے کو کہا تھا کیونکہ تفتیشی افسر نے مقدمے کی تفتیش کیلئے وہاں آنا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ 28-2-1997 کو چھٹی تھی۔ میرے کاروبار کی جگہ اردو بازار کے قریب واقع ہے۔ میں نے 28-2-1997 کو کاروبار نہیں کیا کیونکہ اس دن میرے لئے چھٹی تھی۔ اس سے پہلے اتوار کو بھی میں نے چھٹی نہیں کی تھی۔ میں نے اتوار کو جب حکومت نے چھٹی کا اعلان کیا تھا کام کیا تھا۔ یہ درست ہے کہ میرا مکان ''مسجد بیت الرضا'' سے تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ درست ہے کہ مسجد اتحاد بین المومنین (المسلمین) میں نماز جمعہ بھی ادا ہوتی ہے۔ یہ درست ہے کہ میرے گھر اور مسجد بیت الرضا کے درمیان پانچ چھ مساجد واقع ہیں۔ میں نے پولیس کو یہ نہیں بتایا کہ میں نے بازار میں کہاں سے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ خریدے تھے۔ میں نے پولیس کو بتایا تھا کہ میں نے یہ کیسٹ محمد اسماعیل شجاع آبادی کے حوالے کر دیئے تھے۔ جب ایگزیبٹ ڈی ایف سے موازنہ کیا گیا تو وہاں ریکارڈ پر ایسا نہیں تھا۔ جامع مسجد بیت الرضا کے خطیب یوسف رضا نے مسجد میں ملزم یوسف علی کا تعارف کرایا تھا۔ انہوں نے خود تقریر نہیں کی تھی۔ خطیب یوسف رضا نے ملزم یوسف کا تعارف ''میرے پیر و مرشد'' کہہ کر کرایا تھا۔ میں نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کی نقل تیار نہیں کرائی۔ میں نے مستغیث کے ہمراہ

آڈیو کیسٹ سنے اور ویڈیو کیسٹ دیکھے تھے۔ خطیب یوسف رضا کی طرف سے ملزم یوسف علی کا کرایا جانیوالا تعارف آڈیو کیسٹ میں موجود نہیں۔ 28-2-1997 کو ویڈیو کیسٹ بھی تیار کی جارہی تھی۔ میں 28-2-1997 کی ویڈیو کیسٹ حاصل نہیں کرسکا۔ ملزم یوسف علی نے دو افراد کا جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے "اصحاب رسول" کی حیثیت سے ذکر کیا تھا۔ اس نے انہیں اپنا صحابی نہیں کہا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ملزم یوسف نے کہا تھا کہ صحابی ایسا شخص ہے جس نے پیغمبر اسلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور جس نے کچھ وقت رسالت مآب کی صحبت میں گزارا ہو۔

جب ملزم یوسف نے دو افراد کے بارے میں "اصحاب رسولؐ" کے الفاظ استعمال کیئے اس وقت کم از کم سو افراد مسجد میں موجود تھے۔

کیونکہ ملزم یوسف کی تقریر سننے کے بعد میں نے نماز جمعہ اس مسجد میں ادا نہیں کی اس لئے میں نماز جمعہ کے موقع پر مسجد میں موجود افراد کی تعداد نہیں جانتا۔ میں تقریباً پونے دو بجے اس وقت مسجد سے چلا گیا جب ملزم یوسف نے محمد ابوبکر کی خدمات اور مہربانیوں کو سراہا اور کہا کہ وہ اس کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ میں نے پولیس کو بتایا کہ ملزم یوسف کی جانب سے محمد ابوبکر کو بلائے جانے پر میں مسجد سے چلا گیا تھا۔ یہ حقیقت آڈیو کیسٹ میں واضح ہے۔ میں نے آڈیو کیسٹ دوسرے جمعہ ایک سٹال سے خریدا جسے ملزم یوسف کا ایک مرید اقبال بٹ چلا رہا تھا۔ یہ درست ہے کہ مسجد میں بہت سے لاؤڈ سپیکر نصب ہیں اور مسجد بیت الرضا گنجان آباد علاقے میں واقع ہے۔ آڈیو کیسٹ کا دورانیہ تقریباً پینتالیس منٹ کا ہے جب ملزم یوسف نے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف بات کی میں نے اعتراض نہیں کیا۔ سامعین میں سے کسی نے ملزم یوسف کی تقریر کے بارے میں اعتراض نہیں کیا۔ رضا کارانہ طور پر کہا بیشتر سامعین ملزم یوسف کے مرید تھے۔ یہ درست ہے کہ زیادہ تر نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کے نعرے بلند کئے جارہے تھے۔ میرا تعلق حنفی مکتب فکر سے ہے اور اہلسنت ہونے کی بنا پر میں دیوبندی یا بریلوی

ہونے پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ یہ مکاتب فکر ہیں اور یہ القاب برطانیہ کے دیئے ہوئے ہیں [1]۔ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا باقاعدہ رکن ہوں۔ میں مقدمے کے مستغیث کو دس بارہ سال سے جانتا ہوں' میں میاں محمد اویس کو گزشتہ آٹھ دس سال سے جانتا ہوں۔ جب ملزم تقریر کر رہا تھا تو وہ میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ یہ درست ہے کہ میں نے ملزم یوسف کی تقریر کو انتہائی اشتعال انگیز محسوس کیا۔ میں نے خود پولیس کو ملزم یوسف کی تقریر کے اشتعال انگیز ہونے کے بارے میں 28-2-1997 اور 29-3-1997 کے درمیان نہیں بتایا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ اس دوران مستغیث نے مجھے بلایا تھا۔ یہ درست ہے کہ 28-2-1997 سے قبل میں نے مسجد بیت الرضا میں نماز جمعہ ادا نہیں کی۔ یہ درست ہے کہ میں نے مستغیث کے کہنے پر اس مقدمے میں گواہی دی۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے مسجد بیت الرضا میں نماز جمعہ نہیں پڑھی۔ ملزم یوسف نے سیاہ رنگ کی پگڑی باندھ رکھی تھی' میں نے مارچ کے وسط میں محمد اسماعیل شجاع آبادی کو آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں مہیا کیں۔ آڈیو کیسٹ سننے اور ویڈیو کیسٹ دیکھنے کے موقع پر محمد اسماعیل شجاع آبادی' میاں محمد اویس' قاری محمد علی' محمد رمضان اور مولانا عزیز الرحمان موجود تھے۔ پھر کہا ہم نے مذکورہ افراد کی موجودگی میں صرف ویڈیو کیسٹ دیکھی۔ اگر محمد اسماعیل شجاع آبادی مقدمہ درج نہ کراتے تو میں مقدمہ درج کراتا کیونکہ میں نے اس کے بارے میں تہیہ کر لیا تھا۔ اگر ان دنوں محمد اسماعیل شجاع آبادی مقدمہ درج نہ کراتے تو میں ضرور کراتا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے مذہبی علم نہ ہونے کی بنا پر ملزم یوسف کے خلاف اس لئے مقدمہ درج نہیں کرایا کہ میں ملزم یوسف کی تقریر سمجھ نہیں سکا تھا۔ خریداری کے بعد آڈیو اور ویڈیو کیسٹ میاں اویس کے پاس رہے۔ یہ غلط ہے کہ آج میں نے غلط بیان دیا۔

[1] گواہ کو غلط فہمی ہوئی کیونکہ دیوبند اور بریلی شہر ہیں نہ کہ لقب۔ ان دونوں شہروں میں مدرسے ہیں۔ ان کی طرف منسوب دیوبندی اور بریلوی کہلاتے ہیں۔ ... ناشر

گواہ استغاثہ نمبر 5 میاں محمد اویس

گواہ استغاثہ نمبر 5 میاں محمد اویس ولد میاں محمد شفیق پیشہ کاشتکاری ذات ارائیں ساکن 54 سی/ III گلبرگ III لاہور حلفاً بیان کرتا ہوں:

28-2-1997 کو میں اور ممتاز اعوان نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے مسجد بیت الرضا گئے۔

ملزم یوسف علی مسجد میں موجود تھا اس نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ اس وقت محفل میں سو صحابی موجود ہیں اس نے وضاحت بھی کی کہ صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں حضرت محمد ﷺ کو دیکھا ہو۔

اس نے دو افراد جن کے نام زید زمان اور عبدالواحد تھے کو آگے بلایا اور ان کا تعارف ''صحابی رسولؐ'' کی حیثیت سے کرایا۔ دونوں افراد آگے آئے اور مختصر وقت کیلئے تقریر کرتے ہوئے اپنے انتہائی خوش نصیب ہونے پر شکریہ ادا کیا۔ اپنی تقریر کے دوران ملزم یوسف نے اپنے رسول اللہ (استغفر اللہ) ہونے کا اعلان کیا۔ آج ملزم یوسف کو عدالت میں موجود دیکھا ہے یہ وہی محمد یوسف ہے جس نے مذکورہ تقریر کی تھی۔

جرح سلیم عبدالرحمان وکیل صفائی:

میں نے اپنے بیان میں پولیس کو بتایا تھا کہ ملزم ڈیفنس ایریا کا رہائشی ہے۔ یہ بات مجھے محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اس وقت بتائی جب میں ان کے پاس گیا تھا۔ میں نے شجاع آبادی کو ملزم یوسف کی مسجد بیت الرضا کی تقریر کے بارے میں بتایا۔ جس پر محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ وہ ملزم یوسف کے خلاف کارروائی کر رہا ہے۔ میں محمد اسماعیل شجاع آبادی کو آٹھ دس سال سے جانتا ہوں جب میں نے ملزم یوسف کی تقریر سنی تھی اسی دن مستغیث محمد اسماعیل شجاع آبادی سے ملا تھا۔ جب میں محمد اسماعیل شجاع آبادی سے ملا تو اس نے کہا کہ وہ ملزم کے خلاف کوئی کارروائی کر رہا

ہے میں نے اور ممتاز اعوان استغاثہ نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں خرید کر مستغیث محمد اسماعیل شجاع آبادی کو دے دیں۔ میں نے محمد اسماعیل شجاع آبادی کو آڈیو اور ویڈیو کیسٹ ملزم یوسف کی تقریر سننے کے ایک ہفتے بعد مہیا کیں۔ میں نے پولیس کو یہ نہیں بتایا کہ آڈیو ویڈیو کیسٹوں کی خریداری کے بعد میں نے محمد اسماعیل شجاع آبادی مستغیث کو دیئے۔ ہم نے ملزم یوسف کی تقریر کے چار یا پانچ دن بعد آڈیو کیسٹ سنے اور ویڈیو کیسٹ دیکھے پھر کہا مجھے صحیح مدت یاد نہیں ۔ پولیس نے میرا بیان 29-3-1997 کو نماز عشاء کے بعد مسجد بیت الرضا میں ساڑھے نو بجے رات قلم بند کیا۔ یہ درست ہے کہ میری رہائش اور مسجد بیت الرضا کے درمیان آٹھ دس کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ یہ درست ہے کہ راستے میں سات آٹھ مساجد واقع ہیں جہاں نماز جمعہ ادا کی جا سکتی ہیں۔ 28-2-1997 کو عام تعطیل تھی۔ میری اپنی زمین ٹھوکر نیاز بیگ کے علاقے میں واقع ہے ۔ ملزم کی تقریر کا دورانیہ تقریباً پینتالیس منٹ تھا۔ مجھے مستغیث محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ذریعے معلوم ہوا کہ مقدمہ 29-3-1997 کو درج کیا گیا تھا۔ مستغیث نے مجھے بھی بیان دینے کو کہا۔ ملزم یوسف کی تقریر سے قبل ایک شخص یوسف رضا نے جسے میں نہیں جانتا (غالباً وہ مولوی ہے) تقریر کی تھی۔ میں یوسف رضا کا نام پہلے سے جانتا تھا کیونکہ میرے چچا حکیم ذوالقرنین مسجد بیت الرضا کے قریب ایک گلی میں رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یوسف رضا کا نام بتایا تھا۔ 28-2-1997 کو میرے چچا حکیم ذوالقرنین بھی مسجد میں موجود تھے۔ ملزم یوسف کی تقریر کے موقع پر وہاں تقریباً ایک سو افراد موجود تھے تاہم میرے اندازے کے مطابق چار سے پانچ سو افراد مسجد کے اندر اور باہر ملزم کی تقریر کے وقت موجود تھے۔ ملزم نے دو افراد کو اپنے صحابی نہیں کہا تھا بلکہ انہیں ''صحابی رسول'' قرار دیا تھا۔ میں نے 28-2-1997 سے قبل مسجد بیت الرضا میں نماز جمعہ ادا نہیں کی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا باقاعدہ رکن نہیں ہوں۔ یہ درست ہے مسجد بیت الرضا میں جمعہ کے وقت

لاؤڈ سپیکر نصب تھے۔ میں نہیں جانتا کہ مسجد میں موجود چار پانچ سو افراد ملزم یوسف کی تقریر سن رہے تھے۔ یہ درست ہے کہ ملزم یوسف کی 28-2-1997 کو مسجد بیت الرضا میں اس کی تقریر میں پیغمبر اسلامؐ کے نام کی توہین اور بے حرمتی کے موقع پر میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ یہ درست ہے کہ کسی دوسرے نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ مجھے اس ضمن میں درست طور پر یاد نہیں۔ میرا تعلق اہلسنت مکتب فکر سے ہے۔ میں نہ دیوبندی ہوں نہ بریلوی ہوں۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اپنا بیان مستغیث کے کہنے پر دیا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ جو کچھ میں نے سنا اور دیکھا میں نے عدالت میں بیان کر دیا۔ میں نے بھی تھانہ ملت پارک میں ملزم یوسف علی کے خلاف اعتراض کی شکل میں درخواست دی تھی لیکن مجھے صحیح تاریخ یاد نہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے آج غلط بیانی کی ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ میں نے 28-2-1997 کو مسجد بیت الرضا میں نماز جمعہ ادا نہیں کی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ملزم یوسف کی تقریر سننے کے بعد مجھے یقین تھا کہ ملزم کی امامت میں میری نماز قبول نہیں ہوگی اس لئے میں نے 28-2-1997 کو اپنی نماز جمعہ نہیں پڑھی۔

گواہ استغاثہ نمبر 6 میاں اطہر اقبال

گواہ استغاثہ نمبر 6 میاں اطہر اقبال ولد ظفر اقبال ذات ارائیں پیشہ آر سی سی پائپ فیکٹری ساکن کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور حلفاً بیان کیا:

نوٹ: گواہ کا بیان قلم بند کئے جانے سے قبل پارسل میں سربمہر ویڈیو کیسٹ کی مہریں کھولی جا چکی تھیں۔

18-4-1997 کو میں اس مقدمے کی تفتیش میں شامل ہوا۔ میں نے ویڈیو کیسٹیں ایگزیبٹ پی فائیو تفتیشی افسر کو پیش کیں جو ریکوری میمو ایگزیبٹ پی ای کے ذریعے قبضے میں لی گئیں۔

اس مرحلے پر فاضل وکیل صفائی نے اعتراض کیا کہ قانون شہادت کے آرڈر کے

آرٹیکل 164 کے تحت قانون کی یہ لازمی شق ہے کہ میکانکی حالات یا کسی ایسے دوسرے طریقے سے حاصل کی جانیوالی شہادت قابل تسلیم نہیں اور ایسی شہادت پیش نے سے قبل استغاثے کیلئے لازم ہے کہ ویڈیو کیسٹ وغیرہ کے بارے میں مقدمہ سماعت کرنیوالی عدالت سے پیشگی اجازت حاصل کرے۔ وکیل صفائی کی طرف سے اٹھائے جانیوالے اعتراض کا حتمی دلائل کے موقع پر جائزہ لیا جائے گا۔

جرح محمد سلیم عبدالرحمان وکیل صفائی:

میں نے پولیس کو دیئے جانے سے قبل خود ویڈیو کیسٹ اکیلے اور پھر احباب کالونی کے قاری عزیز کی موجودگی میں دیکھی۔ میں نے اکیلے ویڈیو کیسٹ 18-3-1997 کو دیکھی تھی۔ میرا پاسبان ختم نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا اپنی (جماعت کے علاوہ کسی) مذہبی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے ویڈیو کیسٹ پولیس کے سپرد کرتے ہوئے اپنے پاس اس کی کوئی نقل نہیں رکھی۔ تفتیشی افسر نے ویڈیو کیسٹ ایک سربمہر پارسل میں بنائی تھی اور اس لمحے یہ ویڈیو کیسٹ اکیلی تھی۔ میں نے ویڈیو کیسٹ ایک شخص اقبال بٹ سے حاصل کی تھی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ اس کی ادائیگی میرے دوست ابرار نے کی تھی جس نے اقبال بٹ کا تعارف کرایا تھا۔ میں نے ویڈیو کیسٹ کا پولیس کی طرف سے تیار کیا جانیوالا ٹرانسکرپٹ نہیں پڑھا۔ یہ درست نہیں کہ ملزم یوسف کو اس کیسٹ میں سیاہ اور سبز رنگ کی پگڑی پہنے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ملزم یوسف نے صرف سیاہ رنگ کی پگڑی باندھ رکھی تھی۔ یہ کہ ویڈیو دو خطبات پر مشتمل ہے۔ میں نے ملزم یوسف کی ایک اور ویڈیو مئی 1997 میں دیکھی تھی۔ میں نے یہ کیسٹ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ دیکھی تھی۔ میں نے یہ کیسٹ سہیل ضیاء سے حاصل کی تھی جو میرا عم زاد اور ملزم یوسف کا مرید ہے۔ یہ درست ہے کہ سہیل ضیاء بھی اس مقدمے میں گواہ ہے۔

میں نے مئی 1997 میں دوسری کیسٹ محض عمومی طور پر دیکھی تھی۔ چونکہ میرے

خاندان کے لوگ اس مسئلے پر بحث کر رہے تھے۔فوری مقدمے کا اندراج تھانہ ملت پارک میں میری موجودگی میں 1997-3-29 کو ہوا۔ مقدمہ تقریباً چھ بجے شام درج ہوا۔ میں اس مقدمے میں استغاثے کے گواہ ممتاز اعوان کو کبھی نہیں جانتا تھا تاہم ساجد منیر ڈار کو میں گزشتہ چھ سات سال سے جانتا تھا۔ میں نے رضا کارانہ طور پر ویڈیو کیسٹ پولیس کے روبرو پیش کی۔ میں اس مقدمے کے مستغیث (مولانا محمد) اسماعیل شجاع آبادی سے ملا تھا۔ میری یہ ملاقات 23 اور 24 مارچ 1997 کو ہوئی۔ میں نہیں جانتا کہ آیا استغاثے کے گواہ کی حیثیت سے میرا نام روزنامہ ''خبریں'' میں شائع ہوا تھا۔ میں نے اخبار میں اشاعت کیلئے اپنا نام نہیں دیا تھا۔

مجھے میاں عبدالغفار صحافی ''خبریں'' کے بارے میں اس وقت معلوم ہوا جب انہوں نے اس مقدمے کے بارے میں خبر شائع کی۔ میں (مولانا محمد) اسماعیل شجاع آبادی سے مقدمے کے اندراج سے قبل ایک مرتبہ ملا تھا۔ دوسری مرتبہ میری ملاقات تھانے میں 1997-3-29 کو ہوئی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں اس مقدمے میں مستغیث کے کہنے پر بطور گواہ پیش ہوا ہوں۔ میں نے اخبار میں مقدمے کے اندراج کے بارے میں نہیں پڑھا۔ ویڈیو کیسٹ دوبارہ سربمہر کر دی گئی ہے۔

گواہ استغاثہ نمبر 7 محمد علی ابوبکر

گواہ استغاثہ نمبر 7 محمد علی ابوبکر ولد محمد ابوبکر پیشہ کاروبار ذات میمن ساکن 97/1 خیابان بحریہ فیز 5 ڈیفنس کراچی حلفاً بیان کیا:

میں ملزم یوسف کو جو عدالت میں موجود ہے جانتا اور پہچانتا ہوں۔ غالباً جون 1994 میں میرے ایک رشتہ دار رضوان نے مجھے بتایا کہ میرے قرآن کے علم کی بنیاد معمولی علم پر ہو سکتی ہے۔اس لئے اگر مجھے قرآن حکیم سیکھنا ہے تو مجھے ملزم ابوالحسنین محمد یوسف علی سے رابطہ کرنا چاہیے اس طرح جون 1994 میں رضوان نے ملزم یوسف علی سے میری ملاقات کا انتظام کیا۔ میں ملزم یوسف علی کے علم سے بے حد متاثر ہوا۔

مجھے یوسف علی نے کہا کہ میں جب تک پیغمبر اسلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لوں مجھے موت نہیں آئیگی

پہلی ملاقات کا انتظام عبدالواحد کے گھر پر کیا گیا۔ جب میری ملزم سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ جب تک میں پیغمبر اسلام کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں مجھے موت نہیں آئے گی۔ مجھے کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔ میں اس کے بعد ملزم یوسف سے عبدالواحد کے گھر پر ملتا رہا۔ ملزم یوسف نے مجھے ابوبکر صدیق کا نام دیا۔ جب میں اہل وعیال کے ہمراہ عمرے کی ادائیگی کیلئے جا رہا تھا

ملزم یوسف میرے گھر آیا اور مجھے کہا کہ عمرے کی ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں' وہ یہاں عمرے کا انتظام کرسکتا ہے۔ ملزم نے کہا مکان وہاں ہے اور مکین یہاں ہے جس پر میں ناراض ہوا اور اس نے مجھے عمرے کی ادائیگی کی اجازت دیدی۔

جب میں عمرے سے واپس آیا ملزم یوسف نے مجھ سے میری پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کے بارے میں باتیں شروع کر دیں اور کہا کہ میری طرف سے اس ضمن میں زیادہ سے زیادہ بڑی دستبرداری کیا ہوسکتی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ وہ جو بھی چاہے اس کے بعد ملزم نے میرے گھر میں مجھے ایک کمرہ سجانے کو کہا۔

اس نے میرے گھر کے ایک کمرے کو غار حرا قرار دیا : محمد علی ابوبکر

جب میں نے کمرہ سجالیا' ملزم یوسف لاہور سے کراچی آیا اس نے کمرہ پسند کیا اور کہا یہ ''غار حرا'' ہے۔ کمرے کا فرنیچر سیاہ اور سبز رنگ کا تھا۔ ملزم یوسف اس کے بعد لاہور واپس چلا گیا۔ اس کے بعد جب وہ کراچی آیا اس نے کچھ عرصہ میرے سجائے

ہوئے کمرہ میں قیام کیا۔ ملزم یوسف عبدالواحد کے گھر رہائش رکھا کرتا تھا۔ جب وہ میرے گھر آیا اس نے کہا کہ وہ میری پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کا انتظام کرے گا۔

جب اس نے مجھے چھوڑا مجھ پر کپکپی طاری تھی اور میں پسینے میں شرابور تھا۔ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ کیا ہوا۔ اس کے بعد میں کمرے سے باہر آ گیا۔ ملزم یوسف کے پیروکار کمرے سے باہر بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے جیسا کہ ملزم یوسف پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کی پہلے باتیں کرتا تھا' پیغمبر اسلامؐ سے جسمانی ملاقات پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد جب ملزم لاہور سے کراچی آیا اس نے عبدالواحد کے گھر پر قیام کیا جہاں ملزم یوسف نے مجھ سے مکان کی خریداری کیلئے پچاس لاکھ روپے طلب کئے جو میں نے ملزم یوسف کو ادا کر دیئے۔ میں نے ملزم یوسف کو 24 لاکھ روپے بینک کے ذریعے ادا

اس نے مجھے آنکھیں بند کرنے کو کہا' مجھے درود شریف پڑھنے کو کہا گیا جب میں نے درود شریف پڑھا تو اس نے مجھے آنکھیں کھولنے کو کہا۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں اچانک اس نے مجھے چھا مارلیا اور کہا کہ وہ "محمدؐ" ہے لیکن میں نے رونا شروع کر دیا۔ اس نے مجھے جپھے میں جکڑے رکھا

کئے باقی ماندہ رقم کا انتظام بھی میں نے اپنے دوستوں کے ذریعے کر کے ادائیگی کر دی۔ میں ڈیمانڈ' ڈرافٹ' 3 لاکھ' 5 لاکھ' اڑھائی لاکھ اور دو لاکھ کی ادائیگی کی فوٹو کاپیاں مارک اے تا ڈی پیش کرتا ہوں۔

میں اصل رسید چوبیس لاکھ دو ہزار چار سو دس روپے پچاس پیسے کی ڈالر انکیشمنٹ کیلئے ایگزیبٹ پی پیش کرتا ہوں۔ بیس ہزار نو سو دس روپے مالیت کے ڈالروں کے ضمن میں فوٹو کاپی مارچ مارک بی پیش کرتا ہوں۔ ملزم یوسف نے مجھ سے ایئر کنڈیشنز کا مطالبہ کیا جو میں نے مارکیٹ سے خریدا جس کی رسید مارک ای ہے۔ ایئر کنڈیشنز عبدالواحد کے گھر ملزم یوسف کے کمرے میں لگایا گیا اس کے بعد ملزم یوسف نے

کراچی سے قالین خریدا جس کی میں نے ادائیگی مبلغ گیارہ ہزار روپے کی جس کی رسید مارک جی ہے۔ میں سٹی بینک کا اصل خط ایگزیبٹ پی 7 بھی پیش کرتا ہوں۔ میں نے ملزم یوسف کے کمرے کیلئے فرنیچر بھی خریدا۔ ملزم یوسف یہ فرنیچر لاہور لے گیا۔ میں نے یہ فرنیچر ایک لاکھ اڑتالیس ہزار روپے میں خریدا تھا۔ اس کے بعد ملزم یوسف نے پردے وغیرہ کراچی سے خریدے۔ اس کیلئے میں نے 53 ہزار کی ادائیگی کی۔ میں نے مجموعی طور پر 67 لاکھ روپے کی ادائیگی کی۔

میں نے جب ملزم یوسف کو اپنی چوبیس لاکھ رقم کا مطالبہ کیا تو ملزم نے کہا کہ ابھی تک اسے مدینے سے رقم موصول نہیں ہوئی جونہی رقم ملے گی وہ ادائیگی کردے گا۔ اس کے بعد ملزم گرفتار ہو گیا اور اس کے بعد سے میرا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ میرے پاس میرے قبضے میں ملزم یوسف کی ایک ڈائری تھی میں نے دانستہ طور پر پولیس کو پیش نہیں کی۔ اگر میں پہلے یہ ڈائری پولیس کو پیش کرتا تو آج میں زندہ نہ ہوتا۔ اب میں ڈائری پی 8 (1-116) پیش کرتا ہوں جس کا مطلب ہے کہ یہ ڈائری 116 صفحات پر مشتمل ہے۔ ملزم نے یہ ڈائری میرے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا کہ ڈائری پڑھنے کے بعد میں اس پر بھروسہ کرونگا۔ ملزم یوسف کی گرفتاری سے قبل ایک مرتبہ میری اس سے ملاقات عبدالواحد کے گھر قوالی کی مجلس میں ہوئی۔ ملزم یوسف نے ملاقات کے شروع میں قوالوں تک کی موجودگی میں کہا کہ جب تک مجلس کے ارکان حضرت محمد ﷺ کو نہ دیکھ لیں ان میں سے کوئی نہیں مرے گا۔

اس کے بعد ایک مرتبہ جب میں محفل نعت خوانی میں شرکت کے لیے جا رہا تھا تو اس وقت ملزم یوسف نے مجھ سے کہا کہ جس شخص کے لیے میں محفل نعت خوانی میں شرکت کے لیے جا رہا ہوں وہ یہاں بیٹھا ہے اور یہ کہ میں کس کیلئے محفل نعت خوانی میں شرکت کیلئے جا رہا ہوں۔ ہر موقع پر ملزم یوسف اپنے آپ کو ''محمدؐ'' اس انداز میں ظاہر کرتا رہا جیسے وہ اپنے پیغمبر اسلامؐ ہونے کا

دعویدار رہو اور جب میں مجلس نعت خوانی میں شرکت کے بعد واپس آیا ملزم یوسف نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا' وہ اپنے حکم کی خلاف ورزی پر مجھ سے بے حد ناراض تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ چونکہ میں نے اس کی حکم عدولی کی ہے اس لئے مجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ 28 فروری کو ملزم یوسف کی بیٹی کی شادی شام کے وقت تھی اور صبح ملزم یوسف نے مسجد بیت الرضا میں ورلڈ اسمبلی کا اجلاس طلب کیا تھا۔ مسجد بیت الرضا میں ہونیوالے ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے دعوت نامہ مارک ''ایچ'' دیا گیا۔ مجھے یہ دعوت نامہ ملا تھا لیکن یہ کورا تھا اور میں نے وہی جریدہ تکبیر کو دے دیا۔ میں نے اجلاس میں شرکت کی تھی جہاں آڈیو اور ویڈیو کیسٹ تیار کی گئی تھی۔ ملزم یوسف نے مسجد میں موجود اپنے ایک سو صحابیوں کا تعارف کرایا۔ ملزم نے عبدالواحد اور زید زمان کا اپنے صحابیوں کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ ان لوگوں نے بھی کسی حد تک تقریریں کیں۔

ملزم یوسف نے اپنی تقریر میں اس بات کی وضاحت کی کہ اس نے ورلڈ اسمبلی کیلئے مسجد بیت الرضا کا انتخاب کیوں کیا ہے؟ اور اس نے ''مسجد نبویؐ'' یا ''مسجد حرام'' کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ اس نے کہا مسجد بیت الرضا کا انتخاب اس طرح کیا گیا جس طرح اللہ رب العزت نے ''غار حرا'' کا انتخاب کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا بعض سورتیں بعض آیات حتیٰ کہ قرآن یہاں موجود ہے۔

اس نے مزید کہا کہ حضور ﷺ ڈیوٹی پر نہیں بلکہ ان کی عطا ہے کہ ایک رسول ہم سے مخاطب ہے۔ اس کے بعد ملزم یوسف نے میرا تعارف کرایا اور کہا کہ جس طرح پیغمبر اسلامؐ نے جن کی خدمات قبول فرمائیں وہ ابوبکر تھے (اسی طرح وہ جس کے احسانات کا بدلہ میں نہیں اتار سکتا وہ ہیں) جس کا نام محمد علی ابوبکر ہے۔ میں تیسری یا چوتھی قطار میں بیٹھا تھا مجھے وہاں سے اٹھا کر ورلڈ اسمبلی میں متعارف کرایا گیا۔ مجھے منبر

کے قریب لاتے ہوئے ملزم یوسف علی نے میرے بارے میں کہا کہ پہلے میں ابوبکر تھا اب میں محمد علی ابوبکر ہوں اور جب مجھے ابوبکر کہا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں صحابی تھا اور اب میں صرف محمد علی ابوبکر ہوں۔ شادی میں شرکت کے بعد میں کراچی واپس آ گیا میں بعض نکات نوٹ کر کے اپنے ساتھ لایا تھا جن کے بارے میں اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور علماء سے جن میں محمد رفیق (صحیح نام مفتی محمد رفیع) عثمانی، مفتی دارالعلوم کورنگی کراچی بھی شامل تھے تبادلہ خیال کیا۔

میں نے مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے بھی بات کی۔ وہ بھی مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہوئے اور کہا کہ پہلے میں اپنے ایمان کو ٹھیک کروں اس کے بعد مجھے مولانا سے ملنا چاہیے۔ جو کچھ میں نے نوٹ کیا تھا، تمام باتیں ملزم یوسف کی کہی ہوئی تھیں۔ پولیس نے میرا بیان ریکارڈ کیا اس مرحلے پر وکیل صفائی نے اعتراض کیا کہ گواہ استغاثہ کی طرف سے پیش کی جانیوالی تمام اشیاء جیسا کہ مارکڈ اور ایگزیبٹڈ ہیں قانون شہادت کے حکم کے تحت قابل تسلیم نہیں اس لئے انہیں ہر قسم کے جائزے سے حذف کیا جائے۔ مزید برآں وکیل صفائی کو گواہ استغاثہ کی طرف سے پیش کی جانیوالی مذکورہ دستاویزات کی موجودگی کا کوئی علم نہیں تھا۔

جرح محمد سلیم عبدالرحمان وکیل صفائی:

گواہ استغاثہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا جاتا ہے۔

27-5-2000 محمد علی ابوبکر تجدید حلف کے ساتھ جرح فاضل وکیل صفائی:

میں جانتا ہوں کہ عدالت میں غلط بیانی جرم ہے میری کمپنی نے میرے خلاف خورد برد کے الزام میں مقدمہ درج کرایا تھا۔ یہ درست ہے کہ مقدمہ کی ایف آئی آر جس کی فوٹو کاپی ایگزیبیٹ ڈی جی ہے میرے خلاف درج تھی۔ یہ درست ہے کہ میں مذکورہ مقدمے میں ضمانت پر ہوں، یہ درست ہے کہ مقدمے کی سماعت سے میرا

منافع روک دیا گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ کمپنی کا ڈائریکٹر فاروق سومار میرا قریبی رشتہ دار ہے۔ یہ درست ہے کہ میں نے کمپنی میں تقریباً ستائیس برس کام کیا ہے۔

یہ درست ہے کہ میری بیٹی کا نام لبنیٰ ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ اس کے شوہر کا نام سہیل ہے۔ یہ درست ہے کہ میری بیٹی اور داماد ملزم یوسف کے مرید ہیں۔ میری بیٹی لبنیٰ کی سوچ میرے خیال کے مطابق درست اور صحیح نہیں۔ یہ درست ہے کہ میں نے اپنی بیٹی لبنیٰ کو اڑھائی برس حبس (قید) میں رکھا۔ یہ درست نہیں کہ غیر قانونی طور پر قید رکھے جانے کی کوئی رپورٹ کراچی کے سٹیزن پولیس لائزن کمیٹی کے پاس درج ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو بیلف کے چھاپے کے خوف سے کسی دوسری رہائش گاہ میں منتقل کیا۔ یہ درست نہیں کہ میری بیٹی وہاں سے اپنے خاوند کے گھر چلی گئی۔ رضا کارانہ طور پر کہا میری بیٹی میرے گھر سے شوہر کے گھر گئی تھی۔ میری بیٹی لبنیٰ تقریباً ایک سال میرے پاس رہی۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اپنی بیٹی پر طلاق حاصل کرنے کیلئے دباؤ ڈالا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں اپنی بیٹی کو مشورہ دیتا رہا کہ ملزم

میری بیٹی اور داماد ابھی بھی کذاب یوسف کے مرید ہیں: محمد علی ابوبکر

یوسف کی طرف سے ''رسول اللہ'' ہونے کا دعویٰ کفر ہے اور اسے ملزم یوسف کی اتباع سے باز آنا چاہیے لیکن اس نے جواب دیا کہ (پاپا) آپ ملزم یوسف کو سمجھ نہیں سکے۔ یہ درست ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کے اس طرز عمل کیلئے ملزم یوسف کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔ جب میں نے فاروق ٹیکسٹائل ملز چھوڑی میری آخری تنخواہ 60 ہزار روپے تھی۔

میری ملزم یوسف سے ملاقات جنوری 1997 میں ہوئی۔ ملزم یوسف سے پہلی ملاقات جون 1994 میں ہوئی تھی۔ ملزم یوسف نے پہلی ملاقات میں ''عہد الست'' پر بات کی۔ اس کی بات خاصی اثر انگیز تھی۔ میں ملزم کی جانب سے مجھے ابوبکر صدیق

کہے جانے کو اہمیت نہیں دیتا تھا۔ اس نے مجھے اس نام سے جون یا اس کے قریب 1995 میں پکارا۔ مجھے اس نام سے عبدالواحد کے گھر عبدالواحد بریگیڈیئر سلیم، بریگیڈیئر اسلم، ملک یوسف صدیقی، سہیل کاشف، عارف رضوان اور بہت سے دوسروں کی موجودگی میں پکارا گیا۔ مقدمے کے اندراج کے بعد میں نے پولیس کے روبرو دو بیان دیئے۔ میرا پہلا بیان 20-4-1997 کو قلم بند کیا گیا کہ جب ملزم یوسف نے مجھے ابوبکر صدیق کہہ کر پکارا، بریگیڈیئر اسلم وغیرہ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے عبدالواحد کے گھر موجود تھے۔ 20-4-1997 کو میرا بیان گواہ استغاثہ رانا اکرم کے گھر قلم بند کیا گیا۔ جن افراد کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ان میں سے بیشتر لوگ جن میں بریگیڈیئر اسلم، نعمان یوسف صدیقی اور رانا اکرم شامل ہیں۔

20-4-1997 کو میرا بیان قلم بند کئے جانے کے موقع پر موجود تھے۔ پھر کہا یوسف صدیقی ملاقات کے موقع پر موجود نہیں تھا۔ مجھے رانا اکرم نے پولیس کی آمد کی اطلاع دی اور پوچھا کہ کیا میں نے بیان قلم بند کرانا ہے؟ میں رانا اکرم کے گھر رات آٹھ نو بجے بیان دینے پہنچا۔ مجھے پولیس نے بتایا تھا کہ ملزم یوسف کے خلاف ایک مقدمہ درج کیا گیا ہے اور پوچھا تھا کہ مقدمے کے بارے میں میرے پاس کیا کیا معلومات ہیں؟ جریدہ تکبیر کے طاہر نے مجھے 11-4-1997 کو مقدمے کے اندراج کے بارے میں بتایا تھا۔ میں نے پولیس کو 28-2-1997 کو ملزم یوسف کی جانب سے دعوت نامہ بھیجے جانے کے بارے میں بتایا۔ جب اس کا ایگزیبٹ ڈی ایچ موازنہ کیا گیا تو اس میں 28-2-1997 کے دعوت نامے کا ذکر نہیں تھا۔ میں نے پولیس کو یہ نہیں بتایا کہ اجلاس مسجد بیت الرضا میں منعقد ہوا۔ ملزم یوسف نے مجھے ٹیلی فون پر اپنی بیٹی کی شادی اور ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے بھی بلایا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ سہیل اور لبنیٰ نے میرے پاس آ کر مجھے لازمی طور پر شادی میں شریک ہونے کی دعوت دی تھی۔ تفتیشی افسر کے ہمراہ ایک اور پولیس والا بھی

تھا' میں اس کا نام نہیں جانتا۔ میں نے پولیس کو اپنے بیان کی تفصیلات کے بارے میں بتایا تھا لیکن پولیس افسر نے مجھے ہدایت کی کہ میں تفصیلی بیان عدالت میں دوں۔ میں نے پولیس کو ملزم کو رقم ادھار دیئے جانے کے بارے میں بتایا تھا لیکن میں نے تفصیل نہیں بتائی تھی۔

رضا کارانہ طور پر کہا کہ اس وقت تفصیلات میرے پاس دستیاب نہیں تھیں۔ میں نے پولیس کو وہ دستاویزات مہیا نہیں کیں جو میں نے عدالت میں مہیا کیں۔ یہ غلط ہے کہ دستاویزات پولیس کو بیان قلم بند کراتے وقت میرے قبضے میں نہیں تھیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ یہ دستاویزات اور رسیدیں اس وقت میرے گھر پر ہی تھیں۔ میں نے پولیس کو یہ دستاویزات اور رسیدیں بعد میں حوالے کرنے کی کوئی پیشکش نہیں کی تھی۔ رضا کارانہ طور پر کہا چونکہ مجھے دستاویزات اور رسیدیں عدالت میں پیش کرنے کو کہا گیا تھا اس لئے میں نے دستاویزات اپنے پاس رکھیں۔ میں نے دستاویزات اور رسید **22-4-1997** کو بھی پیش نہیں کی تھیں۔ میں نے پولیس کو ملزم یوسف کی طرف سے **28-2-1997** کو کی جانیوالی تقریر کے بارے میں بتایا تھا۔ یہ بھی بتایا تھا کہ میں نے مذکورہ تاریخ پر اجلاس میں شرکت کی تھی۔ جب ایگزیبٹ ڈی ایچ سے موازنہ کیا گیا تو وہاں ریکارڈ میں ایسا نہیں تھا۔ جون **1994** سے جنوری **1997** کے دوران ممکن ہے میں ملزم یوسف سے بارہ پندرہ بار ملا ہونگا۔ رضا کارانہ طور پر کہا اس دوران ملزم یوسف میرے گھر میں رہنے لگا تھا۔ میں نے پولیس کو **20-4-1997** کو بتایا تھا کہ **28-2-1997** کا اجلاس مسجد بیت الرضا میں ہوا تھا جب اس کا ایگزیبٹ ڈی ایچ سے موازنہ کیا گیا تو وہاں ایسا درج نہیں تھا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا ڈائری ایگزیبٹ **1-116/8** ملزم یوسف کی اپنی تحریر میں نہیں ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ مجھے ملزم یوسف نے دی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ آیا **2-4-1997** کو میں نے جریدہ تکبیر کے دفتر ٹیلی فون کیا۔ ملزم یوسف

نے یہ ڈائری ایگزیبٹ 8/166-1 ماہ دسمبر 1996 میں پڑھنے کیلیئے دی تھی۔ تکبیر کے طاہر نے مجھ سے ڈائری لے لی لیکن میں نے بعد میں اس سے یہ ڈائری جولائی یا اگست 1997 میں واپس لے لی۔ کسی نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ ڈائری ملزم یوسف کے اپنے ہاتھ کی تحریر ہے۔ یہ درست ہے کہ ڈائری میں کسی کا نام اور کوائف نہیں دیئے گئے۔ محفل میلاد میرے ماموں کے گھر 1996 میں ہوئی جب ملزم یوسف نے مجھے اس میں شرکت سے روکا۔ یہ درست ہے کہ میں بھی ملزم یوسف کا مرید تھا۔ یہ غلط ہے کہ ان دنوں میں بریگیڈیئر اسلم کا مرید ہوں۔ عبدالواحد کے گھر قوالی کا اہتمام 1995 کے آخر یا 1996 کے اوائل میں کیا گیا تھا۔

یہ نومبر 1994 میں اس وقت ہوا جب میں عمرے کی ادائیگی کے بعد سعودی عرب سے آیا۔ مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی کہ جب ملزم یوسف نے کہا

"مکان وہاں ہے لیکن مکین یہاں ہے"

میں نے ملزم یوسف کی طرف سے کہے جانیوالے فقرے کو غیر شرعی محسوس کیا۔

ملزم یوسف نے یہ فقرہ مارچ' اپریل 1995ء میں کہا جب میں عمرے کی ادائیگی کے بعد واپس آیا۔ لاہور میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں۔ یہ درست نہیں کہ میں لاہور گاہے بگاہے آتا ہوں۔ میں نے پولیس کو ملزم یوسف کے گاہے بگاہے کراچی آنے کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ میں نے پولیس کو یہ نہیں بتایا کہ ملزم یوسف میرے یا عبدالواحد کے مکان میں قیام پذیر رہا تھا۔ میں نے اپنے بیان میں ملزم یوسف کو اپنی طرف سے

یہ درست ہے کہ جب ملزم یوسف نے میرے کمرے کو "غار حرا" قرار دیا تو میں نے اسے برا محسوس کیا۔

دی جانیوالی مجموعی رقم نہیں بتائی۔ خود کہا میں نے ملزم یوسف کو دی جانے والی نقد رقم کے

بارے میں بتایا تھا۔ یہ درست ہے کہ دستاویز ایگزیبٹ پی 7 پر میرے دستخط نہیں۔
رضا کارانہ طور پر کہا یہ دستاویز کمپیوٹرائزڈ ہے۔ یہ درست ہے کہ مارک ای میں اس شخص
کا نام جس نے ڈالر انکیش کرائے تھے موجود نہیں۔ یہ درست ہے کہ جس شخص کے حق
میں ڈالر بھنائے گئے اس کا نام دستاویز میں موجود نہیں۔ میں نے ملزم یوسف کیلئے
ایئر کنڈیشنر 1995ء کے اوائل میں خریدا تاہم مجھے ایئر کنڈیشنر کی خریداری کا صحیح
مہینہ یاد نہیں۔ میں نے ملزم یوسف سے اپنی پہلی ملاقات کے بعد جو جون 1994ء
میں ہوئی ایئر کنڈیشنر خریدا۔ خود کہا کہ چونکہ میں ملزم یوسف سے ملتا تھا اس لئے اس
نے مجھ سے ایئر کنڈیشنر کا مطالبہ کیا تھا لیکن مجھے صحیح مہینہ یا تاریخ یاد نہیں۔

یہ درست نہیں کہ ملزم یوسف پے آرڈر یا ڈرافٹ وغیرہ بنوانے کیلئے مجھے رقم دیا
کرتا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا ملزم یوسف مجھ سے روپے لیا کرتا تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ
دستاویز مارک اے تا ڈی اس سے متعلق ہیں جن کے بنانے اور جاری کرنے کیلئے ملزم
یوسف نے مجھے رقم دی تھی۔ ملزم یوسف ورلڈ اسمبلی کے لفظ کے معنی کی اس انداز میں
تشریح کرتا تھا جیسے کہ مدینہ منورہ میں قائم کی جا رہی ہو اور وزیر اعظم' وزرائے اعلیٰ'
صدر' جرنیلوں' سفیروں جیسی اعلیٰ شخصیات اس کے رکن ہیں۔ میں نے اخبارات میں
مولانا عبدالستار خان نیازی کا بیان پڑھا ہے جس میں انہوں نے ملزم یوسف کے
خیالات کی تصدیق کی ہے لیکن مولانا نیازی نے پھر اپنے پہلے بیان کی تردید کر دی جس
میں کہا گیا تھا کہ انہیں غلط کہا گیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ مولانا عبدالستار نیازی کا پہلا
بیان تمام اخبارات میں شائع ہوا۔ خود کہا کہ صرف روزنامہ جنگ اور امت میرے گھر
آتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا صرف روزنامہ ''خبریں'' نے مولانا عبدالستار نیازی کا
دوسرا بیان شائع کیا تھا جس میں انہوں نے اپنے پہلے بیان کا موقف رد کیا تھا۔ میں نے
مولانا عبدالستار نیازی کا دوسرا بیان ''جنگ'' یا ''امت'' میں پڑھا ہے۔

میں نے ملزم یوسف کا تردیدی بیان روزنامہ جنگ میں پڑھا ہے جس میں اس

نے اپنا تردیدی بیان جاری کیا تھا۔ یہ درست ہے کہ میں نے بیان اگزیبٹ ڈی سی پڑھا ہے۔اس مرحلے پر گواہ کو آج کے لئے پابند کیا گیا۔

محمد ابو بکر علی حلفاً بیان کرتا ہے۔

جرح مسٹر سلیم عبدالرحمان وکیل صفائی:

میں نومبر 1994 میں عمرے کیلئے گیا' میں نے پولیس کو بتایا تھا کہ میں نومبر 1994 میں عمرے کیلئے گیا تھا۔ جب اگزیبٹ ڈی ایچ سے موازنہ کیا گیا تو وہاں یہ بات ریکارڈ پر نہیں تھی۔ میں 15 دن بعد واپس آ گیا۔ میں نے عمرے کی ادائیگی کیلئے ملزم یوسف سے اجازت نہیں لی تھی۔اس نے کہا تھا کہ

ملزم یوسف کہتا تھا کہ مدینہ میں تو مکان ہیں مکین ادھر ہے

عمرے کی ادیگی کی کیا ضرورت ہے؟ عمرہ یہاں ہوسکتا ہے

اور کہا کہ "مدینے میں مکان ہے اور مکین یہاں ہے" میں ملزم سے مارچ یا اپریل 1995 میں یہ مکالمے سن کر نہایت حیران ہوا۔ میری جانب سے عمرے کی ادائیگی کے بعد ملزم یوسف نے کہا کہ وہ پیغمبر اسلامؐ سے میری ملاقات کا انتظام کرائے گا۔ ملزم یوسف کہا کرتا تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کا ظہور متوقع ہے اور وہ سرور کائناتؐ سے ملاقات کا انتظام کرسکتا ہے۔جس پر میں نے پوچھا ایسا کس طرح ممکن ہے؟ اس لئے میں بے حد حیران ہوا۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ ایسا کیونکر ممکن ہے؟ ملزم یوسف کی جانب سے اس کے پیغمبر اسلامؐ ہونے کا دعویٰ مجھے انتہائی قابل اعتراض اور برا لگا۔

جب ملزم یوسف نے اپنے پیغمبر اسلامؐ ہونے کا دعویٰ کیا میں بہت حیران ہوا' مجھ پر کپکپی طاری تھی اور میرے پسینے چھوٹ رہے تھے

میں نے ملزم یوسف سے اس کے دعوے کے بارے میں پوچھا چونکہ بعض اوقات

وہ خود کو ''لباس'' اور بعض اوقات ''مشابہہ'' بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کا نزول متوقع ہے۔ ملزم یوسف غیر معمولی ذہین ہے وہ میرے جیسے عام آدمی پر حاوی ہوسکتا ہے اور میں اسی بناء پر اس سے لوٹا گیا۔

عدالت کے سوال پر گواہ نے کہا کہ اس کے خلاف فوجداری مقدمہ منیر انصاری نے درج کرایا جو عبدالواحد کا دوست ہے اور عبدالواحد ملزم یوسف کا مرید ہے اور یہ کہ مقدمے کے اندراج کے وقت گواہ استغاثہ امریکہ میں تھا۔

وکیل صفائی:

یہ درست ہے کہ جب میرے خلاف مقدمہ درج ہوا منیر انصاری فاروق ٹیکسٹائل ملز کا ڈائریکٹر تھا۔ یہ درست ہے کہ میں نے **2-4-1997** سے قبل تھانے میں کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی۔ ہر ملاقات میں ملزم یوسف خود کو ''رسول اللہ'' کی حیثیت سے ظاہر کرتا' ہر ملاقات میں ملزم یوسف اپنی تقریر میں ایسے مکالمے استعمال کرتا جن کا سمجھنا عام آدمی کی استطاعت سے باہر ہے۔ ان مکالموں میں وہ خود کو پیغمبر اسلامؐ ظاہر کرتا۔ ملزم یوسف کی تقریریں سننے اور اس کے دعوؤں کے بعد میں بے حد پریشان تھا اور یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اور کیا نہیں کرنا چاہیے؟ اس طرح میں ذہنی کشمکش میں گھر گیا جس کی بنا پر خوف کے تحت خاموش رہا اور یوسف کی باتیں مانتا رہا۔ ملزم یوسف کا جو بھی حکم ہوتا اسے بجالاتا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ ملزم یوسف نے پیغمبر اسلامؐ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ جب ملزم یوسف نے پیغمبر اسلامؐ ہونے کا دعویٰ کیا وہ اس وقت اپنے حضرت محمدؐ ہونے کا اعلان کر رہا تھا۔ یہ درست ہے کہ ملزم یوسف یہ کہا کرتا تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کا نزول متوقع ہے۔

میں اس مقدمے کے مستغیث اسماعیل شجاع آبادی سے **22-6-1997** کو ملا جب پولیس نے مجھے بلایا۔ اگر مقدمے کے مستغیث نے مقدمہ درج نہ کرایا ہوتا تو میں خود مقدمہ درج کراتا۔ ملزم یوسف کی لاہور میں ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں

28-2-1997 کوشرکت کے بعد میرے پاس ایسا کافی مواد تھا جس کی بنیاد پر میں مقدمہ درج کراسکتا تھا تاہم 28-2-1997 سے قبل میرے پاس خاطر خواہ مواد نہیں تھا۔ یہ درست ہے کہ میں نے 28-2-1997اور 20-4-1997 کے دوران مقدمہ درج نہیں کرایا اور نہ ہی کوئی درخواست دی۔ میں نے کبھی اپنی بیٹی یا داماد سے نہیں کہا کہ اگر ملزم بری ہوگیا تو میں ملزم کے ساتھ پھر شامل ہو جاؤں گا۔ یہ غلط ہے کہ میں اب بھی ملزم یوسف کا مرید ہوں ۔ یہ درست ہے کہ میں نے 28-2-1997 کوورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے بعد ملزم یوسف سے بیعت فسخ کردی ہے۔ مجھے تصوف، معرفت اور حقیقت قرآن کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے ملزم یوسف کے خلاف پولیس کو یا عدالت میں سازش کے تحت بیان دیا ہے۔

یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے عبدالواحد اور زید زمان کو''اصحاب رسول'' کہا' اپنے صحابی نہیں کہا۔ رانا اکرم مجھ سے 1995ء کو عبدالواحد کے گھر ملا۔ بریگیڈیئر اسلم سے میری ملاقات جون 1994ء میں ہوئی۔ اب میری رانا اکرم گواہ استغاثہ سے دوستی ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں ذاتی عناد، بُغض یا مخالفت کی بنا پر گواہ کی حیثیت سے پیش ہوا۔

گواہ استغاثہ نمبر 8 سعید ظفر کانسٹیبل تھانہ ملت پارک

گواہ استغاثہ نمبر 8 سعید ظفر کانسٹیبل نمبر 10,223 تھانہ ملت پارک لاہور حلفاً بیان کیا:

18-4-1997 کو میں تھانہ ملت پارک لاہور میں متعین تھا۔ میں اور کانسٹیبل عظمت علی اس مقدمے کی تفتیش میں شامل تھے۔ گواہ استغاثہ اطہر اقبال ولد ظفر اقبال نے ایک ویڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 5 پیش کی جو ریکوری میمو ایگزیبٹ پی ای کے ذریعے جس کی میں نے تصدیق کی قبضے میں لی گئی۔

جرح مس رخسانہ لون وکیل صفائی :

ویڈیو کیسٹ تقریباً دس بجے دن پیش کی گئی۔ سب انسپکٹر ملک خوشی محمد اس مقدمے کا تفتیشی افسر تھا۔ ویڈیو کیسٹ میری موجودگی میں سربمہر نہیں کی گئی۔ اطہر اقبال نے صرف ایک ویڈیو کیسٹ پیش کی۔

گواہ استغاثہ نمبر 9: میاں غفار احمد ولد میاں محمد سلیم ذات ارائیں عمر 38 سال حال ریذیڈنٹ ایڈیٹر روزنامہ ''خبریں'' ملتان۔ حلفاً بیان کیا:

میں نے جریدہ ''تکبیر'' سے ملزم یوسف کذاب جس نے اپنے ''انا محمدؐ'' جس کا مطلب ''میں محمدؐ ہوں'' ہونے کا دعویٰ کیا تھا' کافی مواد حاصل کرلیا تھا۔ مجھے رسالہ ''تکبیر'' کے ذریعے معلوم ہوا کہ ملزم یوسف اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے بعد میں نے ملزم یوسف سے 21-3-1997 کو ٹیلی فون پر رابطہ کیا۔ ملزم لاہور میں موجود تھا جب کہ میں بھی لاہور ہی میں تھا۔ روزنامہ ''خبریں'' لاہور کے ڈپٹی ایڈیٹر اور انسپکشن ٹیم کے انچارج کی حیثیت سے میں ملزم یوسف سے اس کے گھر واقع 218/Q بلاک ڈیفنس لاہور میں 22-3-1997 کو دو بجے دن ملا۔ میں ملزم یوسف کے گھر تقریباً ایک گھنٹہ رہا۔ اس ملاقات سے قبل میں نے ویڈیو کیسٹ دیکھی

گواہ استغاثہ نمبر 9 میاں غفار احمد
مؤلف کتاب

تھی اور آڈیو کیسٹ سنی تھی۔ میں نے مذکورہ ڈائری کے اوراق بھی دیکھے اور پڑھے تھے۔

ملزم یوسف نے بات چیت کے دوران کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ''خلافت عظمیٰ'' عطا کی ہے۔ میں نے لفظ ''خلافت عظمیٰ'' کی وضاحت کیے جانے کو کہا جس پر ملزم نے میری تعلیمی حیثیت پوچھی۔ میں نے اسے بتایا کہ میں نے ماس کمیونیکیشن (ابلاغیات)

میں ایم اے کیا ہے۔ جس پر اس نے کہا کہ دنیاوی تعلیم نہیں میں نے تمہاری دینی تعلیم کے بارے میں پوچھا ہے۔ جس پر میں نے بتایا کہ مسلمان کی حیثیت سے میں نے قرآن پڑھا ہے۔ جس پر اس نے لفظ ''خلافت عظمیٰ'' کے معنی کی وضاحت کی۔ اس نے مجھے بتایا کہ سب سے پہلے ''خلافت عظمیٰ'' حضرت آدمؑ کو عطا کی گئی۔ ان کے بعد یہ تمام پیغمبروں کے لیے جاری رہی اور پھر حضرت محمدﷺ تک پہنچی۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور اب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ''خلافت عظمیٰ'' میرے پاس ہے۔ مجھے لاہور اور کراچی کی بعض خواتین کے بارے میں معلوم ہوا تھا جنہیں ملزم یوسف نے ازدواج مطہرات

مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت عظمیٰ عطا ہوئی: کذاب یوسف کا راقم الحروف کے روبرو دعویٰ

قرار دیا تھا۔ اس لیے میں نے اس بارے میں ملزم یوسف سے پوچھا جس پر اس نے اپنی میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر میز پر رکھی اور کہا کہ یہ کراچی، لاہور، اسلام آباد کے سینئر ڈاکٹروں کی رپورٹیں ہیں جن کے مطابق میں جنسی طور پر فٹ نہیں ہوں اور کہا کہ

اس نے مزید بتایا کہ جب یہ صلاحیت ختم ہوئی تو وہ 40 سال کا تھا۔ اس نے مزید بتایا کہ ایسا 9 ربیع الاول کو ہوا یہ کہ اس کی تاریخ پیدائش بھی 9 ربیع الاول ہے مزید یہ کہ اسے 9 ربیع الاول ہی کو ''خلافت عظمیٰ'' عطا کی گئی۔ میں نے ''ازدواج مطہرات'' کے بارے میں اپنا سوال دہرایا جس پر اس نے ایک کتاب لاکر میز پر رکھ دی۔ کتاب کا نام ''مرد کامل'' تھا۔ میں نے کتاب نہ پڑھی اور اپنے سوال کا براہ راست جواب پوچھا۔ اس نے کہا وہ لاہور اور کراچی سے تعلق رکھنے والی ایسی خواتین سے کبھی نہیں ملا۔ تاہم ممکن ہے کہ یہ خواتین اس سے ملی ہوں۔ میں اس کی تردید نہیں کرتا۔ اس لیے کہ یہ خواتین اپنے موقف میں درست ہیں اور میں اپنے موقف میں صحیح

ہوں۔ میں نے اس ضمن میں کچھ وضاحت چاہی جس پر اس نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے نیک لوگوں کی شکل میں دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔

جب اسے ”خلافت عظمیٰ“ دی گئی تو اس سے سیکس کا عنصر ختم ہو گیا

اللہ اپنی صوابدید کے مطابق دنیا میں حضرت داتا گنج بخشؒ ‘ حضرت معین الدین چشتیؒ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ یا حضرت محمدؐ یا میری شکل میں آ سکتا ہے۔ یہ بات چیت میرے اور ملزم یوسف کے درمیان تھی ‘ جو عدالت میں موجود ہے۔ میں روزنامہ ”خبریں“ لاہور میں اس کی یہ بات چیت شائع کرتا رہا ہوں اور میں نے اپنے بیان میں پولیس کو بھی بتا دیا ہے۔

جرح مسٹر سلیم عبدالرحمن ‘ وکیل صفائی

میں مذکورہ تاریخ پر دس بجے رات تھانے پہنچا۔ میں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر ٹیلی فون کیا تھا جس پر مجھے معلوم ہوا کہ مولانا اسماعیل شجاع آبادی تھانہ ملت پارک گئے ہیں۔ اس لیے میں بھی تھانے گیا۔ میرے تھانہ پہنچنے سے قبل ہی فوری

یہ اللہ کی مرضی کہ وہ حضرت داتا گنج بخشؒ، حضرت معین الدین چشتیؒ ، بابا فرید شکر گنجؒ یا میری شکل میں دنیا میں آئے: کذاب یوسف کی خرافات

مقدمہ درج ہو گیا تھا۔ میں تھانہ پہنچنے سے قبل گواہ استغاثہ محمد اسماعیل شجاع آبادی سے مل چکا تھا۔ میری ان سے کئی ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ مجھے یاد نہیں کہ میری مولانا شجاع آبادی سے پہلی ملاقات کب ہوئی تھی۔ غالباً یہ مارچ میں تھی۔ کیونکہ ریکوری کی کارروائی میری موجودگی میں ہوئی تھی۔ اس لیے میں نے فرد مقبوضگی پر دستخط کیے۔

پولیس نے میری موجودگی میں پارسل سربمہر کردیا تھا۔ ویڈیو کیسٹ کا رنگ سیاہ تھا وہاں آڈیو کیسٹ اور ڈائری کے بائیس اوراق بھی تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ آیا یہ تمام اشیاء ایک پارسل میں رکھی گئیں۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے تھانے میں کتنے صفحات پر دستخط کیے۔ میری یاد داشت اچھی ہے مجھے اپنے اور ملزم یوسف کے درمیان 22-3-1997 کو ہونے والی بات چیت اچھی طرح یاد ہے۔ تھانے آمد سے قبل میری ملزم یوسف کے ساتھ بات چیت میرے ذہن میں تھی یہ کوئی عام اور سادہ مقدمہ نہیں تھا۔ ملزم یوسف کی جانب سے پیغمبری کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ اس لیے میں دینی علماء سے اس مسئلے پر صلاح مشورہ کرتا رہا تھا۔

میں نے ویڈیو کیسٹ وغیرہ قبضے میں لیے جانے کے دن بات چیت کے بارے میں نہیں بتایا۔ میں نے ویڈیو کیسٹ اپنے گھر اور اپنے دفتر میں بھی دیکھے تھے۔ میں نے آڈیو کیسٹ اپنے گھر اور اپنی کار میں بھی سنا۔ آڈیو کیسٹ میرے دفتر میں سب لوگوں نے سنا۔ جب میرے دفتر میں آڈیو کیسٹ سنا گیا تو مستغیث وہاں موجود نہیں تھا۔ آڈیو کیسٹ سنے جانے کے موقع پر پبلک کا کوئی آدمی موجود نہین تھا۔ میں 1992ء سے روزنامہ ''خبریں'' کا ملازم ہوں۔ ''خبریں'' کی شہرت بھی بہت اچھی ہے۔ اسی طرح چیف ایڈیٹر ضیا شاہد کی شہرت بھی بہت اچھی ہے۔ یہ غلط ہے کہ بہت سے صحافیوں نے ضیا شاہد کی اچھی شہرت نہ ہونے کے بارے میں بہت کچھ لکھا۔ یہ درست ہے کہ صحافت ایک مقدس کام ہے میں اس بات سے متفق ہوں کہ اس مقدس پیشے کا غلط استعمال غلیظ چیز ہے۔ میں کبھی اس پیشے کے غلط استعمال میں ملوث نہیں ہوا۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی روزنامہ ''خبریں'' نے ملزم یوسف کے خلاف زنا کے ارتکاب کا الزام لگایا ہو۔ رضا کارانہ طور پر کہا ہم نے جو کچھ سنا' وہ شائع کیا۔ ملزم یوسف کے بارے میں پہلی خبر میں نے 23-3-1997 کو شائع کی۔ مجھے اس خبر کی سرخی ''فوجی بھگوڑا پٹڑی سے اتر گیا'' کی حد تک یاد ہے۔ میں نے جو سنا اخبار میں چھاپ دیا۔

اخبار کو جو بھی بیان دیا جاتا ہے وہ اخبار میں شائع کر دیا جاتا ہے۔ صحافت کے لیے یہ اچھا ہے کہ اس کی تصدیق کر لی جائے۔

ملزم یوسف سے متعلق اس مقدمے کی 95 فیصد خبریں میں نے شائع کیں۔ خواتین کے ناموں کا خبر میں ذکر نہیں صرف نام کا پہلا لفظ مثلاً (م)' (ت) اور (ز) لکھے گئے ہیں۔ میں ان خواتین کے نام بتا سکتا ہوں جن کے لیے (م)' (ت) اور (ز) کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ صحافت کے حوالے سے میری جانب سے خبروں میں خواتین کے ناموں کا شائع نہ کرنا کوئی بری بات تھی۔ آداب صحافت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ میں نے خبر میں خواتین کے نام نہیں چھاپے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ہم عموماً خواتین کے پورے نام شائع نہیں کرتے۔ میں نہیں جانتا کہ ہماری جانب سے اخبار میں کوئی ایسا الزام شائع ہوا ہو' کہ ملزم یوسف نے اپنے حقیقی بھائی کو قتل کیا۔ مجھے یاد نہیں کہ ہم نے اخبار میں چھاپا کہ ملزم یوسف نے اپنے بھائی کو زہر دے کر ہلاک کیا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں ضیا شاہد کا پیغام لے کر ملزم یوسف کے پاس گیا' یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ملزم یوسف سے 3 کروڑ روپے طلب کیے گئے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ملزم یوسف نے اس رقم کی ادائیگی سے انکار کیا۔ جس پر ہم نے اخبار میں ''خبریں'' شائع کر کے اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔ میں کبھی گواہ استغاثہ محمد اسماعیل شجاع آبادی کے پاس ضیا شاہد کا پیغام لے کر نہیں گیا۔ گواہ استغاثہ محمد اسماعیل شجاع آبادی ممکن ہے خود ضیا شاہد سے ملا ہو' میں ملاقاتوں کی تعداد نہیں بتا سکتا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ''خبریں'' میں جس قسم کی خبریں شائع ہوتی ہیں' وہ روزنامہ ''نوائے وقت' 'اور ''جنگ'' میں نہیں چھپتیں۔ میں ریکارڈ لے کر تاریخیں بتا سکتا ہوں۔

میں نے اپنا بیان 17-4-1997 کو تھانہ ملت پارک میں دیا۔ کیونکہ روزنامہ ''خبریں'' میں 23-3-1997 سے خبریں شائع ہو رہی تھیں۔ اس لیے پولیس نے مجھے بلایا۔ یہ بات پولیس کے علم میں تھی کہ میں مقدمے کا گواہ ہو سکتا ہوں۔ میں نے

بات چیت رسالہ ''تکبیر'' کے حوالے سے شروع کی اور ''خلافت عظمیٰ'' کے لفظ سے فقرہ شروع کیا۔ جب میں نے ملزم یوسف سے اس کے ''پیغمبر اسلام'' ہونے کے دعوے کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ ''خلافت عظمیٰ'' کا دعویدار ہے۔ ملزم یوسف نے اس بات کی تردید نہیں کی تھی کہ وہ نبوت کا دعویدار نہیں۔ تاہم اس کی بات کا محور ''خلافت عظمیٰ'' رہی۔ میں ''خلافت عظمیٰ'' اور نبوت کے دعوے کے درمیان فرق کی تفصیلات نہیں جانتا۔ ملزم یوسف نے میرے سامنے یہ نہیں کہا کہ وہ ''پیغمبر'' ہے۔ اس نے میری موجودگی میں ''خلافت عظمیٰ'' کی وضاحت کی تھی اور ''خبریں'' میں بھی ایسا ہی شائع ہوا تھا۔

میں نے 17-4-1997 کو ہفت روزہ ''تکبیر'' میں شائع ہونے والے حقائق کے حوالے سے پولیس کو اپنے بیان میں کوئی بات نہیں کہی۔ رضا کارانہ طور پر کہا پولیس کے سامنے میرا مختصر بیان ریکارڈ کیا گیا۔ میں نے پولیس کو بتایا کہ میں نے ملزم یوسف سے 21-3-1997 کو رابطہ کیا میری اس سے ملاقات 22-3-1997 کو ہوئی جب ایگزیبٹ ڈی آئی سے موازنہ کیا گیا تو وہاں سے بات ریکارڈ پر نہ تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے پولیس کو بتایا ہو کہ میں نے آڈیو کیسٹ سنے اور وڈیو کیسٹ دیکھے ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے پولیس کو بتایا ہو کہ میں ملزم یوسف سے اس کے گھر پر ایک گھنٹے تک ملا ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے پولیس کو بتایا ہو کہ ''خلافت عظمیٰ'' سے متعلق سوال پر ملزم یوسف نے مجھ سے میری تعلیم پوچھی' یہ درست ہے کہ میں نے اخبار میں یہ شائع کیا کہ بائیس صفحات پر مشتمل ڈائری کی رو سے ملزم یوسف نے اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا۔ میں نے سنا ہے کہ ڈائری ایگزیبٹ [illegible] 8 ملزم یوسف کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

میں 12 جون 1997ء سے روزنامہ ''خبریں'' ملتان کا ریذیڈنٹ ایڈیٹر ہوں۔ یہ درست ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا صدر دفتر ملتان میں واقع ہے۔ میں کبھی

مذکورہ دفتر نہیں گیا۔ اگر مجلس تحفظ ختم نبوت دفتر جانے کے بارے میں ملتان کے اخبار میں شائع ہوا ہے تو یہ غلط ہے۔ میں مستغیث کی تحریک پر ملزم یوسف کے پاس نہیں گیا۔ میں نے مولانا عبدالستار نیازی کا تردیدی بیان پڑھا ہے جو مولانا نے ''خبریں'' سمیت کئی اخبارات میں شائع کرایا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں نے مولانا عبدالستار نیازی سے وضاحت حاصل کی۔ اسے میں نے اخبار میں شائع کیا۔ یہ درست ہے کہ وضاحت صرف روزنامہ ''خبریں'' میں شائع ہوئی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کیونکہ میں نے مولانا سے رابطہ کیا تھا' اس لیے وضاحت صرف روزنامہ ''خبریں'' میں شائع ہوئی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے مولانا عبدالستار نیازی سے رابطہ نہیں کیا تھا اور میں نے اپنے طور پر وضاحت اخبار میں شائع کردی۔ میں نہیں جانتا کہ آیا لاہور ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس خالد پال خواجہ نے مجھے ملزم یوسف کے خلاف میڈیا ٹرائل شروع کرنے سے روکے جانے کے بارے میں کوئی حکم دیا تھا۔

میں ملزم کے نام کے ساتھ کذاب اس لیے لکھتا ہوں کہ وہ جھوٹا شخص ہے

یہ درست ہے کہ ملزم یوسف کو ابھی تک سزا نہیں ملی۔ یہ درست ہے کہ میں آج تک ملزم یوسف کے نام کے ساتھ کذاب لکھتا ہوں۔ کذاب سے مراد ایسا شخص ہے جو جھوٹ بولتا ہو۔ یہ غلط ہے کہ ملزم یوسف نے میری موجودگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کیونکہ میری ملزم یوسف سے ملاقات ایک گھنٹے کی تھی اس لیے میں جانتا ہوں کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ یہ درست ہے کہ اس بنیاد پر میں ملزم یوسف کے نام کے ساتھ کذاب لکھتا ہوں۔ میں نے ملزم یوسف کی ولادت 9 ربیع الاول کو ہونے کے بارے میں پولیس کو نہیں بتایا۔ ملزم یوسف نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت داتا گنج بخشؒ ' حضرت بابا فرید صاحبؒ اور پیغمبر اسلامؐ جیسی صورتوں میں دنیا میں آتا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا تاہم میں نے ملزم کی جانب سے بولے جانے والے ایسے حقائق

اخبار میں شائع کیے تھے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے تین کروڑ روپے کی بلیک میلنگ کی رقم کی ادائیگی نہ ہونے پر غلط بیان دیا ہے۔

گواہ استغاثہ نمبر 10 وقار الحق سب انسپکٹر

گواہ استغاثہ نمبر 10 وقار الحق، سب انسپکٹر اردو سٹینو گرافر سپیشل برانچ پنجاب لاہور، حلفاً بیان کیا۔

1997ء میں ملک ریاض سب انسپکٹر تھانہ ملت پارک میرے گھر واقع وحدت کالونی لاہور آیا اس نے مجھے دو آڈیو کیسٹ ڈکٹیشن (املاء) کے لیے دیئے۔ میں نے کیسٹ دو بار سنے۔ اس کے بعد میں نے رف نوٹس لیے اور تحریر کا صاف پرنٹ تیار کرنے کے بعد اسے سب انسپکٹر ریاض کے سپرد کر دیا۔

جرح وکیل صفائی

آڈیو کیسٹ جب مجھے ملے وہ سر بمہر تھے۔ میں نے سر بمہر پارسل ریاض کی موجودگی میں کھولے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آڈیو کیسٹ سر بمہر پارسل میں ریاض کو واپس کیے یا کھلی شکل میں۔ اس نے مجھے ان کیسٹوں کی ڈکٹیشن (املاء) کے لیے کسی عدالت کا کوئی حکم نہیں دکھایا۔ رضا کارانہ طور پر کہا یہ میرے فرائض کا حصہ ہے۔ یہ درست ہے کہ مہر توڑنے کا کوئی حکم نہیں تھا۔ اس مرحلہ پر فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی نے گواہ کا بیان دوبارہ قلم بند کیے جانے کے لیے کہا کیونکہ اس کے بیان سے کچھ ابہام پیدا ہوا تھا۔

ڈسٹرکٹ اٹارنی کا ''ری ایگزامینشن'':

ریاض سب انسپکٹر نے مجھے ویڈیو کیسٹ کی جو وہ اپنے ہمراہ لایا تھا ڈکٹیشن (املاء) کے لیے کہا میں نے ویڈیو کیسٹ اسے ان ریمارکس کے ساتھ لوٹا دیئے کہ میں صرف آڈیو کیسٹ کی املاء کا ماہر ہوں۔

وکیل صفائی

کچھ نہیں پوچھا' موقع دیا گیا۔

گواہ استغاثہ نمبر 11 محمد سرور

گواہ استغاثہ نمبر 11 محمد سرور ولد محمد یوسف' پیشہ کمپوزنگ (نجی طور پر) ساکن مکان نمبر 626 سٹریٹ نمبر 55 کوتوالی محلّہ صدر بازار لاہور کینٹ حلفاً بیان کیا۔

اپریل 1997ء میں بعض پولیس افسر میرے پاس آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کی کمپوزنگ کے لیے آئے جس پر میں نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کی کمپوزنگ کی۔

جرح وکیل صفائی

میں نے کمپوزنگ کا پیشہ 1994ء میں شروع کیا۔ میں محکمہ پولیس کا ملازم نہیں ہوں۔ میں نے کیسٹوں کا متن ہاتھ سے ترتیب دیا۔ میں نے ایک آڈیو اور دو ویڈیو کیسٹ کمپوز کیے۔ میں نے پولیس کی جانب سے دیا جانے والا کام پہلی بار کمپوز کیا۔ میں پولیس افسروں کے نام نہیں جانتا جو اس کام کے لیے چار بجے شام آئے تھے۔ ایک پولیس افسر میرے پاس کمپوزنگ کے لیے آیا۔ پولیس نے میرا بیان 22 جون 1997ء کو قلمبند کیا۔

گواہ استغاثہ نمبر 12 ساجد منیر ڈار

ساجد منیر ڈار ولد نذیر احمد ڈار' ذات کشمیری' سرکاری ملازم ساکن 43/C۔ وحدت روڈ لاہور۔ حلفاً بیان کیا۔

میں عدالت میں موجود ملزم یوسف کو جانتا ہوں۔ میرے دوست سہیل ضیا نے مجھے ملزم سے متعارف کرایا تھا۔ میں ملزم سے مسجد بیت الرضا میں جو چوک یتیم خانہ میں واقع ہے' ملتا رہا ہوں۔ دسمبر 1995ء میں نماز جمعہ کے بعد میں مسجد سے ملحق حجرہ میں ملزم یوسف سے ملا۔ ملزم یوسف نے مجھ سے کہا کہ اگر وہ پیغمبر اسلام ؐ سے میری ملاقات کرا دے تو آیا اس کی میرے نزدیک کوئی قیمت ہوگی یا نہیں؟۔ میں نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ اس نے کہا جب تک پیغمبرؐ سے میری ملاقات نہ ہو جائے

مجھے موت نہیں آئے گی۔ ملاقات کی صورت میں میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ میں جہنم میں نہیں جاؤں گا اور یہ کہ میں جنت میں جاؤں گا۔ اس نے مجھے اپنی سونے کی انگوٹھی دیئے جانے کو کہا اور مجھے اگلے روز ڈیفنس لاہور میں واقع اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ میں اگلے دن اپنے دوست سہیل ضیا کے ساتھ شام کو ملزم یوسف کے گھر گیا۔ ملزم نے اپنے گھر میں ایک خاص حجرہ بنا رکھا تھا۔ وہ مجھے اکیلے اس حجرے میں لے گیا۔ جب کہ بہت سے دوسرے افراد مین ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔

''ملزم یوسف نے کہا کہ میں خوش قسمت ہوں جو ''پیغمبر اسلامؐ'' سے ملنے جا رہا ہوں۔ اس نے مزید کہا کہ وہ ''محمدؐ'' ہے۔ اس کے بعد وہ مجھ سے بغلگیر ہوا۔ اس نے کہا کہ ''محمدؐ'' سے مراد یہ ہے کہ وہ (یوسف) پیغمبر ہے''۔

اس طرح ملزم یوسف نے جو عدالت میں موجود ہے' پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ایسا کئی مرتبہ کراچی کے لوگوں بالخصوص رانا اکرم وغیرہ کے ساتھ بھی ہو چکا ہے۔ پولیس نے میرا بیان قلمبند کیا۔

جرح وکیل صفائی:

پولیس نے میرا بیان **14-4-1997** کو قلمبند کیا۔ میں نے اپنے بیان پر دستخط نہیں کیے۔ میں خود تھانے گیا تھا۔ جب مجھے دوست نے بتایا کہ ملزم یوسف کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کیا جا چکا ہے۔ میں آٹھ' نو بجے شام تھانے گیا۔ میں تین یا چار مرتبہ ملزم یوسف کے گھر واقع ڈیفنس گیا۔ اس مکان کا نمبر **218/Q** تھا اور یہ ایک بڑا مکان تھا۔ مجھے مکان کے گیٹ کا رنگ یاد نہیں۔ مکان کا بیرونی رنگ اینٹ جیسا تھا۔ میں ملزم کے ساتھ کبھی کراچی نہیں گیا۔ میں نے پولیس کے سامنے یہ نہیں کہا کہ میں ملزم یوسف کے ہمراہ کراچی گیا ہوں۔ جب ایگزیبٹ ڈی سے موازنہ کیا گیا تو وہاں ایسا اندراج تھا۔ میں ملزم سے چھ' سات مرتبہ ملا ہوں۔ میں نے ملزم کے خلاف مقدمے کے اندراج کے بارے میں اخبار میں پڑھا۔ میں نے اخبار میں ملزم

کے خلاف مقدمے کے اندراج کے بارے میں مارچ 1997ء میں پڑھا۔ جب میں تھانے گیا سہیل ضیا بھی میرے ہمراہ تھا۔ سہیل ضیا کے والد کا نام امین ضیا ہے۔ میں رانا اکرم کے والد کا نام نہیں جانتا۔ اسی طرح میں بریگیڈیئر اکرم کے والد کا نام بھی نہیں جانتا۔ مزید یہ کہ میں ارشد کے والد کا نام نہیں جانتا۔ اسی طرح میں گواہ استغاثہ نعمان الٰہی کے والد کا نام بھی نہیں جانتا۔ میں گواہوں کی رہائش گاہیں بھی نہیں جانتا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے میں نے استغاثہ کے گواہوں کے بارے میں تفصیلات مہیا نہیں کیں۔ جب ایگزیبٹ ڈی آئی سے موازنہ کیا گیا تو وہاں ایسا اندراج تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ پولیس افسر نے خود گواہوں کے کچھ کوائف اپنے طور پر میرے بیان میں لکھ دیئے۔ میں گواہ استغاثہ رانا اکرم کو جانتا ہوں' میں گواہ استغاثہ نعمان علی کو نہیں جانتا' میں گواہ استغاثہ اطہر اقبال کو جانتا ہوں۔ اطہر اقبال اور سہیل ضیا آپس میں رشتہ دار ہیں۔ میں گواہ استغاثہ اطہر اقبال کو گزشتہ چھ' سات سال سے جانتا ہوں۔

ملزم یوسف کے مکان کا نام ''جنت طیبہ'' ہے۔ جب میں ملزم یوسف کے گھر گیا تو مجھے اس مکان کا نام قابل اعتراض نہیں لگا۔ لیکن اب میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ نام کسی حد تک قابل اعتراض ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نقطہ نظر سے یہ نام قابل اعتراض ہے۔ فی الحقیقت میں اس نام کو درست نہیں سمجھتا۔

میں اس نام کے قابل اعتراض ہونے کی اسلامی وجوہات نہیں بتا سکتا۔ میں مسجد بیت الرضا میں 1996ء سے چار' پانچ مرتبہ نماز پڑھتا رہا۔ کیونکہ میری ملزم یوسف سے 1995ء کے آخر میں ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے پولیس کو بتایا تھا کہ میں ملزم یوسف کے مذہبی علم سے بہت متاثر ہوا۔ مجھے وہ تاریخ یاد نہیں' جب ملزم یوسف نے اپنے ''انا محمدؐ'' ہونے کا اعلان کیا۔ ممکن ہے ایسا 1996ء کے وقت میں ہوا ہو۔ جب ملزم نے اپنے ''انا محمدؐ'' ہونے کا دعویٰ کیا تو مجھے انتہائی دکھ ہوا۔ میرے نزدیک یہ بڑا کفر ہے۔ آخری بار میری ملزم یوسف سے ملاقات اپریل 1996ء میں ہوئی۔

ملزم یوسف کی جانب سے اس کے ''انا محمدؐ'' ہونے کا اعلان مجھے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف لگا۔ میں نے خود مقدمہ درج نہیں کرایا کیونکہ میرے پاس اس بارے میں خاطر خواہ شہادت نہیں تھی۔ خاطر خواہ شہادت سے میری مراد تائیدی شہادت ہے۔ میری گواہ استغاثہ رانا اکرم سے پہلی مرتبہ سہیل ضیا کے مکان میں مارچ 1997ء میں ملاقات ہوئی۔ سہیل ضیا نے مجھے رانا اکرم سے متعارف کرایا۔ میری گواہ استغاثہ بریگیڈیئر اسلم سے عدالت میں ملاقات ہوئی۔ سہیل ضیا نے ان سے میرا تعارف کرایا۔ پھر کہا رانا اکرم نے مجھے بریگیڈیئر اسلم گواہ استغاثہ کے بارے میں بتایا۔ میری رانا اکرم سے لاہور میں کئی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ میری رہائش وحدت روڈ پر واقع ہے۔ مسجد بیت الرضا کا فاصلہ میرے گھر سے سات' آٹھ کلو میٹر ہوسکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ راستے میں کئی مساجد آتی ہیں۔ جب ملزم یوسف نے اپنے ''انا محمدؐ'' ہونے کا دعویٰ کیا میں اور وہ اکیلے تھے۔ میں ملزم یوسف کے کسی مرید کا نام نہیں بتا سکتا جو میں ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے آج غلط بیانی کی ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میری ملزم یوسف سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ اخبار میں اس کی تصویر دیکھ کر میں محمد اسماعیل شجاع آبادی سے ملا۔ میری محمد اسماعیل شجاع آبادی سے ملاقات میجر مبشر اللہ ایس پی کے دفتر میں 24-4-1997 میں ہوئی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں رانا اکرم گواہ استغاثہ کے کہنے پر اس مقدمے میں گواہ کی حیثیت سے پیش ہوا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ اس مقدمے یا وقوع سے دو' تین سال پہلے سے ملزم یوسف مسجد بیت الرضا میں جمعہ کی تقریر کررہا تھا۔ میری گواہ استغاثہ سہیل ضیا سے گزشتہ سولہ' سترہ سال سے دوستی ہے۔

گواہ استغاثہ نمبر 13 ریاض احمد

بیان ریاض احمد' سب انسپکٹر سی آئی اے صدر ڈویژن لاہور' حلفاً بیان کیا۔

29-3-1997 کو میں تھانہ ملت پارک لاہور میں متعین تھا۔ تقریباً پونے دس

بجے رات مذکورہ تاریخ پر درخواست ایگزیبٹ پی سی محمد اسماعیل شجاع آبادی کی جانب سے موصول ہوئی۔ درخواست ایگزیبٹ پی سی وڈی ایس پی لیگل کی قانونی رائے جس کی منظوری ایس پی سے ایگزیبٹ پی ایف کے ذریعے ہوئی تھی' موصول ہوئی۔ جس کی بنیاد پر میں نے رسمی ایف آئی آر ایگزیبٹ پی سی 1 درج کی۔ میں نے ایف آئی آر اپنی جانب سے کسی اضافے یا ترمیم کے بغیر درج کی۔ مقدمے کے اندراج کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی نے میرے روبرو ایک آڈیو کیسٹ پی 1 اور ایک ویڈیو کیسٹ پی 2 اور ڈائری پی 3/ 22-1 کے بائیس صفحات پیش کیے جو میں نے مولانا ظفر اللہ شفیق اور میاں عبدالغفار کی موجودگی میں بذریعہ فرد مقبوضگی ایگزیبٹ پی ڈی جو میں نے تیار کی تھی اور جس پر میں نے دستخط کیے تھے' اپنے قبضے میں لے لی۔ میں نے محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ضمنی بیان قلمبند کیا اور استغاثہ کے گواہوں کے مزید بیانات بھی قلمبند کیے۔

اس کے بعد مستغیث محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہمراہ موقع پر جو مسجد بیت الرضا کے نام سے معروف ہے اور چوک یتیم خانہ پر واقع ہے' گیا۔ میں نے موقع کا معائنہ کیا اور اس کا رف خاکہ ایگزیبٹ پی جی تیار کیا۔ معائنے کے دوران استغاثہ کے چار گواہ جن کے نام ممتاز اعوان' میاں محمد اویس' محمد افضل اور شوکت علی ہیں' میرے سامنے پیش ہوئے۔

میں نے ان کے بیانات زیر دفعہ 161 ضابطہ فوجداری قلمبند کیے۔ آڈیو کیسٹ سننے کے بعد میں نے آڈیو کیسٹ پی 1 کا ٹرانسکرپٹ مورخہ 3-3-1997 کو ضمنی میں اندراج کیا۔ میں نے ٹرانسکرپٹ سپیشل برانچ کے سب انسپکٹر وقار کے ذریعے 7-4-1997 کو تیار کرایا تھا۔ مجھ سے تفتیش ایک دوسرے افسر کو تبدیل کر دی گئی۔ میری تفتیش کے بعد میری رائے تھی کہ ملزم یوسف نے اپنے ''پیغمبر'' ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے ساتھیوں کو ''اصحاب رسولؐ'' قرار دیا۔ میں نے اسے گرفتار کرنا تھا لیکن مجھے

معلوم ہوا کہ وہ چوہنگ سب جیل میں بند ہے۔ میں نے ضمنی میں لکھا کہ عدالت مجاز سے اجازت حاصل کرنے کے بعد ملزم یوسف کو شامل تفتیش کیا جائے گا۔

جرح وکیل صفائی:

میں نے بہت سے مقدمات کی تفتیش کی ہے۔ تفتیش کا مقصد مواد حاصل کر کے اسے عدالت کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اگر کوئی شہادت صفائی میں بھی پیش کی جائے تو وہ بھی عدالت میں پیش کی جاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ ایگزیبٹ جی میں' میں نے تقریر کی تاریخ 28-2-1996 لکھی ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا صحیح تاریخ 28-2-1997 ہے یہ تاریخ مجھ سے غلطی سے لکھی گئی تھی۔ یہ درست ہے کہ میں نے ملزم یوسف کے نام کے ساتھ کذاب لکھا ہے۔ کذاب کا مطلب جھوٹا ہے۔ ایف آئی آر کے مندرجات سے میرے ذہن نے یہ تاثر لیا کہ ملزم جھوٹا ہے۔ اس لیے میں نے اس کے نام کے ساتھ کذاب یعنی یوسف کذاب لکھا۔ میں نے ایگزیبٹ پی جی کا استغاثہ کے گواہوں کے بیان قلمبند کرنے سے قبل رف خاکہ تیار کیا تھا۔ جب میں مسجد بیت الرضا گیا مسجد کا جانشین یوسف رضا وہاں موجود نہیں تھا۔ یہ غلط ہے کہ یوسف رضا وہاں موجود تھا اور اس نے ملزم یوسف کے حق میں بات کی۔ رسمی ایف آئی آر کے اندراج سے قبل مقدمے کا مستغیث میرے پاس تھانے نہیں آیا۔

آڈیو کیسٹ کے اقتباسات

''کائنات کے مسلمانو! اے خوش نصیبو! آج یہاں پر نور کی کرنیں نچھاور کرنی ہیں۔ یہاں اس محفل میں کم از کم سو صحابی موجود ہیں۔ صحابی وہی ہوتا ہے ناں جس نے اپنی زندگی میں حضرت محمدؐ کو دیکھ کر ایمان لایا ہو اور اسی محفل میں رسول اللہ بھی موجود ہیں

جب میں ایف آئی آر درج کر رہا تھا مستغیث گواہوں کے ہمراہ تھانے آیا۔ جبکہ

مجھے شکایت ایگزیبٹ پی سی ڈاک کے ذریعے موصول ہوئی تھی۔ مستغیث مقدمہ کی پیروی کرر ہا تھا۔ اس لیے یہ بات اس کے علم میں تھی کہ مقدمے کی رمی ایف آئی آر (فرسٹ انفارمیشن رپورٹ) درج کی جارہی ہے۔ عبدالغفار اور مولانا ظفراللہ شفیق مستغیث کے ہمراہ تھانے آئے۔ مجھے اونچا سنتا ہے' یہ درست نہیں کہ اونچا سننے والا شخص کسی حقیقت میں غلطی کرسکتا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا ایسا شخص حقائق کی تصدیق کرسکتا ہے۔ میں نے آڈیو کیسٹ سنی تھی۔ میں نے سب انسپکٹر وقار کے ذریعے اس کا ٹرانسکرپٹ تیار کرایا چونکہ وڈیو کیسٹ مستغیث نے اس موقف کے ساتھ مجھے پیش کی تھی کہ اس میں ملزم یوسف کی آواز ہے اس لیے یہ میرے علم میں تھا کہ آڈیو کیسٹ میں ملزم یوسف کی آواز ہے۔ ملزم یوسف نے آڈیو کیسٹ میں اپنی تقریر درج ذیل الفاظ سے شروع کی۔

''کائنات کے مسلمانو! اے خوش نصیبو! آج یہاں پرنور کی کرنیں نچھاور کرنی ہیں۔ یہاں اس محفل میں کم ازکم سو صحابی موجود ہیں۔ صحابی وہی ہوتا ہے ناں جس نے اپنی زندگی میں حضرت محمدؐ کو دیکھ کر ایمان لایا ہو اور اسی محفل میں رسول اللہ بھی موجود ہیں۔ ہیں ناں پھر دوران تقریر یوسف علی ملزم نے دو اشخاص کو جن کے تعارف زید زمان اور عبدلواحد کرائے' ان کو بطور صحابی پیش کیا گویا ملزم یوسف کی تقریر ایسے محسوس ہورہی تھی، نعوذ باللہ یہ شخص اپنے آپ کو رسول پاکؐ سے تشبیہ دے رہا ہو اور ان دو اشخاض کو بطور صحابی پیش کردیا ہے۔''

جرح وکیل صفائی:

میں نہیں جانتا کہ ملزم یوسف نے اپنی تقریر سے قبل قرآن کی کئی آیات تلاوت کی تھیں۔ کیونکہ میں نے آڈیو کیسٹ اس فقرے سے سنا جس کا میں نے اوپر ذکر اردو میں کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے اپنی تقریر کے دوران کئی آیات تلاوت کیں۔ یہ درست ہے کہ جب بھی ''پیغمبر اسلامؐ'' کا نام تقریر میں آیا صلی اللہ علیہ وسلم

کہا گیا۔ مجھے آڈیو کیسٹ میں ملزم یوسف کی ریکارڈ شدہ پوری تقریر یاد نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ جب آڈیو کیسٹ کی ایک سائیڈ ختم ہوئی' ایک جانب کا آخری فقرہ دوسری جانب کے شروع میں دہرایا گیا ہے۔ میں نے ڈائری کے بائیس صفحات جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے' مقدمے کی فائل میں لگا دیئے تھے۔ میں نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ سربمہر نہیں کیے تھے۔ میرے اندازے کے مطابق اس مقدمے کی آڈیو اور ویڈیو کیٹیں مال مقدمہ ہیں۔ جب تک تفتیش میرے پاس رہی میں نے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ سربمہر نہیں کیے تھے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں میں دونوں جانب کی آوازیں مختلف ہیں۔ میں رات تقریباً دس بج کر **45** منٹ پر مسجد بیت الرضا پہنچا۔ میں نے استغاثہ کے گواہوں کے بیانات تقریباً **11** بجکر **5** منٹ پر موقع پر قلمبند کیے۔ مجھے یاد نہیں کہ موقع پر پہلے کس کا بیان قلمبند کیا گیا۔ ہم تقریباً **11:40** پر واپس تھانے کی جانب روانہ ہوئے۔ مجھے ملزم یوسف کی تحریر کردہ ڈائری کے صفحات دیئے گئے۔ کیونکہ تفتیش منتقل کردی گئی تھی۔ اس لیے میں ان کی تصدیق نہیں کرسکا۔ میں نے اور وقار سب انسپکٹر نے ویڈیو کیسٹ دیکھے تھے۔ میں نے ویڈیو کیسٹ صرف ایک مرتبہ دیکھے۔ میں ویڈیو کیسٹ اسی دن دیکھنے اور آڈیو کیسٹ سننے کے بعد تقریباً **11:55** پر فارغ تھا۔ جس وقت ہم نے ٹرانسکرپٹ کی تحریر ختم کردی تھی۔ مجھے وہ وقت صحیح طور پر یاد نہیں جو ویڈیو کیسٹ دیکھنے میں لگا۔ بہرحال یہ دس منٹ سے زائد تھا۔ لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایک گھنٹے سے کم تھا۔ میں نے کسی ضمنی میں اپنے ویڈیو کیسٹ دیکھنے کے بارے میں نہیں لکھا۔

محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ کسی اور نے ملزم یوسف کے خلاف کوئی شکایت میرے روبرو پیش نہیں کی۔ چونکہ میں نے ملزم یوسف کو گرفتار نہیں کیا تھا۔ اس لیے میں اس سے کوئی چیز برآمد نہیں کرسکا۔ ایگزیبٹ پی ڈی میرا تحریری اور دستخطی ہے۔ یہ درست ہے کہ میں نے لفظ کذاب کا ملزم یوسف کے نام کے ساتھ دستاویز

میں اضافہ کیا۔ یہ درست ہے کہ جس کسی نے بھی تقریر کی وہ ویڈیو کیسٹ میں ریکارڈ شدہ ہے۔اس نے اس تقریر میں لفظ میرے صحابی استعمال نہیں کیا۔ یہ درست ہے میمو ایگزیبٹ پی بی میں یہ لفظ دو بار لکھا گیا ہے۔ اسی گواہ نے میرے سامنے جو کچھ بھی کہا۔ میں نے درست طور پر اس کا اندراج کیا اور کسی گواہ نے یہ اعلان نہیں کیا کہ مقدمے کے حقائق کسی دوسرے گواہ کے علم میں ہیں۔ میں اس مقدمے کی تفتیش کے لیے کراچی نہیں گیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ مقدمہ پیچیدہ نوعیت کا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ چونکہ مقدمہ پیچیدہ نوعیت کا تھا اور میرے اندر اتنی صلاحیت نہیں تھی' اس لیے مقدمے کی تفتیش تبدیل کی گئی۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں نے مقدمے کی تفتیش اعلیٰ حکام کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایس ایچ او کے حوالے کردی۔ میں نے ہر گواہ کا بیان درست طور پر ریکارڈ کیا۔ یہ درست ہے کہ میں نے کسی گواہ کو مختصر بیان دینے کی ہدایت نہیں کی۔

گواہ استغاثہ نمبر 14 خوشی محمد ایس ایچ او تھانہ ملت پارک لاهور

گواہ استغاثہ نمبر **14** بیان خوشی محمد سب انسپکٹر حال پولیس لائن قلعہ گوجر سنگھ لاہور حلفاً بیان کیا:

مورخہ **5-4-1997** کو میں تھانہ ملت پارک میں متعین تھا۔ **7-4-1997** مقدمہ نمبر **70** جس کی ایف آئی آر ملزم یوسف کے خلاف درج تھی کی تفتیش میرے سپرد کی گئی۔ **9-4-1997** کو سب انسپکٹر نواز نے ملزم یوسف علی کو میرے روبرو پیش کیا اور ملزم یوسف علی کو اس مقدمے میں شامل تفتیش کرلیا گیا۔ ملزم یوسف علی نے بیان دینے سے انکار کر دیا اور اپنی حفاظت کیے جانے کی درخواست کی کیونکہ بقول اس کے اس کی جان کو خطرہ تھا۔ ملزم کو حفاظتی وجوہ کی بنا پر تھانہ مسلم ٹاؤن میں رکھا گیا۔ ملزم یوسف علی کو زندگی کی جملہ سہولتیں مہیا کی گئیں۔ میں نے فائل کا معائنہ کیا میں نے اس کے نتیجے میں آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کے ٹرانسکرپٹ کا **10-4-1997** کو جائزہ

لیا۔ملزم یوسف کومقدمے کی تفتیش میں شامل کیا گیا۔ملزم نے بیان قلم بند کرایا۔ملزم کا بیان قلم بند کرنے اور آڈیو وڈیو کیسٹ سننے اور دیکھنے کے بعد ریکارڈ پر خاصا مواد آ چکا تھا جس پر ملزم یوسف علی کو اس مقدمے میں گرفتار کرلیا گیا اور ملزم یوسف کا جسمانی ریمانڈ حاصل کر کے اسے تھانہ مسلم ٹاؤن کے حوالات میں رکھا گیا

14-9-1997 کو میں تھانہ مسلم ٹاؤن میں اس مقدمے کی تفتیش کے سلسلے میں موجود تھا میں نے استغاثے کے گواہوں ساجد منیر ڈار اور سہیل احمد کے بیانات قلم بند کئے۔ **16-4-1997** کو مجھے تکبیر نامی رسالہ نمبر **13** پی **9 / 52-1** بذریعہ مراسلہ نمبر **1694** ڈی ایس پی لیگل محررہ مورخہ **14-4-1997** ایگزیبٹ پی ایچ ملا جو میں نے مقدمے کی فائل کے ساتھ **17-4-1997** کو منسلک کر دیا۔ میں نے میاں عبدالغفار ڈپٹی ایڈیٹر روزنامہ ''خبریں'' لاہور کا بیان **17-4-1997** کو اس وقت قلم بند کیا جب وہ میرے روبرو تھانہ ملت پارک میں پیش ہوئے جب میں نے گواہ استغاثہ عبدالغفار کا بیان قلم بند کیا اس وقت وہ لاہور میں متعین تھے۔ عبدالغفار **18-4-1997** کو تفتیش میں شریک ہوئے۔ گواہ استغاثہ اطہر اقبال نے میرے روبرو پیش ہو کر وڈیو کیسٹ پی **5** پیش کی۔ جو میں نے بذریعہ ایگزیبٹ پی ای اپنی تحویل میں لے لی۔ جس کی تصدیق گواہ استغاثہ اطہر اور دوسرے نے کی۔ میں نے سعید ظفر اور امانت علی کانسٹیبلوں کے بیانات قلم بند کئے۔ میں نے اطہر اقبال کا بیان بھی قلم بند کیا' میں نے دونوں مذکورہ وڈیوز کے ٹرانسکرپٹ کا ضمنی میں اندراج کیا اور میں نے آڈیو اور وڈیو کیسٹوں کا ترجمہ گواہ استغاثہ محمد سرور سے کمپیوٹر کے ذریعے کرایا جو فائل کے ساتھ پی **10 / 10-1** پی **11 / 10-1** اور پی **11 / 11-1** شامل ہیں۔

اس مرحلے پر فاضل وکیل نے درج ذیل اعتراضات کئے۔

(تراجم)

(I) یہ کہ آڈیو و وڈیو کیسٹ ان ٹرانسکرپٹوں کی بنیاد ہیں جو قابل پذیرائی نہیں اس لئے ٹرانسکرپٹ بھی بطور شہادت تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔

(II) یہ کہ ٹرانسکرپٹ بنانے والے کا اس ٹرانسکرپٹ کے وہی ہونے کے بارے میں موازنہ نہیں کیا گیا اس لئے یہ قابل تسلیم نہیں ہیں اور انہیں شہادت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

اس اعتراض کا قطعی دلائل کے موقع پر جائزہ لیا جائے گا۔ بیان جاری ہے۔

پھر 19-4-1997 کو میں نے ایس ایس پی سے کراچی جانے کی اجازت طلب کی۔ درخواست ایگزیبٹ پی 1 میری تحریری اور دستخطی ہے۔ میں پرواز کے ذریعے کراچی پہنچا۔ کراچی پہنچنے کے بعد میں نے رانا محمد اکرم' بریگیڈیئر محمد اسلم' عارف صدیقی' محمد یوسف' ارشد' نعمان اور محمد علی ابوبکر کے بیانات قلم بند کئے۔ پھر میں واپس لاہور آ گیا۔

کراچی میں قیام کے دوران میں نے محمد حنیف طیب' محمد حسین لاکھانی اور ایک دوسرے شخص کا بیان بھی قلم بند کیا جس کا نام فی الوقت مجھے یاد نہیں۔ میں نے ہفت روزہ جریدے تکبیر کے محمد طاہر سے رابطہ کیا تھا لیکن اس نے بیان دینے سے انکار کر دیا اور بتایا کہ وہ اصل ڈائری نہیں دے گا اور یہ کہ اس نے جو کچھ میگزین میں لکھا ہے اسے ہی اس کا بیان سمجھا جائے۔ میں نے میگزین پی 13 / 52-1 حاصل کیا اور اسے فائل کے ساتھ منسلک کر دیا۔

23-4-1997 کو ملزم یوسف علی کو آڈیو کیسٹ سنوائی گئی اور ملزم نے آڈیو کیسٹوں میں اپنی آواز تسلیم کی۔ اسے تقابلی جائزے (موازنے) کے لئے اپنی آواز ریکارڈ کرانے کو کہا گیا لیکن اس نے اپنی آواز ریکارڈ کرانے سے انکار کر دیا۔

24-4-1997 کو ایس پی صدر نے استغاثے کے گواہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں اور ملزم کو فائل مقدمہ کے ساتھ پیش کئے جانے کی ہدایت کی۔ مذکورہ تاریخ پر ایس پی صدر نے استغاثے کے گواہوں اور ملزم یوسف علی سے تفتیش کی لیکن ملزم یوسف علی نے اپنا

بیان ریکارڈ نہیں کرایا۔ ایس پی نے آڈیو کیسٹ سنے اور ویڈیو کیسٹ دیکھے جس کے بعد ایس پی صدر نے مجھے چالان عدالت میں پیش کئے جانے کی ہدایت کی۔ جس پر میں نے ملزم کے خلاف چالان مقدمے کی سماعت کیلئے پیش کر دیا۔

گواہ استغاثہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا گیا۔

جرح فاضل وکیل صفائی:

یہ درست ہے کہ اس مقدمے میں پیغمبر اسلامؐ ہونے کے دعوے کے ضمن میں مذہبی تنازعہ ہے۔ میں میٹرک ہوں' لیکن میری مذہبی تعلیم کم ہے۔ عشاء کی نماز کی رکعتیں 17 ہیں۔ 6 میں سے دو کلمے سنا سکتا ہوں۔ **8-4-1997** کو پہلے تفتیشی افسر نے مجھے بتایا کہ ملزم کو تحفظ امن عامہ آرڈر کے تحت نظر بند رکھا گیا ہے اس لئے میں اسے **8-4-1997** کو گرفتار نہیں کر سکا۔ یہ بات میرے علم میں لائی گئی کہ ملزم یوسف سب جیل چوہنگ میں ہے۔ میں نے **8-4-1997** کو اس مقدمے کی تفتیش کے سلسلے میں کچھ نہیں کیا۔ یہ غلط ہے کہ **8-4-1997** کو نظر بندی کا حکم واپس لے لیا گیا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ یہ حکم **9-4-1997** کو واپس لیا گیا۔ مجھے اعلیٰ حکام کے ذریعے معلوم ہوا کہ ملزم یوسف کو **9-4-1997** کو رہا کیا جا رہا ہے۔ یہ غلط ہے کہ ملزم یوسف کو **8-4-1997** کو رہا کیا گیا۔ ملزم یوسف کو **9-4-1997** کو میرے سامنے پیش کیا گیا۔ **5-4-1997** کو تھانہ ملت پارک میں میری تقرری ایس ایچ او کی حیثیت سے ہوئی۔

یہ درست ہے کہ میں نے سب انسپکٹر ریاض احمد کی لکھی ہوئی ضمنیاں دیکھی تھیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ جب ریاض احمد سب انسپکٹر نے ٹرانسکرپٹ تیار کرایا اس وقت سپیشل برانچ کا سب انسپکٹر وقار احمد موجود تھا۔ ریاض احمد سب انسپکٹر نے ایف آئی آر کے اندراج' دفعہ 161 کے تحت بیانات قلم بند کئے جانے' موقع کے معائنے' آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کے قبضے میں لئے جانے اور ریکوری میمو تیار کئے جانے تک مقدمے کی

تفتیش کی لیکن وہ ملزم کو گرفتار نہیں کر سکا تھا۔ کیونکہ ملزم تحفظ امن عامہ آرڈی نینس کے تحت نظر بند تھا۔ ملزم یوسف کو میرے روبرو **9-4-1997** کی شام کو اکبر نواز سب انسپکٹر نے پیش کیا۔ میں نے ملزم یوسف کا جسمانی ریمانڈ **10-4-1997** کو حاصل کیا۔ میں نے ضابطہ فوجداری کا جائزہ لیا۔ میں نے ملزم یوسف کو قانون کے مطابق **10-4-1997** کو گرفتار کیا۔ میں لاہور ہائی کورٹ کے جج عزت مآب مسٹر جسٹس خالد پال خواجہ کی عدالت میں پیش ہوا تھا لیکن مجھے تاریخ یاد نہیں۔ میں تقریباً سوا نو بجے پیش ہوا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا فاضل جج نے روزنامہ ''خبریں'' کو ملزم کے میڈیا ٹرائل سے روکا تھا۔ میں نے ملزم یوسف کا بیان **10-4-1997** کو قلم بند کیا۔

میں نہیں جانتا کہ ملزم یوسف نے اپنے بیان میں اس بات کی وضاحت کی تھی کہ اس نے اپنے گھر کا نام ''جنت طیبہ'' کیوں منتخب کیا۔ ضمنی کو دیکھنے کے بعد گواہ نے کہا ملزم نے بتایا تھا کہ جنت اس کی والدہ کا اور طیبہ اس کی بیوی کا نام ہے۔ اس نے مزید بتایا تھا کہ ڈائری کے بائیس صفحات ایگزیبٹ پی **3 / 22-1** اس کے تحریر کردہ نہیں ہیں۔ جب میں نے ملزم یوسف سے اس کے پیغمبر ہونے کے دعوے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا اسے یاد نہیں، ممکن ہے اس نے ایسا جذباتی (جذب و مستی) میں ہونے کی بنا پر کہا ہو۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ملزم یوسف نے میرے سامنے یا مجھ سے پہلے کے تفتیشی افسر کے سامنے یہ کہا ہو کہ اس کا پیغمبر اسلامؐ ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنے پیغمبر ہونے کے بارے میں سوچ نہیں سکتا اور یہ کہ وہ اپنے آپ کو پیغمبر اسلامؐ کی جوتیوں سے بھی کمتر سمجھتا ہے اور یہ کہ کسی شخص کا پیغمبری کا دعویٰ جھوٹا ہے اور ایسا دعویٰ کرنیوالا شخص مردود ہے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس کے خیال میں جو بھی پیغمبر اسلامؐ کی حیثیت سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ جب ملزم یوسف سے پوچھ گچھ کی جا رہی تھی میں اور میرے دوسرے کانسٹیبل کمرے میں موجود تھے۔

میں نے ملزم یوسف کے بیان کے بارے میں ایس پی صدر کو بتا دیا تھا لیکن مجھے اس کی تاریخ یاد نہیں۔ میں نے ملزم یوسف سے 11-4-1997 کو پوچھ گچھ کی تھی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ملزم یوسف کی اس مقدمہ میں 10-4-1997 کو اس کے بیان کے باوجود گرفتاری بلا جواز ہے۔ ملزم یوسف نے اپنے سابقہ بیانوں کی تائید کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ہونٹوں اور ہاتھوں کی بیماری ''ڈسٹونیا'' (جوڑوں کے درد) کا مریض ہے اور یہ کہ مذکورہ ڈائری اس کی تحریر کردہ نہیں۔ لیکن اسے یہ کسی مرید نے تحفے میں دی تھی اور یہ کہ تلاش کے بعد وہ اسے پیش کر دے گا۔

گواہ استغاثہ کو آئندہ تاریخ کیلئے پابند کیا جاتا ہے۔

جرح وکیل صفائی:

ان دنوں میں پولیس لائن میں متعین ہوں یہ درست ہے قبل ازیں میں تھانہ مانگا میں متعین تھا۔ یہ غلط ہے کہ میرے خلاف بعض انکوائریاں زیر غور ہیں۔ یہ غلط ہے کہ ڈیڑھ برس قبل میرے خلاف ایک انکوائری ہو رہی تھی۔ یہ غلط ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس خالد پال خواجہ کے روبرو زیر سماعت مقدمے کی کارروائی سننے کیلئے عدالت میں گواہ استغاثہ رانا اکرم موجود تھا۔ میں نے مذکورہ مقدمے کی سماعت کے دوران بریگیڈیئر اسلم کو نہیں دیکھا۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ عدالت کے روبرو جھوٹ بولنا جرم ہے میں نے دوسرے ملازمین کی موجودگی میں آڈیو کیسٹ 10-4-1997 کو سنی۔ یہ بات میرے علم میں تھی کہ آڈیو کیسٹ میں آواز ملزم یوسف کی تھی' میں نے ملزم یوسف کی موجودگی میں آڈیو کیسٹ سنا تھا۔ چونکہ میں نے خود آڈیو کیسٹ سنا تھا اس لئے یہ بات میرے علم میں تھی کہ آواز ملزم یوسف کی ہے۔ اس لئے مجھے یہ بتانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ آواز ملزم یوسف کی ہے۔ 10-4-1997 سے قبل میں نے آڈیو کیسٹ کا ٹرانسکرپٹ پڑھا تھا' میں نے 10-4-1997 سے قبل ملزم یوسف کی تقریر کا خطبہ نہیں سنا تھا۔

10-4-1997 کوملزم یوسف کے بیان میں کچھ قابل اعتراض باتیں تھیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا ملزم نے اعتراف کیا تھا کہ اس نے مسجد بیت الرضا میں قابل اعتراض بیان کیا تھا۔ مجھے ملزم کی گرفتاری کیلئے فائل سے خاطر خواہ مواد مل گیا تھا۔ میں نے ملزم یوسف کو 10-4-1997 کو بیان قلم بند کرنے کے بعد گرفتار کرلیا' بعد میں جب بھی ملزم یوسف سے پوچھ گچھ کی گئی بعض اوقات اس نے اپنے سابقہ بیان کی تائید کی۔ بعض اوقات اس نے اس سے انکار کیا۔ ملزم یوسف نے 11-4-1997 کے اپنے بیان میں یہ نہیں کہا تھا کہ نبی کا منکر کافر ہے۔ اپنے ذہن پر زور دینے کے بعد گواہ نے یوں کہا

یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے کہا کہ اس نے پیغمبر اسلام کی توہین یا اپنی کسی تقریر میں صحابی کی شان میں گستاخی نہیں کی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ملزم نے یہ بیان اپنی صفائی میں دیا جبکہ آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں ایسا مواد موجود ہے۔ یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے یہ بھی کہا کہ اس نے پیغمبرؐ کے ساتھ اپنے مشابہت کے بارے میں کبھی نہیں کہا لیکن یہ بیان بھی اس نے اپنی صفائی میں دیا تھا۔ ملزم یوسف نے 11-4-1997 کو میرے سامنے یہ نہیں کہا کہ اس نے ڈائری ایگزیبٹ پی 3 / 1-11 نہیں پڑھی۔ یہ درست ہے کہ ملزم یوسف نے 12-4-1997 کو کہا کہ وہ خود کو پیغمبر اسلامؐ کی جوتیوں کی خاک سے بھی کم سمجھتا ہے لیکن اس نے یہ بھی کہا کہ اسے پیغمبر اسلامؐ کا دیدار نصیب ہوا۔ میں نہیں جانتا کہ مجھ سے پہلے تفتیشی افسر نے شہادتیں یا بیان صرف روزنامہ ''خبریں'' میں شائع کرایا۔ میں 20-4-1997 کو پی آئی اے کی رات ایک بجے کی پرواز سے کراچی گیا میں نے ٹکٹ خود خریدا۔ یہ صرف ایک طرف کیلئے تھا جبکہ لاہور واپسی کیلئے بھی ٹکٹ میں نے خود خریدا۔ 20-4-1997 کو ٹکٹوں کی خریداری پر 4800 روپے خرچ ہوئے۔ میری تنخواہ پانچ ہزار روپے ماہانہ ہے۔

میں نے ''خبریں'' کے میاں غفار کا بیان 17-4-1997 کو قلم بند کیا۔ یہ غلط ہے کہ 29-3-1997 کو میاں غفار نے پہلے تفتیشی افسر کے سامنے بیان دیا تھا۔ یہ درست ہے کہ ساجد منیر ڈار نے مجھے کراچی سے تعلق رکھنے والے گواہوں کے کوائف بتائے تھے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ سہیل نے بھی گواہوں کے کوائف بتائے تھے۔ میں نے ساجد منیر ڈار کا بیان 14-4-1997 کو قلم بند کیا۔ ساجد منیر ڈار نے میرے روبرو کہا تھا کہ وہ ملزم یوسف کے ہمراہ جاتا رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ گواہ استغاثہ نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 116 کے تحت جو بھی بیان دیا میں نے اسے کسی ترمیم اور اضافے کے بغیر درج کیا۔ یہ درست ہے کہ ساجد منیر ڈار کے بیان کو درست سمجھتے ہوئے میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 161 کے تحت استغاثے کے گواہوں کے بیان قلم بند کرنے کراچی گیا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ سہیل ضیا نے کراچی میں مجھے استغاثے کے گواہوں کے بیان اور پتے بھی دیئے تھے۔ میں 20-4-1997 کو ساڑھے تین بجے رات کراچی پہنچا۔ یہ غلط ہے کہ گواہ استغاثہ رانا اکرم مجھے ہوائی اڈے پر ملنے آیا۔ میں اکیلا کراچی گیا تھا اور 4-45 یا پانچ بجے شام گواہ استغاثہ رانا اکرم کے گھر پہنچا۔ میں سیدھا رانا اکرم کے گھر نہیں گیا۔ میں پہلے ایک دوست کے گھر گیا جو ٹرک اڈے کا مالک ہے۔ میں ہوائی اڈے اور ٹرک سٹینڈ کے درمیان فاصلہ نہیں بتا سکتا۔ میں ایک رکشہ میں ٹرک سٹینڈ پر گیا اور ٹرک سٹینڈ سے میں نے گواہ استغاثہ رانا اکرم سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا۔ میں نے لاہور میں سہیل ضیاء سے گواہ استغاثہ رانا اکرم کا ٹیلی فون نمبر لیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا گواہ استغاثہ رانا اکرم کی رہائش لاہور میں ہے۔ جب میں رانا اکرم کے گھر پہنچا تو اکیلا رانا اکرم سے ملا۔ یہ درست ہے کہ میں نے رانا اکرم کے گھر گواہوں کے بیانات قلم بند کیے۔ ممکن ہے گواہوں نے رانا اکرم سے رابطہ کیا ہو یا اخبار میں کراچی میں میرے دستیاب ہونے کے بارے میں پڑھا ہو۔ میں نے کوئی اخبار نہیں پڑھا جس میں کراچی میں میری آمد کے بارے میں چھپا

ہو۔ میں لاہور ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس احسان الحق چودھری کی عدالت میں درخواست ضمانت کے سلسلے میں شریک ہوا تھا میں نے وہاں رانا اکرم کو نہیں دیکھا۔ میری استغاثے کے گواہوں بریگیڈیئر اسلم اور رانا اکرم سے عدالتی کارروائی کے دوران ملاقات نہیں ہوئی۔ میں نے کراچی میں سات گواہوں جن کے نام رانا اکرم' بریگیڈیئر محمد اسلم' محمد علی ابوبکر' محمد یوسف' نعمان' ارشد ہیں' کے بیانات قلم بند کیئے۔

میں نے ان کے بیانات رات کو تقریباً گیارہ بج کر پچپن منٹ پر مکمل کیئے۔ میں نے اپنے سینئر افسروں کے ساتھ مراسلت میں اپنے کراچی سفر کا ذکر نہیں کیا تھا۔ مجھے اعلیٰ افسروں نے فوری طور پر کراچی جانے کی ہدایت کی تھی۔ یہ غلط ہے کہ کراچی میں گواہ استغاثہ رانا اکرم کا بیان شروع کرنے سے قبل میں لاہور ہی میں پہلے اس سے کئی بار ملا تھا۔ یہ غلط ہے کہ تفتیش مجھے منتقل ہونے کے فوراً بعد رانا اکرم فوری طور پر میرے پاس تھانے آیا۔ یہ غلط ہے کہ اس نے مجھے کراچی میں گواہوں کے پتے مہیا کیئے۔ میں کراچی سے رات تقریباً بارہ بجے روانہ ہوا۔ میں نے گواہ استغاثہ رانا اکرم کے گھر کھانا نہیں کھایا۔ یہ درست ہے کہ کراچی میں تمام گواہوں نے اپنے بیانوں میں ایک شخص عبدالواحد کا ذکر کیا۔ عدالت کی اجازت سے پولیس فائل سے اپنی یادداشت تازہ کرنے کے بعد گواہ نے کہا کہ تمام گواہوں کی ملزم یوسف سے ملاقات عبدالواحد کے مکان پر ہوئی۔

میرے خیال میں عبدالواحد اس مقدمے میں لازمی گواہ نہیں۔ وہ بھی دوسروں کی طرح میرے سامنے بطور گواہ پیش ہوسکتا تھا۔ یہ درست ہے کہ میں نے عبدالواحد سے رابطے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ یہ غلط ہے کہ میں نے جو تفتیش کی ہے وہ جھوٹی ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں نے ہر کسی کو اپنے سامنے پیش ہونے کا موقع دیا۔ میں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ یہ تھا کہ میں نے فریقین کو اپنے گواہ میرے روبرو پیش کرنے کی ہدایت کی تھی لیکن میں نے اس حقیقت کا ذکر ضمنی میں نہیں کیا۔ کسی نے میرے سامنے ملزم کے خلاف درخواست پیش نہیں کی۔ طاہر نے جریدہ ''تکبیر'' ایک شخص کے ذریعے

بھجوایا تھا، میں اس شخص کا نام نہیں جانتا۔ میں نے اس شخص کا بیان قلم بند نہیں کیا نہ ہی میں نے ضمنی میں اس کا حوالہ دیا۔ مجھے یاد نہیں کہ 20-4-1997 کو تعطیل تھی۔ میں نے ویڈیو کیسٹ دوسرے پولیس ملازمین کی موجودگی میں دیکھا۔ میں نہیں جانتا کہ ہمارے پولیس کے محکمے میں کوئی شعبہ ایسا بھی ہے جو آڈیو یا ویڈیو کیسٹوں کے ٹرانسکرپٹ تیار کرتا ہو یا انہیں کمپیوٹرائز کرتا ہو۔ سب انسپکٹر وقار سپیشل برانچ لاہور میں متعین ہے۔ سب انسپکٹر وقار سپیشل برانچ میں ہے اور اسے اردو ترجمے کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ اردو شارٹ ہینڈ اور اردو ٹائپنگ کا ماہر ہے۔

ریاض سب انسپکٹر نے صرف آڈیو کیسٹ کا ٹرانسکرپٹ تیار کیا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا یہ کمپیوٹر پر بھی تیار کیا گیا۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں نے ایک نجی شخص محمد سرور گواہ استغاثہ سے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کمپیوٹرائزڈ کروائے۔ سب انسپکٹر وقار نے صرف آڈیو کیسٹ سننے کے بعد اس کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ آڈیو کیسٹ میں اردو زبان استعمال کی گئی ہے۔ میں نے اسسٹنٹ سب انسپکٹر اسد امین کے ذریعے مسجد بیت الرضا کے سجادہ نشین یوسف رضا کو طلب کیا لیکن یوسف رضا روپوش ہو گیا۔ میں نے تھانے کے ایس ایچ او کی حیثیت سے کئی مرتبہ یوسف رضا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ دستیاب نہیں ہوا۔ میں نے صرف ایک مرتبہ یوسف رضا کو دستیاب نہ ہونے کا اس وقت حوالہ دیا جب میں نے اسے اسسٹنٹ سب انسپکٹر اسد امین کے ذریعے بلوایا تھا۔ لیکن میں نے کسی وقت بھی یہ نہیں کہا کہ یوسف رضا دستیاب نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا یوسف رضا 29-3-1997 کو اس وقت مسجد میں دستیاب تھا جب سب انسپکٹر ریاض نے موقع کا معائنہ کیا۔ آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں مقدمے کی پراپرٹی ہیں۔

ایس پی کی جانب سے 24-4-1997 کو دیکھے جانے کے بعد آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں سربمہر کر دی گئی تھیں۔ اس سے قبل یہ کیسٹ تھانے کے محرر کے پاس رہیں۔ چونکہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ مال مقدمہ تھے اس لئے مختلف مواقع پر مختلف

افسروں کی جانب سے انہیں دیکھا جانا تھا اور اس صورت حال کی بنا پر یہ ضروری نہیں تھا کہ ہیروئن کے مقدمات کی طرح انہیں فوری طور پر سربمہر کر دیا جائے۔ مجھ یاد نہیں کہ آیا ویڈیو اور آڈیو کیسٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی کے دفتر سے اعتراض کے بعد 22-6-1997 کو سربمہر کئے گئے۔ یہ درست ہے کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 173 کے تحت پہلی رپورٹ 6-5-1997 کو تیار کی گئی۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی نے 22-6-1997 کو 17 اعتراضات لگائے۔ یہ درست ہے کہ میں نے 22-6-1997 کو چار گواہوں کے بیان قلم بند کئے اور ان میں محمد سرور اور سب انسپکٹر وقار بھی گواہ تھے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے مقدمے کی تفتیش جانبدارانہ کی ہے۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ میں نے غیر منصفانہ تفتیش گواہ استغاثہ بریگیڈیئر اسلم کی تحریک پر کی ہے۔ یہ درست ہے کہ میں نے صفائی کی شہادتیں حاصل کرنے کی کوئی کوششیں نہیں کیں۔

11۔ استغاثے کے 14 گواہ پیش کرنے کے بعد فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی نے استغاثے کے باقی ماندہ گواہ ترک کر دیئے اور استغاثے کا مقدمہ بھی مکمل کر لیا۔

12۔ اس کے بعد ملزم محمد یوسف علی کا با ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت بیان قلم بند کیا گیا۔ جس سے مراد ہے کہ اس کے بیان میں اس کے خلاف تمام الزامی حالات بتائے جائیں تاہم ناواقفوں کیلئے ضابطہ فوجداری کی مذکورہ دفعہ دوبارہ یوں بیان کی جاتی ہے۔

دفعہ 342 ضابطہ فوجداری (ملزم سے بیان لینے کا اختیار)

1۔ ملزم کو ان حالات کی وضاحت کیلئے جو اس کے خلاف شہادت میں سامنے آئیں، انکوائری یا سماعت کے موقع پر عدالت ملزم کو پہلے سے تنبیہ کئے بغیر اس سے

ایسے سوالات کرے جو عدالت ضروری سمجھتی ہو مذکورہ مقاصد کیلئے عدالت اس سے استغاثے کے بیانات قلم بند ہونے کے بعد اور اس سے صفائی طلب کئے جانے سے قبل مقدمے کے بارے میں عمومی استفسار کرے گی۔

2۔ملزم، کسی سوال کے جواب سے انکار یا کسی سوال کا غلط جواب دینے پر سزا کا مستوجب نہیں ہوگا۔تاہم عدالت اس انکار یا اس کے جوابات سے مناسب نتیجہ اخذ کر سکتی ہے۔

3۔ملزم کی جانب سے دیئے جانیوالے جواب کسی ایسی انکوائری یا مقدمے میں اس کے خلاف کسی دوسری انکوائری یا مقدمے میں یا کسی جرم میں جن کا ان جوابات سے ارتکاب ہونا پایا جائے بطور شہادت استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

4۔ ماسوائے جیسا کہ دفعہ 340 کی ضمنی دفعہ (2) کے ملزم سے کوئی حلف نہیں لیا جائے گا۔

بیان ملزم محمد یوسف علی (کذاب)

بیان ملزم زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری لفظ بہ لفظ درج ذیل ہے۔

بیان محمد یوسف علی ولد وزیر علی ذات راجپوت سکنہ کوٹھی نمبر 218 کیو ڈیفنس سوسائٹی لاہور زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری

سوال نمبر 1: کیا تم نے اس مقدمے میں اپنی اور اپنے وکلاء کی موجودگی میں استغاثے کی طرف سے پیش کی جانیوالی شہادت سن اور سمجھ لی ہے؟

جواب: ہاں۔

سوال نمبر 2: کیا یہ درست ہے کہ کلفٹن کراچی کے مکان نمبر 3 ڈی سیکٹر 9 کا رہائشی عبدالواحد تمہارا مرید ہے؟

جواب: عبدالواحد اللہ کا مرید ہے تاہم وہ میرا دوست ہے۔

سوال نمبر 3: کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر محمد اسلم ملک گواہ استغاثہ مذکور عبدالواحد کا

دوست ہے؟

جواب: ڈاکٹر اسلم ملک کی عبدالواحد مذکور سے محض واقفیت ہے۔

سوال نمبر 4: کیا یہ درست ہے کہ 1998 میں عبدالواحد نے ڈاکٹر محمد اسلم کو بتایا کہ ایک مذہبی شخص اس کے گھر آ رہا ہے جو مذہب کے بارے میں بیان کرے گا؟

جواب: مجھے معلوم نہیں۔

بیان کا باقی حصہ آئندہ تاریخ پر قلم بند کیا جائے گا

دستخط سیشن جج لاہور

تصدیق کی جاتی ہے کہ ملزم کا مذکورہ بیان میری موجودگی اور سماعت میں ریکارڈ کیا گیا۔ مزید یہ کہ یہ اس کی جانب سے دیئے جانیوالے بیان کی مکمل اور صحیح روداد ہے۔

13-7-2000

بیان محمد یوسف علی زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری۔

سوال نمبر 5: کیا یہ درست ہے کہ تم نے نماز مغرب کے بعد ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ اور دوسروں کی موجودگی میں سورۃ اخلاص کے بارے میں اظہار خیال کیا؟

جواب: مجھے یاد نہیں۔

سوال نمبر 6: کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اجلاس کے چار پانچ ماہ بعد تم پھر عبدالواحد کے گھر گئے اور تم نے گواہ استغاثہ ڈاکٹر محمد اسلم کو بھی بلوایا اور تم نے پیغمبر اسلام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی؟

جواب: میں پیغمبر اسلام کی زندگی کے پہلوؤں پر وعظ کیا کرتا تھا اور عبدالواحد کے مکان پر قرآن حکیم کے بارے میں بیان کرتا تھا۔

سوال نمبر 7: کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر محمد اسلم تم سے مذکورہ عبدالواحد کے گھر اکثر و بیشتر ملتے رہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال نمبر 8: کیا یہ درست ہے کہ 1995 میں نماز مغرب کے بعد تم نے ڈاکٹر محمد اسلم سے ملاقات کی اور تم نے کہا کہ ڈاکٹر محمد اسلم گواہ مذکور تمہاری جانب سے حقیقت منکشف کیئے جانے پر کیا قربانی دے سکتا ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 9: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ ڈاکٹر محمد اسلم کو دو لاکھ روپے کی ادائیگی کیلئے کہا اور جواب میں ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ نے انکار کر دیا؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 10: کیا یہ درست ہے کہ تم نے 1995 میں دوبارہ گواہ استغاثہ ڈاکٹر محمد اسلم سے اس وقت رقم طلب کی جب وہ عبدالواحد کے گھر مین تھا اور جواب میں ڈاکٹر اسلم نے ادائیگی کا وعدہ کیا؟

جواب: یہ بالکل غلط ہے۔

سوال نمبر 11: کیا یہ درست ہے کہ دسمبر 1995 میں تم عبدالواحد کے گھر گئے جس کو ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ نے بتایا کہ اس نے دو لاکھ روپے کا انتظام کر لیا ہے جس پر تم دوسرے دن گواہ استغاثہ ڈاکٹر محمد اسلم کے گھر گئے جہاں ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ نے تمہیں دو لاکھ روپے کی رقم کی ادائیگی کر دی؟

جواب: یہ من گھڑت کہانی ہے اور مکمل طور پر غلط ہے۔

سوال نمبر 12: کیا یہ درست ہے کہ اس کے بعد آئندہ جمعہ کو تم نے اپنے دوسرے مریدوں کے ساتھ اس مسجد میں جس میں ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ نماز جمعہ پڑھتا تھا نماز جمعہ میں شرکت کی جو عسکری اپارٹمنٹ کراچی میں واقع ہے جس میں گواہ استغاثہ ڈاکٹر محمد اسلم کی رہائش ہے؟

جواب: بعض اوقات میں یقیناً مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتا تھا' مجھے مخصوص وقت اور تاریخیں یاد نہیں۔

سوال نمبر 13: کیا یہ درست ہے کہ اس دن نماز جمعہ کے بعد تم ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ کے گھر اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ آئے اور تھوڑی دیر صوفے پر بیٹھے۔ مذکورہ گواہ استغاثہ سے حقیقت کا انکشاف کرنے کا کہہ کر صوفے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور تم نے کہا ''انا محمدؐ''؟

جواب: استغاثے کی جانب سے ریکارڈ پر لائی جانیوالی یہ شہادت تہمت اور بہتان ہے جس کے خلاف میں بحیثیت مسلمان احتجاج کرتا ہوں اس لئے یہ قطعی طور پر غلط ہے۔

سوال نمبر 14: کیا یہ درست ہے کہ تمہاری طرف سے کئے جانیوالے دعوے پر ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ حیران و پریشان ہوا اور تمہارے ساتھیوں نے گواہ استغاثہ کے گلے میں اسے پیغمبر اسلامؐ (نعوذ باللہ) سے ملاقات ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے ہار ڈالے اس کے بعد تم مذکورہ گھر سے چلے گئے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 15: کیا یہ درست ہے کہ چند ماہ بعد کموڈور (ر) یوسف صدیق نے ڈاکٹر محمد اسلم کی موجودگی میں تم سے استفسار کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد مختلف اوقات میں پیغمبروں کے ظہور اور چودہ سو برس قبل کے ظہور میں اور اب میں کیا فرق ہے؟ مزید یہ کہ کون سا زیادہ باوقار اور پرشکوہ ہے؟ جس پر تم نے جواب دیا کہ چودہ سو برس قبل کا عرصہ شاندار تھا لیکن اب شان بے مثال ہے مزید یہ کہ اس وقت ڈیوٹی تھی لیکن اب یہ بیوٹی ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 16: کیا یہ درست ہے کہ تم نے اپنے حضرت محمدؐ ہونے کا دعویٰ کر کے پیغمبر اسلامؐ کے نام کی بے حرمتی کی؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے فی الحقیقت میں اللہ تعالیٰ اور پیغمبر اسلامؐ سے پناہ کا طلب

گار ہوں۔

سوال نمبر 17: کیا یہ درست ہے کہ تم عبدالواحد کے گھر 1994 میں رانا محمد اکرم گواہ استغاثہ سے ملے اور تم نے ایک تقریر کی کہ پیغمبر اسلام آج بھی انسانی شکل میں دنیا میں موجود ہیں؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے فی الحقیقت گواہ استغاثہ رانا محمد اکرم کو کبھی عبدالواحد کے گھر میرے جلسوں میں مدعو نہیں کیا گیا اور نہ ہی کبھی اسے آنے کی اجازت دی گئی۔

سوال نمبر 18: کیا یہ درست ہے کہ تم اپنے محمدؐ ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے جس پر تم سے پوچھا گیا کہ پیغمبر اسلامؐ کی زندگی سادہ تھی اور تم نے کہا چودہ سو برس قبل روایات پرانی تھیں اور اب روایات جدید ہیں اور یہ کہ گلیمر اور نمود و نمائش آج کی ضرورت بن چکا ہے تم نے یہ الفاظ جنوری یا فروری 1994 میں عبدالواحد کے گھر میں کہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے مجھے حیرانی ہے کہ کوئی شخص ایسا سوچ نہیں سکتا اور نہ ہی اس طرح کی بات کہہ سکتا ہے۔

سوال نمبر 19: کیا یہ درست ہے کہ تم نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی دیکھ سکتا ہے اور اگر کوئی پیغمبر اسلام کو پہچان سکتا ہے؟ وہ ہمارے درمیان موجود ہیں؟

جواب: یہ غلط ہے

سوال نمبر 20: کیا یہ درست ہے کہ ستمبر 1995 میں گواہ استغاثہ محمد اکرم رانا نے تم سے پوچھا کہ آیا تم قرآن حکیم کی تفسیر یا تفہیم لکھ رہے ہو اس نے تم سے اس کی ایک کاپی دینے کی درخواست کی جس پر تم نے گواہ استغاثہ سے پوچھا کہ وہ اس کی کیا قیمت دے سکتا ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط اور فی الحقیقت من گھڑت ہے۔

سوال نمبر 21: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ محمد اکرم رانا سے اس تفسیر کیلئے ایک لاکھ روپے طلب کئے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 22: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ رانا اکرم کو اس رقم کی ادائیگی کیلئے پیغام بھیجا؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 23: کیا یہ درست ہے کہ تم نے رفقاء کی موجودگی میں ایک لاکھ روپے کی رقم کم کر کے اس وقت پچاس ہزار روپے کردی جب تم اسلام آباد جانے کیلئے لاہور ہوائی اڈے کے راستے میں تھے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 24: کیا یہ درست ہے کہ رانا اکرم گواہ استغاثہ 1996 میں حج پر جا رہا تھا تمہارے مطالبے پر تمہیں پچیس ہزار روپے کی ادائیگی کی گئی؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 25: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ رانا اکرم سے پچیس ہزار روپے وصول کرنے کے بعد اس سے کہا کہ گواہ استغاثہ رانا اکرم اللہ تعالیٰ کے بہت قریب آ گیا ہے اور تم اس پر حقیقت منکشف کر سکتے ہو اور یہ کہ تم گواہ استغاثہ رانا اکرم کو کلفٹن کراچی پر واقع عبدالواحد کے گھر کے ایک کمرے میں لے گئے اور تم نے گواہ استغاثہ کو آنکھیں بند کر کے درود شریف پڑھنے کو کہا؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 26: کیا یہ درست ہے کہ رانا اکرم گواہ استغاثہ نے درود شریف پڑھا اور تم نے اسے آنکھیں کھولنے کو کہا اور پوچھا کہ آیا اس نے کچھ دیکھا جس پر گواہ استغاثہ نے کہا کہ اس نے کچھ نہیں دیکھا؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 27: کیا یہ درست ہے کہ اس کے بعد تم گواہ استغاثہ رانا محمد اکرم سے

بغل گیر ہوئے اور تم نے کہا کہ تم ہی محمدؐ ہو اور تم نے گواہ استغاثہ سے کہا کہ وہ اس حقیقت کو چھپائے رکھے اور اس نے اسے چھپائے رکھا جیسے کہ تم تفسیر قرآن، تفہیم قرآن، نور قرآن اور زندہ قرآن ہو؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 28: کیا یہ درست ہے کہ 28-2-1997 کو گواہ استغاثہ حافظ محمد ممتاز اعوان اور میاں محمد اویس چوک یتیم خانہ لاہور پر واقع مسجد بیت الرضا میں نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے گئے جہاں تم نے پیغمبر اسلامؐ کے نام کی بے حرمتی کی اور تم نے وہاں موجود ایک سو افراد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا اور اپنے آپ کو پیغمبر کی حیثیت سے متعارف کرایا؟

جواب: یہ غلط ہے میں پیغمبر اسلامؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا، میں کسی بھی طرح سے صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کا تصور نہیں کر سکتا کیونکہ میں سچا مسلمان ہوں، الحمد للہ!

سوال نمبر 29: کیا یہ درست ہے کہ تمہاری تقریروں کی ویڈیو کیسٹ اور آڈیو کیسٹ (پی 1) 28-2-1997 کو مذکورہ مسجد میں تیار کی گئی؟

جواب: یہ غلط ہے میں کسی کو اپنی آڈیو (سمعی) کیسٹ تیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا تاہم میرے کئی خطبات کی ویڈیو (بصری) کیسٹیں تیار کی گئیں۔

سوال نمبر 31: کیا یہ درست ہے کہ گواہ استغاثہ میاں محمد اویس اور حافظ ممتاز مذکورہ اجتماع میں موجود تھے جس میں تم نے اپنے پیغمبرؐ ہونے کا دعویٰ کیا اور وہاں بیٹھے ہوئے افراد میں سے تم نے اپنے دو مریدوں زید زمان اور عبدالواحد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا اور اس طرح تم نے پیغمبرؐ اور صحابہ کرامؓ کے ناموں کی بے حرمتی کی؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے فی الحقیقت میں استغاثے کے مذکورہ گواہوں کو نہیں جانتا یہاں تک کہ میں نے استغاثے کے گواہوں میاں محمد اویس اور حافظ ممتاز اعوان کے

نام پہلی بار سنے ہیں۔

سوال نمبر 32: کیا یہ درست ہے کہ 29-3-1997 کو محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک ویڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 2 اور آڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 1 پیش کی ہیں جو پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیے؟

جواب: میں نہیں جانتا۔

سوال نمبر 33: کیا یہ درست ہے کہ 18-4-1997 کو اطہر اقبال نے ایک ویڈیو کیسٹ پی 5 پیش کی جو پولیس نے اپنی تحویل میں لے لی؟

جواب: مجھے معلوم نہیں۔

سوال نمبر 34: کیا یہ درست ہے کہ گواہ استغاثہ میاں غفار احمد تم سے تمہارے مکان واقع 218۔کیو ڈیفنس لاہور میں 22-3-1997 کو دو بجے دن ملے اور تم نے دعویٰ کیا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے خلافت عظمیٰ عطا کی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت عظمیٰ عطا کی گئی تھی جو تمام پیغمبروں میں جاری رہی اور اب پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی خلافت عظمیٰ تمہارے پاس ہے اور اس طرح تم نے اپنے پیغمبرؑ ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب: یہ اس حد تک درست ہے کہ گواہ استغاثہ میاں غفار نے ایک مرتبہ مجھ سے میرے گھر پر ملاقات کی تھی لیکن مذکورہ سوال کا بعد کا حصہ سراسر غلط ہے اور فی الحقیقت اس نے مجھ سے بلیک میل کرنے کیلئے تین کروڑ روپے مانگے تھے اور فی الحقیقت یہ چیف ایڈیٹر ''خبریں'' ضیا شاہد کا پیغام تھا۔

سوال نمبر 35: کیا یہ درست ہے کہ سہیل ضیا صرف تمہارا مرید ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے فی الحقیقت میں نے اس کا نام آج سنا ہے۔

سوال نمبر 36: کیا یہ درست ہے کہ مستغیث کی جانب سے فراہم کیا جانیوالا آڈیو کیسٹ پی 1 چوک یتیم خانہ پر واقع مسجد بیت الرضا میں 28-2-1997 کے

تمہارے خطبہ جمعہ سے متعلق ہے؟

جواب: مجھے علم نہیں۔

سوال نمبر 37: کیا یہ درست ہے کہ تم نے آڈیو کیسٹ پی 1 میں ریکارڈ شدہ اپنی تقریر میں قرآن حکیم کے تمام تراجم کو غلط اور ناقص قرار دیا ہے؟

جواب: یہ درست نہیں فی الحقیقت یہ مسئلہ مناسب فورم پر تفصیلی بحث کا ہے۔

سوال نمبر 38: کیا یہ درست ہے کہ تم نے ویڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 2 میں اور اس کے ٹرانسکرپٹ پی 11 (1-10) میں ریکارڈ اپنی تقریر میں قرآن مقدس کی بعض آیات کو شرانگیز قرار دیا؟

جواب: میرے وکیل نے مجھے اس سوال کا جواب دینے سے منع کیا ہے۔

سوال نمبر 39: کیا یہ درست ہے کہ رضوان نامی ایک شخص نے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر کے ساتھ جون 1997 میں عبدالواحد کے گھر تمہاری ملاقات کا اہتمام کیا؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 40: کیا یہ درست ہے کہ تم نے محمد علی ابوبکر کو ابوبکر صدیقؓ کہا؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 41: کیا یہ درست ہے کہ تم نے محمد علی ابوبکر گواہ استغاثہ سے یہ کہا کہ عمرے کی ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں مزید یہ کہ تم یہاں عمرے کا انتظام کر سکتے ہو؟

جواب: یہ غلط ہے میں خواب میں بھی ایسا کہنے کا تصور نہیں کر سکتا۔

سوال نمبر 42: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر سے کہا کہ مکان وہاں ہے اور مکین یہاں ہے جس وہ ناراض ہو گیا اس کے بعد تم نے اسے عمرے کی ادائیگی کیلئے جانے کی اجازت دیدی؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 43: کیا یہ درست ہے کہ محمد علی ابوبکر گواہ استغاثہ کبھی تمہارا مرید تھا؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 44: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر سے کہا کہ تم اس کی حضورؐ سے ملاقات کا انتظام کر سکتے ہو؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 45: کیا یہ درست ہے کہ تم نے محمد علی ابوبکر سے سرکار دو عالمؐ سے اس کی ملاقات کیلئے مکمل سپردگی اور سب کچھ نچھاور کر دینے کا وعدہ لیا تھا اور اس نے جواب دیا تھا کہ جو بھی تمہاری خواہش ہو وہ پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کیلئے ہر چیز سے دستبردار ہو سکتا ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 46: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر کو اپنے مکان میں ایک کمرہ سجانے کو کہا کہ تم جب بھی لاہور سے کراچی آؤ وہاں قیام کرو گے اس کے بعد تم نے اس کمرے کو ''غار حرا'' قرار دیا؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 47: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر سے کہا کہ تم نے پیغمبرؐ سے اس کی ملاقات کا انتظام کیا ہے اور اس کیلئے تم نے مذکورہ گواہ استغاثہ کو اس کے مکان کے مذکورہ کمرے میں بلایا' اسے اپنی آنکھیں بند کرنے اور درود شریف پڑھنے کو کہا اور جب اس نے درود شریف پڑھنا شروع کیا تم نے اسے آنکھیں کھولنے کو کہا اور جب اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تم نے بالکل اچانک اسے اپنے شکنجے میں لے لیا اور اعلان کیا کہ تم ہی ''محمدؐ'' ہو جس پر گواہ نے رونا شروع کر دیا تم نے اسے اپنے شکنجے میں جکڑے رکھا اور مذکورہ گواہ کانپتے ہوئے کمرے سے باہر آیا جس پر تمہارے پیروکاروں نے جو کمرے سے باہر بیٹھے تھے مذکوہ گواہ استغاثہ کو پیغمبرؐ سے اس کی جسمانی ملاقات پر مبارک باد دی؟

جواب: شہادت کا یہ حصہ بہتان اور تہمت ہونے کی بنا پر بالکل غلط ہے۔

سوال نمبر 48: کیا یہ درست ہے کہ تم نے عبدالواحد کے گھر بیٹھ کر مذکورہ ابوبکر گواہ استغاثہ سے مکان کی خریداری کے نام پر پچاس لاکھ روپے کا مطالبہ کیا اور یہ رقم تمہیں ادا کر دی گئی؟

جواب: میں نے اس گواہ سے اپنے گھر کی خریداری کیلئے کسی رقم کا مطالبہ نہیں کیا۔

سوال نمبر 49: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر سے ایک ایئر کنڈیشنر کا مطالبہ کیا جو اس نے بازار سے خریدا اور تم نے یہ ایئر کنڈیشنر عبدالواحد کے گھر تمہارے لئے مختص اپنے کمرے میں لگوالیا اور تم نے کراچی سے قالین بھی خریدا جس کیلئے مذکورہ گواہ استغاثہ نے گیارہ ہزار روپے ادا کئے اور گواہ استغاثہ نے تمہارے اس کمرے کیلئے فرنیچر بھی خریدا جس کیلئے تم نے کراچی میں اپنے قیام کے دوران مذکورہ گواہ استغاثہ کے گھر میں ہدایت کی تھی اور تم یہ فرنیچر لاہور لے آئے اور یہ فرنیچر گواہ استغاثہ نے خریدا تھا جس کیلئے گواہ استغاثہ نے ڈیڑھ لاکھ روپے کی رقم ادا کی تھی، مذکورہ کے علاوہ تم نے کراچی سے پردے بھی خریدے جس کیلئے گواہ استغاثہ نے 53 ہزار روپے کی ادائیگی کی اور اس طرح گواہ استغاثہ نے تمہیں 67 لاکھ روپے ادا کئے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے میں نے اس گواہ استغاثہ سے یا کسی دوسرے سے ایسا کوئی مطالبہ نہیں کیا۔

سوال نمبر 50: کیا یہ درست ہے کہ دستاویز مارک اے مبلغ تین لاکھ روپے کے ڈیمانڈ ڈرافٹ سے متعلق ہے جس کی تفصیلات دستاویز میں دی گئی ہیں جس کی ادائیگی محمد ابوبکر نے تمہیں کی؟

جواب: یہ غلط ہے۔ فی الحقیقت میں محمد علی ابوبکر کو اپنے لئے ڈیمانڈ ڈرافٹ بنانے کی غرض سے رقم دیتا تھا۔

سوال نمبر 51: کیا یہ درست ہے کہ دستاویز مارک بی مبلغ پانچ لاکھ روپے سے متعلق ہے جو گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر نے تمہیں ادا کئے؟

جواب: میرا جواب وہی ہے جو میں اوپر دے چکا ہوں۔

سوال نمبر 52: کیا یہ درست ہے کہ دستاویز مارک سی مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپے کی ادائیگی سے متعلق ہے جو گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر نے تمہیں ادا کئے؟

جواب: میرا جواب وہی ہے جو میں اوپر دے چکا ہوں۔

سوال نمبر 53: کیا یہ درست ہے کہ دستاویز مارک ڈی مبلغ دو لاکھ روپے کے ڈیمانڈ ڈرافٹ سے متعلق ہے جو گواہ استغاثہ نے مسز طیبہ یوسف علی کو جو تمہاری بیوی ہے ادا کئے؟

جواب: میرا جواب وہی ہے جو میں اوپر دے چکا ہوں۔

سوال نمبر 54: کیا یہ درست ہے کہ دستاویز مارک ای ڈالروں سے متعلق ہے جو محمد علی ابو بکر نے تمہیں مبلغ بیس ہزار نو سو پچاس روپے کی ادائیگی کیلئے بھجوائے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 55: کیا یہ درست ہے کہ رسید مارک ایف ایئر کنڈیشنر کی خریداری سے متعلق ہے جو گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر نے تمہارے لئے خریدا لیکن اس کی رسید عبدالواحد کے نام ہے تاہم ایئر کنڈیشنر تمہارے حوالے کیا گیا؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 56: کیا یہ درست ہے کہ رسید مارک جی قالینوں کے بارے میں ہے جو محمد علی ابو بکر نے تمہارے لئے خریدے تھے اور قالین تمہیں دیئے گئے؟

جواب: یہ غلط ہے فی الحقیقت یہ تمام چیزیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے میرے لئے میرے گھر میں تنصیب کیلئے خریدی گئیں۔

سوال نمبر 57: کیا یہ درست ہے کہ دستاویز ایگزیبٹ پی 6 چوبیس لاکھ دو ہزار چار

سو دس روپے پچاس پیسے کی رقم کی تمہاری جانب سے محمد علی ابو بکر کو انتہائی ضرورت میں ہونے کی بنا پر اس کے مطالبے پر واپسی سے متعلق ہے اور تم نے باقی رقم بھی مدینہ سے موصول ہونے پر واپس کرنے کا وعدہ کیا؟

جواب: یہ غلط ہے میں نے محمد علی ابو بکر سے چوبیس لاکھ روپے کا قرض حسنہ لیا تھا جب میں اس کی ادائیگی کے قابل ہوا تو میں نے رضا کارانہ طور پر رقم واپس کر دی باقی غلط ہے۔

سوال نمبر 58: کیا یہ درست ہے کہ دستاویز اگیزیبٹ پی 7 گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر کی جانب سے تمہیں چوبیس لاکھ دس ہزار روپے کی رقم کی ادائیگی سے متعلق ہے؟

جواب: یہ غلط ہے میں نے یہ رقم واپس کر دی تھی' میرا جواب وہی ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں۔

سوال نمبر 59: کیا یہ درست ہے کہ تم نے ڈائری اگیزیبٹ پی 8(116-1) محمد علی ابو بکر کو یہ کہتے ہوئے دی کہ اس کو پڑھنے کے بعد وہ تم پر بھروسہ کرے گا؟

جواب: یہ بالکل غلط ہے۔

سوال نمبر 60: کیا ڈائری اگیزیبٹ پی 8(116-1) تمہاری ہے؟

جواب: یہ غلط ہے میں نے ڈائری دیکھی تک نہیں۔

سوال نمبر 61: کیا یہ درست ہے کہ عبدالواحد کے گھر ہونیوالی قوالی کی مجلس میں تم نے کہا کہ جب تک مجلس کے شرکاء پیغمبر اسلام کا دیدار نہ کرلیں کسی کو موت نہیں آئے گی؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 62: کیا یہ درست ہے کہ تم نے محمد علی ابو بکر سے جب وہ محفل نعت میں شرکت کیلئے جا رہا تھا کہا کہ جس شخص کیلئے گواہ استغاثہ وہاں جا رہا ہے وہ یہاں بیٹھا ہے اور تم نے اسے مذکورہ محفل نعت میں شریک ہونے سے روکا اور گواہ استغاثہ نے تمہاری بات نہ مانی اور محفل نعت خوانی میں شرکت کیلئے چلا گیا۔ جب گواہ استغاثہ محفل نعت میں شرکت کے بعد واپس آیا تم نے اسے اپنے کمرے میں بلایا۔ تم گواہ استغاثہ

سے اپنی حکم عدولی پر بہت ناراض تھے اور تم نے کہا کہ چونکہ گواہ استغاثہ نے تمہارے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے وہ عذاب الہٰی میں مبتلا ہوگا! اور اس طرح تم نے پیغمبر اسلامؐ کے نام کی بے حرمتی کی؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے میں اپنے محبوب پیغمبرؐ کے نام کی بے حرمتی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

سوال نمبر 63: کیا یہ درست ہے کہ تم نے گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر کو 28-2-1997 کو اپنی بیٹی کی شادی کی تقریب اور چوک یتیم خانہ لاہور پر واقع مسجد بیت الرضا میں منعقد ہونیوالی ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے مدعو کیا؟

جواب: اپنی بیٹی کی شادی میں شرکت کی حد تک درست ہے باقی غلط ہے۔

سوال نمبر 64: کیا یہ درست ہے کہ گواہ استغاثہ نے 28-2-1997 کو چوک یتیم خانہ لاہور میں واقع مسجد بیت الرضا میں ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی؟

جواب: یہ غلط ہے کہ اس نے ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی تاہم وہ نماز جمعہ میں شریک ہوا۔

سوال نمبر 65: کیا یہ درست ہے کہ تم نے ورلڈ اسمبلی کا اجلاس 28-2-1997 کو چوک یتیم خانہ لاہور میں واقع مسجد بیت الرضا میں طلب کیا اور تم نے دعوت نامے جاری کئے اور فوٹو سٹیٹ کاپی (مارک ایچ) اس دعوت نامے کی ہے جو تم نے محمد علی ابو بکر کو دیا تھا؟

جواب: یہ غلط ہے میں نے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر کو کوئی دعوت نامہ نہیں دیا۔

سوال نمبر 66: کیا یہ درست ہے کہ 28-2-1997 کو مسجد بیت الرضا میں تقریر کرتے ہوئے تم نے جیسا کہ آڈیو کیسٹ (ایگزیبٹ پی 1) میں بتایا کہ تم نے مسجد بیت الرضا کو ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کے لئے کیوں منتخب کیا اور مسجد نبوی یا مسجد حرام کا انتخاب کیوں نہیں کیا تم نے وضاحت کی کہ تم نے مسجد بیت الرضا کا انتخاب اس طرح کیا کہ جس طرح اللہ نے غار حرا کا انتخاب کیا تھا اور تم نے یہ بھی کہا کہ بعض

آیات اور سورتیں حتیٰ کہ قرآن بھی وہاں موجود ہے۔؟

جواب: میں اپنے وکیل سے مشورے کے بعد اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا۔

سوال نمبر 67: کیا یہ درست ہے کہ تم نے 28-2-1997 کو چوک یتیم خانہ لاہور پر واقع مسجد بیت الرضا میں خطبہ (تقریر) دیا اور وہاں موجود سو افراد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا اور تم نے عبدالواحد اور زید زمان کو اپنے صحابی کی حیثیت سے متعارف کرایا اور ان دونوں افراد نے کس حد تک خود بھی تقریریں کیں؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 68: کیا یہ درست ہے کہ تم نے اس اجلاس میں کہا کہ پیغمبرؐ ڈیوٹی پر نہیں بلکہ ان کی عطا پر ایک رسول تم سے مخاطب ہے اور اس کے بعد اس اجلاس میں تم نے محمد علی ابوبکر گواہ استغاثہ کا تعارف کرایا اور کہا کہ پیغمبرؐ نے اگر کسی کی خدمات قبول کی تھیں تو وہ محمد علی ابوبکر گواہ استغاثہ ہے اور تم مذکورہ گواہ استغاثہ کو جو تیسری یا چوتھی صف میں بیٹھا تھا منبر کے قریب لائے اور کہا کہ مذکورہ گواہ استغاثہ نے تمہاری سب سے پہلے خدمت کی۔ وہ ابوبکر تھا اور اب وہ محمد علی ابوبکر ہے اور پھر تم نے گواہ استغاثہ کو ابوبکر صدیق کہہ کر پکارا جس کا مطلب ہے کہ گواہ استغاثہ تمہارا صحابی ہے؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 69: کیا یہ درست ہے کہ دسمبر 1995 میں نماز جمعہ کے بعد چوک یتیم خانہ لاہور میں واقع مسجد بیت الرضا سے ملحق حجرے میں سہیل ضیا نے تم سے منیر ڈار گواہ استغاثہ کا تعارف کرایا؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 70: کیا یہ درست ہے کہ تم نے مذکور گواہ استغاثہ سے کہا کہ اگر تم اس کی پیغمبرؐ سے ملاقات کا انتظام کردو۔ آیا گواہ استغاثہ کے پاس اس کی کوئی قیمت ہے یا نہیں۔ جس پر گواہ استغاثہ نے اثبات میں جواب دیا جس پر تم نے گواہ استغاثہ سے کہا

کہ جب تک اسکی پیغمبرؐ سے ملاقات نہ ہو جائے وہ نہیں مرے گا۔ مزید برآں حضورؐ سے ملاقات کی صورت میں اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ جنت میں جائے گا اور تم نے گواہ استغاثہ سے اس کی سنہری زنجیر اور انگوٹھی دینے کو کہا جو گواہ استغاثہ نے تمہیں دیدی؟

جواب: یہ غلط ہے' یہ مجھ پر بہتان اور تہمت ہے۔

سوال نمبر 71: کیا یہ درست ہے کہ اس ملاقات کے اگلے دن تم نے گواہ استغاثہ ساجد منیر ڈار کو اپنے گھر 218۔ کیو ڈیفنس لاہور بلوایا اور تم مذکورہ گواہ استغاثہ کو اکیلے اپنے گھر میں قائم حجرے میں لے گئے جبکہ بہت سے دوسرے افراد مین ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے؟

جواب: یہ غلط ہے' فی الحقیقت میں نے گواہ استغاثہ ساجد منیر ڈار کو پہلی مرتبہ عدالت میں دیکھا ہے۔

سوال نمبر 72: کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ حجرے میں موجودگی کے دوران تم نے کہا کہ گواہ استغاثہ خوش نصیب ہے جسے حضورؐ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے اس کے بعد تم نے گواہ استغاثہ سے کہا کہ تم خود ''محمدؐ'' ہو اس کے بعد تم نے اسے سینے سے لگا لیا؟

جواب: یہ درست نہیں ہے۔

سوال نمبر 73: کیا یہ درست ہے کہ ویڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 5 میں ریکارڈ شدہ تقریر کے دوران تم نے اپنے آپ کو' رسول اللہ ﷺ' کہا اور کہا' واعلموا ان فیکم رسول الله''؟

جواب: یہ درست نہیں۔

سوال نمبر 74: کیا یہ درست ہے کہ ویڈیو کیسٹ پی 2 میں تم نے لوگوں سے اپنے بارے میں پوچھا کہ آیا وہ تم پر یقین کرتے ہیں کیونکہ تم حضورؐ سے مشابہت اور

یکسانیت رکھتے ہو؟

جواب: یہ درست نہیں۔

سوال نمبر 75: کیا یہ درست ہے کہ تم نے ویڈیو کیسٹ اگزیبٹ پی 2 میں ریکارڈ شدہ تقریر میں لوگوں کو دعوت دی کہ وہ تمہیں سرور کائنات ؐکی مانند مقدس اور ان سے مشابہہ سمجھیں اور اگر انہیں اپنے کنبوں' اپنی بیویوں اور اپنے بچوں کی مخالفت کرنا پڑے حتیٰ کہ اس یقین کیلئے انہیں قتل بھی کرنا پڑے تو تمہیں ''بدر وحنین'' اور ''کربلا'' کو دہرانا ہے اور تم پر اسی طرح ایمان لانا ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 76: کیا یہ درست ہے کہ تم نے میاں غفار گواہ استغاثہ کو جب اس نے تمہارے مکان 218۔ کیو واقع ڈیفنس لاہور میں تم سے ملاقات کی' بتایا کہ پیغمبر اسلام ؐکی تاریخ پیدائش 9 ربیع الاول ہے اور یہ کہ 12 ربیع الاول حضور ؐکی صحیح تاریخ پیدائش نہیں؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 77: کیا یہ درست ہے کہ تم نے ویڈیو کیسٹ اگزیبٹ پی 5 میں ریکارڈ شدہ اپنی تقریر میں کہا کہ 12 ربیع الاول حضرت محمد ؐکی تاریخ پیدائش نہیں بلکہ حضور ؐکی صحیح تاریخ پیدائش 9 ربیع الاول ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 78: کیا یہ درست ہے کہ خوشی محمد ایس ایچ او نے تمہیں ویڈیو کیسٹ اگزیبٹ پی 2 اور اگزیبٹ پی 5 اور آڈیو کیسٹ پی 1 سے موازنے کیلئے اپنی آواز ریکارڈ کرانے کو کہا لیکن تم نے اپنی آواز ریکارڈ کرانے سے انکار کر دیا؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 79: یہ بات شہادت میں موجود ہے کہ مستغیث محمد اسماعیل شجاع آبادی

نے تفتیشی افسر کے روبرو تمہاری ڈائری کے 22 صفحات ایگزیبٹ پی 3/22-1 پیش کئے، تمہیں اس بارے میں کیا کہنا ہے؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 80: کیا ڈائری ایگزیبٹ پی 8/116-1 تمہاری ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 81: کیا یہ درست ہے کہ مستغیث نے تمہاری ڈائری کا ایک ورق ایگزیبٹ پی 4 پولیس کو پیش کیا؟

جواب: یہ غلط ہے۔

سوال نمبر 82: کیا یہ درست ہے جیسا کہ ہفت روزہ تکبیر کراچی ایگزیبٹ (پی 9/52-1) رپورٹ کیا گیا ہے کہ تم نے اپنے پیروکاروں اور مریدوں کو مصیبت اور ابتلا کی صورت میں ایمان کی آزمائش کے طور پر اپنے آپ پر درود شریف پڑھنے کی اپیل کی؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 84: کیا یہ درست ہے کہ وڈیو کیسٹ پی 5 میں ریکارڈ شدہ تمہاری تقریر جو گواہ استغاثہ اطہر اقبال نے پولیس کو پیش کیا' ایگزیبٹ پی 11/(10-1) میں تمہاری وڈیو کیسٹ ایگزیبٹ پی 2 میں ریکارڈ شدہ تمہاری تقریر کا ٹرانسکرپٹ ہے جو مستغیث نے تفتیشی افسر کے روبرو پیش کیا؟

جواب: میں اپنے وکیل سے مشورے کے بعد اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔

سوال نمبر 85: کیا یہ درست ہے کہ ٹرانسکرپٹ ایگزیبٹ پی 12/(19-1) تمہاری وڈیو کیسٹ پی 5 میں ریکارڈ شدہ تقریر ہے جو گواہ استغاثہ اطہر اقبال نے پولیس کو پیش کی؟

جواب: میں اپنے وکیل سے مشورے کے بعد اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا۔

سوال نمبر 86: کیا یہ درست ہے کہ تم نے اپنے پیغمبر اسلام کا تسلسل ہونے کا دعویٰ کیا جیسا کہ ہفت روزہ تکبیر کراچی اگزیبٹ پی 13 / (52-1) میں رپورٹ کیا گیا ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے' میں اس قسم کا کوئی کام کیے جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

سوال نمبر 87: کیا یہ درست ہے کہ تم نے اپنے پیروکاروں سے نیک مقصد کیلئے جو ہفت روزہ تکبیر اگزیبٹ پی 9 / (52-1) میں رپورٹ کیا گیا ہے' ان کی بیویوں کی قربانی دیئے جانے کی اپیل کی؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے' میری منکوحہ بیوی کے سوا تمام عورتیں میری بہنیں اور بیٹیاں ہیں۔

سوال نمبر 88: کیا یہ درست ہے کہ جیسا کہ ویڈیو کیسٹ پی 2 میں کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے بول رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم میں حلول ہونے کے بعد بول رہا ہے اور تم نے یہ بھی اعلان کیا کہ تمہارے لبوں سے نکلی ہوئی آواز ''حقیقی کتاب'' ہے یعنی اس سے مراد ''الکتاب'' اور ''قرآن شریف'' ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر 89: تمہارے خلاف یہ مقدمہ کیوں ہے؟ اور استغاثے کے گواہوں نے تمہارے خلاف بیان کیوں دیئے ہیں؟

جواب: یہ مقدمہ حسد' طمع' لالچ' بغض اور مذہبی علم' صوفی ازم سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ میں نے ایف آئی آر کے اندراج سے قبل ہی اخباری بیانات کے ذریعے پوری دنیا پر اپنے خیالات واضح کر دیئے تھے میں نے جن میں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہا اور یہ بھی کہا کہ پیغمبری کا دعویدار مردود ہے اور وہ شخص بھی ایسا ہی ہے جو ایسے غلط الزامات عائد کرتا ہے۔ آج بھی جناب والا میرا موقف وہی ہے۔ میں نے براہ راست اور اپنے وکیلوں کے ذریعے عدالت میں پیغامات دیئے کہ اگر کسی قسم کی غلط فہمی

ہو ہمیں مل بیٹھ کر نہایت خیر سگالی کے جذبے سے اور جائز طریقے سے اپنے اختلافات طے کرنے چاہئیں لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر جن کے بارے وہی بہتر جانتے ہیں انہوں نے کبھی میری پیشکش قبول نہیں کی اور ہمیں کبھی تبادلہ خیالات کا موقع نہیں ملا۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے گھر کا نام ''جنت طیبہ'' رکھنے پر کاذب قرار دیدیا گیا۔ اس حقیقت کے باوجود کہ جنت میری ماں اور طیبہ میری بیوی کا نام ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ مجھے ریگل چوک میں پھانسی پر لٹکانا چاہتے ہیں۔ جہاں تک اس مقدمے کے پہلو کا تعلق ہے یہ مثال یہ ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے کہ مستغیث یا گواہ کس قسم کا علم رکھتے ہیں۔ میں تصوف کا نہایت ادنیٰ طالب علم ہوں۔ جب میں زیر تفتیش تھا میں نے ان تمام سوالات کے جوابات پوری طرح دے دیئے تھے۔ میں نے وہاں کہا تھا کہ میں تو حضورؐ کے جوتوں کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ آج بھی میں یہی کہتا ہوں۔ وضاحت دینے کا میرا مقصد صرف مقدمے کے حوالے سے نہیں۔ میں پھر پیشکش کرسکتا ہوں کہ ہم مل بیٹھیں اگر اس میں مجھے غلط ثابت کردو تو مجھے موت کی سزا دی جائے اور اگر اس کے برعکس تم نے کوئی غلط کام کیا ہو تو تمہیں بھی اس کی سزا کا سامنا کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ بہت سے گواہ جن سے میں ماضی میں کبھی نہیں ملا لیکن وہ بلیک میلنگ کیلئے مجموعی سازش کے تحت میرے خلاف بدنیتی سے اور مذموم مقاصد کے حصول کیلئے لائے گئے۔

سوال نمبر **90**: کیا تمہیں کچھ اور کہنا ہے؟

جواب: قرآن حکیم کے مطابق شہید زندہ ہیں لیکن بہت کم لوگوں کو اس کا ادراک اور شعور ہے۔ اولیائے کرام، پیغمبر اور اللہ کے دوست کہیں زیادہ ارفع ہیں اور مسجد نبویؐ میں تمام پیغمبروں کا حضور خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ کی امامت میں نماز کی ادائیگی کیلئے ظہور اس کا ثبوت ہے۔ میرے نزدیک میرے آقا حضرت محمد ﷺ خلفائے راشدینؓ، بارہ امام، اہل بیت، فقہ کے چار امام، حضرت غوث الاعظمؒ حضرت

داتا گنج بخشؒ حضرت امام بریؒ اور میرے سلسلے کے تمام مشائخ زندہ ہیں اور بہت سے سینئر شیوخ، عظیم اور عظیم ترینوں کی موجودگی میں کس طرح یہ ادنیٰ خادم ان تمام الزامات کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ قادر مطلق کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ میرا زور لفظ ''ہیں'' پر ہے، وہ خاتم النبیینؐ ہیں، دلوں کی روشنی اور قیامت تک کیلئے رہنمائی ہیں اس لئے میں خواب میں بھی اس قسم کے جرم اور اس کے ارتکاب کے بارے میں نہیں سوچ سکتا جس کا مجھ پر الزام لگایا گیا ہے۔ میں اسی علامت میں یہ بھی تصور نہیں کر سکتا کہ ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے خلاف اس قسم کے الزامات عائد کر سکتا ہے اس لئے میں اس مقدمے میں بے گناہ ہوں۔

سوال نمبر 91: کیا تم ضابطہ فوجداری کی دفعہ 340(2) کے تحت اپنے خلاف عائد الزامات کو غلط ثابت کرنے کیلئے اپنا بیان قلم بند کرواؤ گے؟

جواب: ہاں۔

سوال نمبر 92: کیا تم صفائی کی شہادتیں پیش کرو گے؟

جواب: ہاں۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ ملزم کا مذکورہ بیان میری موجودگی اور سماعت میں قلم بند کیا گیا اور مزید یہ کہ یہ ملزم کے مکمل اور صحیح بیان پر مشتمل ہے۔

دستخط سیشن جج 13-7-2000

13۔ ناواقفوں کی سہولت اور اس کا بیان دوبارہ حلف پر لینے کیلئے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 340(2) حسب ذیل بیان کی جا رہی ہے۔

دفعہ 340(2) ضابطہ فوجداری

کوئی شخص جس پر فوجداری عدالت میں کسی جرم کا الزام ہو یا جس کے خلاف کارروائی اس ضابطہ کے تحت کسی ایسی عدالت میں شروع ہوا گر وہ جرم تسلیم نہ کرے تو

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا نماز پڑھنا مسجد نبوی میں نہیں بلکہ مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ہوا۔ یہ ہے کذاب کا مبلغ علم۔

اپنے خلاف یا کسی دوسرے کے خلاف الزامات کو غلط ثابت کرنے کیلئے جس پر اس کے ساتھ الزامات ہوں یا جس کے خلاف اس کے ساتھ مقدمے کی کارروائی جاری ہو حلف پر بیان (گواہی) دے گا۔

بشرطیکہ اسے نہ پوچھا جائے اور اگر پوچھا جائے تو اس سے کسی ایسے سوال کے جواب کی توقع نہیں کی جائے گی جس سے اس کا اظہار ہوتا ہو کہ اس نے کوئی جرم کیا یا اسے سزا ہوئی ہو ماسوائے اس جرم کے جس کا کہ اس پر الزام ہو یا جس پر اس کے خلاف مقدمے کی سماعت کی جارہی ہو یا وہ برے کردار کا حامل ہو۔ تاوقتیکہ

1۔ اس بات کا ثبوت کہ اس نے جرم کیا ہو یا اسے اس جرم میں سزا ہو چکی ہو جو شہادت میں اس بات کے اظہار کے لئے قابل تسلیم ہو کہ وہ اس جرم کا مرتکب ہے جس کا اس پر الزام ہے یا یہ کہ جس کیلئے اس کے خلاف مقدمہ زیر سماعت ہو۔ یا

2۔ کہ اس نے ذاتی طور پر یا اس کے وکیل نے استغاثے کے کسی گواہ سے اس نظریئے سے سوال پوچھے ہوں کہ اس کے اچھے کردار کا تعین ہو سکے یا خود اس نے اپنے اچھے کردار کی گواہی دی ہو۔ یا

3۔ اس نے ایسے دوسرے شخص کے خلاف بیان دیا ہو جس پر ایسا ہی الزام ہو اور اس الزام میں اس کے خلاف مقدمہ زیر غور ہو۔

14۔ بالفاظ دیگر اس کا مطلب ہے کہ یہ ملزم کا حلف پر بیان ہے جو استغاثہ کی جانب سے جرح کے تابع ہے۔ بہر حال لفظ بہ لفظ درج ذیل ہے۔

بیان محمد یوسف علی ولد وزیر علی ذات راجپوت

زیر دفعہ 340 (2) ضابطہ فوجداری حلفاً بیان کیا:

مذہب اسلام پر میرا ایمان حضرت ابو بکر صدیقؓ اہل بیت رسولؐ حضرت غوث الاعظمؒ اور حضرت داتا گنج بخشؒ کی مانند ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میرا تعلق اہل سنت

نکر سے ہے۔ ''میرا مشن مختصراً انسانی ارتقا (احسن تقویم) کے ذریعے ''عالمی امن'' ہے جو مجھے حضرت محمد ﷺ نے تفصیل سے عطا کیا ہے''۔ میرا مشن قرآن حکیم کی ''سورۃ صف'' کے مطابق ہے۔ دنیا کی صورت ایسی ہے کہ لوگ چند ایک کے سوا حضرت محمد ﷺ کے نور کو زبانی، تحریری و عملی کوششوں کے ذریعے بجھانے کی بہت کوشش کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا نور برقرار رکھتا ہے۔ وہ اپنا نور برقرار رکھے ہوئے ہے اور اس کا نور برقرار رہے گا۔ ثبوت یہ ہے کہ وہ ''ذات حق'' ہے جس نے اپنے رسول کو مکمل رہنمائی کے ساتھ بھیجا وہ اس مجموعی غلط سوچ اور اس رہنمائی سے آگے جا سکتا ہے۔ کافر کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کرتے رہیں۔ مشرک کتنا ہی فساد کیوں نہ پھیلائیں ایسا کیا جاتا رہا ہے۔ (طریقہ) اے ایمان والو آؤ میں تمہیں ایک بہت اچھی تجارت کی جگہ بلاتا ہوں اپنے ایمان کو اللہ کے مطابق صحیح بناؤ تم محمد ﷺ (سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 2-56 کے مطابق) حقیقتاً پہنچ جاؤ گے اس لئے تم اللہ کی راہ میں دل جمعی کے ساتھ کوشش کرو تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور تم سے وعدہ ہے جنت میں داخلے اور طیب اقامت گاہوں کا، اور میں تمہیں اس عظیم کامیابی کا یقین دلاتا ہوں۔ اس دنیا کی حالت سے نہ گھبراؤ کیونکہ اصول ایک ہے جس نے اپنی شخصیت کو تقدس اور عظمت دی اور اس کے بعد کی زندگی (ابدی زندگی) کیلئے خود کو کامیاب کیا، وہ اپنے بارے میں دنیا کا احیا کر سکتا ہے۔ ایک بار جب تم اس انتہا معراج کو یعنی (قدم محمدیؐ) کو پہنچ جاتے ہو اللہ کی مدد تمہاری ہوگی اور تمہیں بڑی فتح و کامیابی سے نوازا جائے گا۔ میرے مشن کا عنوان ''حقیقت محمدیہؐ'' ہے جسے غیر مسلم عام طور پر ورلڈ اسمبلی اور امن اور احیائے اسلام کے نام سے جانتے ہیں۔

ہم حضور رحمت العالمین ﷺ کا عکس اور انہیں پوری انسانیت کیلئے پیش کر رہے ہیں۔ ہماری دعوت یہ ہے کہ ہم کسی کے عقائد اور ایمان پر نقطہ چینی نہیں کرینگے۔ نہ اسے پریشان کرینگے۔ بلکہ ہم لوگوں کو ان کے پیغمبروں کے اصولوں، اساتذہ اور

رہنماؤں کے مطابق زندگی گزارنے کی دعوت دیتے ہیں۔ایک مرتبہ جب کوئی شخص اپنے عقیدے اور یقین پر اس کی روح کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے یہ بات یقینی ہے کہ اسلام کی کشش اسے متوجہ کرے گی کیونکہ کسی انسان کی کامیابی اپنی اصلیت کی جانب رجوع کرنے میں ہے جو احسن تقویم ہے اور ایسا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ اسلام قبول نہ کرے' ہمیں لازماً یہ وضاحت کرنا چاہیے کہ اسلام کیا ہے؟ اسلام اللہ سبحان وتعالیٰ اور بندے کے درمیان ملاقات ہے جیسا کہ وہ ہے ' اس سے میری مراد یہ ہے کہ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود کو تصور کیا نہ کہ خود کو ظاہر اور واضح کیا اور جب میں آدمی کی بات کرتا ہوں تو اس سے میری مراد اس کا اپنی حقیقت کے مطابق ''انفس'' یعنی حقیقی آدمی ہونا جس کا مطلب پاکیزہ اور مطہر آدمی ہے۔(بحوالہ سورۃ دہر آیت نمبر 111' سورۃ الاعراف آیت نمبر 11) ہم انسان کو اسفل السافلین سے احسن تقویم تک اس طرح لے آتے ہیں۔

(ا) انسان اللہ کی معرفت کیلئے پیدا کیا گیا حوالہ سورۃ ذریات آیت نمبر 56 اور ترجمہ حوالہ کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش صفحہ 651 جیسا کہ مولانا فیروزالدین دسواں ایڈیشن جنوری 1968ء نے ترجمہ کیا ہے۔ یہاں ہم ایک مثال کا حوالہ دیتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ کسی عمارت کی تعمیر کیلئے ہمیں مختلف قسم کا سامان درکار ہوتا ہے کچھ لوگ اچھی کھڑکیاں بناتے ہیں بعض دوسرا تعمیراتی سامان بناتے ہیں اسی طرح ہمیں یقین ہے کہ دنیائے اسلام کی تمام تنظیمیں اور جماعتیں اتنی ہی مخلص اور قابل احترام ہیں جتنی کہ دوسری۔مثلاً جب میں عشق محمدؐ کی بات کروں تو میں صوفیائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا پسند کروں گا اور جب مجھے اسلام کے دشمنوں کے خلاف جدوجہد کرنا ہوگی تو میں جماعت اسلامی والوں کے پاس جانا پسند کروں گا' جب مجھے نعتیں سننا ہونگی تو میں بریلویوں کی محفل میں جانا پسند کرونگا اور جب مجھے اہل بیت کے بارے میں وعظ سننا ہوگا تو میں شیعوں کے پاس جانے کو ترجیح دوں گا اور جب مجھے

اجنبی روحانیت اور غیر معمولی کارکردگی درکار ہوگی تو میں دیوبند کا طالب علم ہوں گا۔ اگر مجھے توحید کی بات کرنا ہے تو میں اہل حدیث سے رہنمائی لوں گا۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے پاس اچھا جزوی علم ہے، مکمل علم نہیں، مکمل علم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدم کے نیچے ہے۔

(II) جب انسان تقویٰ کی معراج پر پہنچ جاتا ہے اسے الکتاب کی رہنمائی مرحمت فرمائی جاتی ہے، جب انسان عبادت کی معراج پر پہنچ جاتا ہے تو اسے تقویٰ کی نعمت سے سرفراز کیا جاتا ہے حوالہ سورۃ بقرہ آیت نمبر **21**۔

(III) جب سورۃ بقرہ آیت **2** کے حوالے سے کوئی شخص الکتاب میں سفر کرتا ہے تو وہ احسن تقویم کی حقیقت تک پہنچ جاتا ہے اور یہی حقیقی آغاز ہے۔

نوٹ: کوئی شخص کتنا ہی متقی کیوں نہ ہو اگر اس کا تعلق کسی ایک فقہ سے ہے تو اس کا ہمارے پیغمبرؐ سے براہ راست تعلق نہیں ہوسکتا' اس کا ثبوت ''سورۃ الانسان'' کی آیت نمبر **159** ہے تاہم ہمارے پیغمبر اپنی شفقت سے اس پر بالواسطہ طور پر کرم کر سکتے ہیں۔ ناموس رسولؐ اور قانون توہین رسالت مصنف محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ صفحہ **28** حوالہ **II** صفحہ **84**۔ یہاں میں یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ دنیا کے رہنما خواہ وہ مادی دنیا ہو' طبعی دنیا ہو یا مابعدالطبیعاتی دنیا ہو صرف اور صرف محمدؐ ہی دنیا کے قائد ہو سکتے ہیں کوئی بھی دوسرا شخص کسی بھی حیثیت میں قائد نہیں ہوسکتا۔ الحمدللہ اس کمپیوٹر ڈسک میں کوئی فلم یا گیت نہیں لیکن اس کمپیوٹر ڈسک کا نام علیم ہے اور یہ کمپیوٹر ڈسک قرآن حکیم' اس کے ترجمے' صحاح ستہ اور اسلامی فقہ پر مشتمل ہے۔ اگر کسی عام عالم سے اس کا موازنہ کیا جائے تو یہ ڈسک اپنے مندرجات کمپیوٹر پر واضح کرسکتی ہے بالفاظ دیگر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے انسانو انسانی خواہشات کے تحت حقیقت کا مطالعہ نہ کرو جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر تمام حقائق ایک سادہ ٹکڑے (کمپیوٹر ڈسک) میں ریکارڈ کئے جاسکتے ہیں تو انسانی جسم میں ہر چیز کو کیوں محفوظ نہیں کیا جاسکتا۔ تازہ ترین تحقیق کے

مطابق یہ واضح کیا گیا ہے کہ قرآن حکیم انسان کے اندر (ڈی این اے) میں ریکارڈ شدہ ہے اور یہاں ہم نے خود کو علامہ اقبال کے حوالے تک محدود رکھا ہے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

کوئی بھی چیز اگر فاصلے سے دیکھی جائے یا اسے تفاخر سے دیکھا جائے پست نظر آتی ہے جب تصورات واضح ہوں یہ متحد ہوتے ہیں اور جب یہ متحد ہوتے ہیں تو یہ تصور کی انتہا اور بلندیوں کو چھوتے ہیں جو انسانی ارتقا (معراج انسانی) کی اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شفقت (معراج) حضرت محمد ﷺ کی معراج اور انسانی بلندی قدم محمد مصطفیٰ ہے۔ تزکیہ کے بغیر علم ہلاکت ہے، علم اس وقت علم ہے جب عملاً نافذ ہو بصورت دیگر یہ اطلاع ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا راز ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کا بھید ہے۔ یہاں اس عدالت میں قرآن، حدیث اور دوسری کتابیں دستیاب ہیں اور ہر شخص ان کتابوں کا مناسب احترام کرتا ہے۔ ہمارے ہاتھ میں ایک کمپیوٹر ڈسک ہے نقطہ یہ ہے کہ آیا اس کمپیوٹر ڈسک کا احترام کیا جانا چاہیے یا نہیں۔ یہ شعور کے علم (علم آگہی) سے متعلق ہے۔ اللہ نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا، ہر انسان اپنی حقیقت کے مطابق ہونے کی بنا پر احسن وتقویم ہے۔ اسفل السافلین کے حوالے سے اس کا تصور غیر حقیقی ہے۔ جب کوئی شخص غیر حقیقی اور خیالی تصورات میں گھرا ہو تو وہ دوسرے انسانوں سے مختلف ہوتا ہے۔ احسن تقویم کی شناخت یہ ہے کہ وہ پوری دنیا کیلئے حضرت محمد ﷺ کا نمائندہ بنے گا۔ انسانی حقیقت ہی دنیا کی حقیقت ہے اور حقیقت قرآن ہے اور حقیقتوں کی حقیقت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں ''نہیں الہ سوائے اللہ محمد رسول اللہ'' اس مقدس کلمے کے سات الفاظ ہیں۔ اگر کسی کو کسی زبان میں اس کلمے کا ترجمہ کرنا ہے تو اسے سات الفاظ تک ہی محدود رہنا ہوگا جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے یا اسے کلمہ مرشد کامل سے پڑھنا ہوگا جیسا کہ کلمہ کسی عاشق نے اس طرح

بیان کیا ہے۔

''کلمہ پڑھایا یار ہو

میں سدا سہاگن ہوئی''

سہاگن عاشقوں کا خفیہ لفظ ہے جو سورۃ فجر کی آیت نمبر 27 اور 28 کا ترجمہ ہے۔

نوٹ: جو لوگ عربی جانتے ہیں وہ کہیں گے کہ نفس مطمئنہ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو مونث (تانیث) ہے اور مثال یہ دی گئی ہے کہ عاشق جب عشق کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ (عبد) اور حضور ﷺ کا غلام بن جاتا ہے۔

اور وہ حضور ﷺ کے حضور حاضری دیتا ہے اس حالت میں اس کی کوئی خواہش، کوئی طلب نہیں ہوتی۔ فی الحقیقت وہ کچھ نہیں ہوتا محض سادگی سے حاضر ہوتا ہے۔

''میں'' کی موجودگی گناہ کبیرہ ہے، باقی تمام گناہ اس سے کم تر ہیں۔

میں، میں، میں بکری کرتی رہی اور اس کی کھال اتار دی گئی ''میں نہ'' ''میں نہ'' ''میں نہ'' بولی تو دل کو بھا گئی، اسے قبول کیا گیا۔ میں نہ ہی حقیقی قربانی ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا ہے جو درج ذیل ہے۔

''جے کر دین علم وچ ہوندا

سر نیزے تے کیوں چڑھدے ہو

اٹھارہ ہزار جو عالم آیا

اوہ اگے حسینؓ دے مردے ہو

جے کر ملاحظہ سرور دا کردے

خیمے، تمبو کیوں جلدے ہو

جے کر بیت رسولؐ ہوندی

پانی کیوں بند کردے ہو

صادق دین تنہاں دا باہو

جیہڑے ہر قربانی کردے ہو"

جہاں تک محمد یوسف علی کا بحیثیت انسان اور شخصیت تعلق ہے اس کے ساتھ جو بھی ظلم روا رکھا گیا وہ اسے حضرت محمدؐ کے نام پر معاف کرتا ہے' اس نے کبھی انتقام کے بارے میں نہیں سوچا نہ ہی اس نے کبھی بدلہ لیا ہے اور نہ ہی وہ بدلہ لے گا۔ میری اپنے تمام دوستوں کو نصیحت ہے کہ دنیا میں بدلہ لینے کی بات کرنا تو دور کی بات ہے ایسا کوئی واقعہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی کوئی لفظ ایسا بولا جانا چاہیے جس سے بدلے کا تاثر ملتا ہو۔ میری کارکردگی کا حاصل درج ذیل ہے۔

"جیتے جی سنگ رہنا ہو

تو وانگ فقیراں رہیو

گر کوئی گالی طعنہ دیوے

اس کو جی جی کہیے ہو

کوڑا کرکٹ پھینکے کوئی

وانگ روڑی سہیے ہو

یار دی خاطر اس دنیا میں باہو

سب کچھ سہیے ہو"

علاوہ ازیں میرے خیال میں حضرت داتا گنج بخشؒ کی نصیحت کشف المحجوب کے دسویں ایڈیشن جنوری **1968**ء کے صفحہ **624** پر یوں درج ہے۔

"یہ کہ جس طریقے سے مشائخ طریقت نے تہمت اور بہتان کو پسند فرمایا ہے اس سے انسان عجیب باتوں' تفاخر اور خودستائی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور جس کی محبت میں طاقت' استحکام اور شفقت بھی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ وہ انہیں لوگوں کی نظروں میں بے عزت اور ناپسندیدہ بھی کر دیتا ہے اور پیغمبر کی زندگی اس ضمن میں ایک مثال

ہے"

الحمدللہ کہ اللہ جل شانہ کے فضل سے ہماری تعلیم' تربیت' تزکیہ بلاواسطہ حضرت محمد ﷺ اور بالواسطہ اس سلسلے کے مشائخ نے کیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کی زندگی اور تمام کتابوں میں ہے جو درج ذیل ہیں۔

(I) عقائد اہلسنت والجماعت از مولانا عبدالرحمان اشرفی جامع اشرفیہ لاہور بہ اہتمام حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی انچارج مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا۔

(II) مدارج نبوت حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ناشر مدینہ پبلشر کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی۔

الحمدللہ ہم پر تمام الزامات اللہ رب العزت اور حضرت محمد ﷺ کی موجودگی میں جو اس کے گواہ ہیں جھوٹے اور بہتان ہیں اور لاعلمی کا نتیجہ ہیں اور یہ سب کچھ ابلیسی یلغار کا نتیجہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس حق کیلئے اور اللہ رب العزت کی خوشنودی کیلئے اس کی کچھ وضاحت مختصراً بیان کرتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کسی کا عیب اس کی غیر موجودگی میں بیان کرنا غیبت ہے' ہم اپنی جان قربان کر سکتے ہیں لیکن کسی کے عیب کی نشاندہی نہیں کرینگے۔ یہاں قرآن کے کئی نسخے دستیاب ہیں اور ہمارے حوالوں کی کسی حوالے سے تصدیق کی جا سکتی ہے ہم نے ''سورۃ نور'' الگ سے حاصل کی ہے اس لئے ہم یہ کتاب سورۃ نور کے حوالے کے طور پر پیش کریں گے۔ سورۃ نور کی آیت 12`13 اور اس کا حاشیہ نمبر 19 بھی پڑھا جائے جو ضیاء القرآن کے ترجمہ اور پیر محمد کرم شاہ الاظہری کی تفسیر میں درج ہے جسے ضیاء القرآن پبلیشنز نور الکریم مارکیٹ اردو بازار نے شائع کیا ہے۔

جناب والا! واللہ' واللہ' واللہ' واللہ میری منکوحہ بیوی کے سوا تمام عورتیں میرے لئے ماں اور بہن کی حیثیت رکھتی ہیں الحمدللہ صحراً اور نسباً ہم پر اللہ کی نعمتوں کی

فراوانی افراط ہے۔ اللہ کے فضل سے ہم ہمیشہ دینے کی پوزیشن میں رہے ہیں اور اب بھی لوگ ہمارے دین دار (مقروض) ہیں۔ تمام افراد جنہوں نے ہمیں تحائف دینے کا حوالہ دیا ہم نے وہ تحائف سورۃ توبہ کی آیت **103** کو ملحوظ رکھتے ہوئے قبول کرنے کے بعد دوسروں میں تقسیم کر دیئے اور اللہ تعالیٰ اس کا گواہ ہے کہ ہمارے اہل خانہ کے کسی فرد نے انہیں استعمال نہیں کیا ہے۔ تحائف کا کیا معاملہ ہے ہم صحیح بخاری شریف کے حوالے سے جلد دوم مترجم ڈاکٹر محمد محسن خاں اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ دوسرا ایڈیشن جیسا کہ **1976**ء میں ترمیم کیا گیا کے صفحہ **178** کا حوالہ دیتے ہیں۔ اس کی فوٹو کاپی پیش کی گئی اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو بھی تحفہ دینے کے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے وہ اس کتے کی مانند ہے جو قے کرنے کے بعد اسے واپس لینے کی کوشش کر رہا ہو۔ ہمارے خلاف جو طوفان شروع ہوا اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ ہماری یہ باتیں پسند نہیں کرتے تھے کہ قرآن حکیم کے تراجم درست نہیں، ہم اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

تمہید: پیغمبر ﷺ سے انسانی رابطے کے دو طریقے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ رابطہ ممکن ہے۔ پہلا طریقہ باالواسطہ ہے یعنی صحابہ کرامؓ تابعین، تبع تابعین اور دوسرا طریقہ بلاواسطہ ہے جس کا خلاصہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے سینئر ایڈووکیٹ محمد اسماعیل قریشی کی تحریر کردہ کتاب ناموس رسالتؐ اور قانون توہین رسالتؐ میں صفحہ **28** پر ان کا بیان کردہ خواب ہے۔ محبت کا یہ رابطہ ایک سے دوسرے تک مختلف ہوتا ہے۔ کسی کی اس میں کسی قسم کی مداخلت نہیں ہوتی۔

ایک عشق مصطفیٰؐ ہے اگر ہو سکے نصیب
ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہان سراب میں

نوٹ: یہاں کسی کے حکم پر لفظ ''خراب'' کو لفظ ''سراب'' سے بدل دیا گیا ہے اور یہ ادبی بددیانتی ہے۔

نوٹ: کوئی شخص خواہ اس کے قبضے میں پوری دنیا ہی کیوں نہ ہو؟ پوری دنیا کا عارضی مالک ہے، پوری دنیا بھی اس کے پاس ہو لیکن وہ دین نہ رکھتا ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔

اگر کسی کو دین اسلام کا پورا علم ہے تو وہ بظاہر عالم نظر آئے گا لیکن اگر کسی کو حضورؐ سے محبت نہیں تو اس کے پاس کچھ نہیں۔ مثال کے طور مغرب اور یورپ کی یونیورسٹیوں میں بڑے بڑے عالم (سکالر) ہیں جو اسلامیات پر لیکچر دیتے ہیں لیکن چونکہ انہیں سرور کائناتؐ سے کوئی محبت نہیں اس لئے انہیں مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔ دنیا میں ابلیس کے ہونے سے قبل کوئی انسان نہیں تھا جس نے عبادت کی ہو' ابلیس نے جو عبادت کی اسے درج ذیل میں واضح کیا جا سکتا ہے۔

''گیا' ابلیس مارا ایک سجدے کے نہ کرنے پر
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا؟''

عدالت کا قیمتی وقت بچانے کیلئے ہم ان آیات کا حوالہ دیں گے جن کا ترجمہ گستاخانہ ہے اور غلط ہے جو یہ ہے

(ا) سورۃ بقرہ آیت نمبر 256

قرآن کے کسی بھی ترجمے میں لفظ (عروت الوثقیٰ) کا صحیح طور پر ترجمہ نہیں کیا گیا اب ہم اللہ تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے صحیح ترجمہ متعارف کراتے ہیں۔

''عروت الوثقیٰ'' کا مطلب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ثبوت نمبر 1۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نام مسجد نبوی میں اس کے دائیں جانب کی آخری (تازہ ترین) محراب میں لکھا گیا ہے۔

ثبوت نمبر 2۔ روح القدس سے مراد بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ نام بھی مسجد نبویؐ کی بائیں جانب کی محراب میں لکھا گیا ہے اور ثبوت نمبر 2 صوفی برکت علی سالار والے کی اسمائے نبی کریمؐ کے نام سے لکھی گئی کتاب اور سورۃ قیامت آیت نمبر

16 اور سورۃ والضحیٰ آیت نمبر 7 ہیں۔

اور اسی طرح قرآن کریم میں بہت سے نکات کی ہم کسی بھی لمحے وضاحت کر سکتے ہیں۔

سورۃ احزاب آیت نمبر 72 لفظ "ظلوماً جھولاً" انتہائی توہین آمیز ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ قصص کی آیت نمبر 76 کے حوالے سے کسی نے ہم سے پوچھا کہ اس آیت کے حوالے سے استغفر اللہ حضرت محمدؐ کسی کو رہنمائی پیش نہ کریں اور حضرت محمدؐ کے نام پر اور حضورؐ کا یہ فرمان کہ ہماری جانیں قربان اور ہم اچانک "سورۃ شوریٰ" کی آیت نمبر 52 کے مطابق اسے جواب دیتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ کسی کی رہنمائی کرنا پسند کرتے ہیں جس پر اس شخص نے ایک اور سوال کیا کہ قرآن حکیم کی آیات میں اختلاف ہے جس پر ہم نے الحمد للہ جواب دیا کہ قرآن حکیم کی آیات میں کوئی فرق نہیں اور اسکا ثبوت "سورۃ النساء" کی آیت نمبر 82 ہے اور یہ انسانی شعور کی شرارت ہے اور فی الحقیقت فرد اپنی پسند کے مطابق قرآن حکیم سے رہنمائی کا متمنی ہوتا ہے اور اپنے آپ کو تزکیئے سے محروم رکھ کر اور انسانی خواہش کو ملوث کر کے اندھا ہو جاتا ہے اور اسکا اعلان قرآن حکیم کی "سورۃ بقرہ" کی آیت 26 میں کیا گیا ہے۔

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل
ہر کہ دیدن میل دارد، در سخن بیند مرا

محمد یوسف علی کی والدہ روحانی طور پر میاں شیر محمدؒ اور اس کے والد وزیر علی، حاکم علی قادریؒ سے وابستہ رہے۔ جو بھی ہم مزید کہنا چاہتے ہیں اللہ ہمیں معاف رکھے۔ میرا دعویٰ نہیں یہ کسی کی نعمتوں کا اعتراف ہے۔ کاغذ محض ایک کاغذ ہے اس پر اپنے طور پر جو کچھ بھی لکھا ہو اسے اسی نام سے پکارا جائے گا اگر اس پر قرآن چھپا ہوا ہے تو یہ قرآن کہلائے گا، کاغذ خود قرآن نہیں لیکن اسے قرآن چھاپے دیئے جانے کی بنا پر قرآن کہا جائے گا۔ اسی طرح ہم یہ تلقین کرتے ہیں کہ یوسف کے اپنے اندر کوئی خصوصیت نہیں اس دنیا میں جب کسی کو کوئی عہدہ دے دیا جاتا ہے اس سے قبل اسے اس پر اعتماد ہوتا ہے

اسی طرح جو کچھ بھی ہمیں عطا ہوا ہمیں اس پر یقین ہے۔ الحمدللہ یوسف علی کی پیدائش سے قبل اس کے والدین' ان کے مرشد اور پیغمبر اسلامؐ نے خود یہ نوید مسرت دی کہ ہمارا پیغمبرؐ سے بذریعہ خواب مشاہدہ اور تخمینہ (اندازہ) رابطہ ہے۔ یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے اور یہ قابل اعتراض نہیں اور نہ دوسروں کیلئے حجت ہے۔ ہم اس حقیقت کا اس لئے ذکر کرر ہے ہیں کہ ہماری گفتگو وہی اصطلاحات ہیں جو ہمیں حضرت محمد ﷺ سے ملی ہیں۔ مثال کے طور پر دنیائے عرب ہمیں جو کچھ بھی تعلیم دی گئی ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے مثل ہونا چاہیے۔ اگر کوئی پیغمبر اسلامؐ جیسا ہے تو وہ گستاخ یا توہین آمیز نہیں اگر کوئی حضورؐ جیسا نہیں تو وہ گستاخ ہے اور اس نوید و مسرت کی بنا پر ہمارا نام محمدؐ تجویز ہوا اور بعد میں بزرگوں اور علماء کی رہنمائی کی بنا پر کہ یہ پاکستانی معاشرے میں مشکلات کا سبب ہوگا اس لئے یوسف علی کے الفاظ نام محمد میں شامل کر دیئے گئے۔ اس کا حوالہ مدارج نبوت پارٹ نمبر ایک میں صفحہ دوسو چونسٹھ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

میں لفظ اہل بیت بالعموم اپنے اہل و عیال کیلئے استعمال ہوتا ہے اور سرکارؐ کے اہل بیت کیلئے اہل بیت رسولؐ کا لفظ مخصوص ہے۔ اہل بیت کسی بھی شخص کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے مثلاً ''سورۃ رعد'' آیت 73 ''سورۃ احزاب'' آیت 21۔ تمام مسلمانوں کے عقیدے اور ایمان کی رو سے پیغمبرؐ ہی وہ قطعی اور حتمی معیار ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کے پیغمبرؐ ہیں۔

ثبوت: تفسیر قرآن حکیم علامہ شبیر عثمانی سورۃ الاعراف آیت نمبر 158 حاشیہ نمبر 8 ترجمہ شیخ محمود الحسن شائع شدہ مدینہ منورہ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عزت اور اختیار کی قسم کھا کر حکم دیا ہے کہ کسی ایسے شخص کو سزا نہیں دے گا جس کا نام حضرت محمدؐ پیغمبر اسلامؐ کے نام پر ہوگا۔ کسی کا پیغمبر اسلامؐ کے نام پر نام رکھنا مفید ہے اس طرح وہ اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں ایک طرح کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ ایسا شخص کی جس کا نام محمد ہوگا

پیغمبر اسلامؐ اس کیلئے جنت کی سفارش کرینگے اور اسے جنت میں داخل کرائیں گے۔ ایک دوسری جگہ کہا گیا ہے کہ ایک ایسا شخص جس کا نام محمد یا احمد ہے اسے جہنم میں نہیں بھیجا جائے گا۔ ہم ترکی اور سعودی عرب میں بعض چوکیوں پر متعین رہے ہیں وہاں لوگ ہمیں نام کے پہلے حصے ''کنیت'' سے پکارا کرتے تھے۔ ہم میں سے اگر کوئی مدینہ منورہ جاتا ہے وہ تمہیں اوئے کہہ کر متوجہ نہیں کرینگے بلکہ تمہیں محمد کے نام سے پکاریں گے۔ یہ نام دنیا کا حسین ترین نام ہے۔ کسی کا یہ نام رکھنا یا خود کو اس نام سے بلانا توہین آمیز نہیں صرف سیدنا محمد بن عبداللہ ہی محمد رسول اللہؐ ہیں۔ کسی کی بیان کردہ ان کی سیرت طیبہ کی حیثیت سات سمندروں میں سے ایک قطرے کی سی ہے علاوہ ازیں کوئی بھی حضورؐ کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ سے زیادہ نہیں جانتا۔ وہ ان کی فکر اور تعارف ہیں۔

''انفس آفاق کی وحدت کے بغیر توحید نہیں''

اگر ہم قرآن کی سورۃ سجدہ آیت نمبر 53 کا مطالعہ کرتے ہیں اور الآفاق اور انفس پر غور کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سچائی حق ہے اور حق سچائی ہے۔ تازہ ترین تحقیق کے مطابق انسانی ذہن جو کچھ بھی ہے اس کی رسائی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ نوری سال سے آگے ہے اور اس کا خلاصہ علامہ اقبال کی نظم میں بھی دیا گیا ہے۔

''خودی ہو مردہ تو مانند کاہ پیش نسیم
خودی ہو زندہ تو سلطان زندہ موجودات
مقام بندہ مومن کا ہے ورائے سہ پہر
اس سے تا بہ ثریا تمام لات و منات
حریم ذات ہے اس کا نشیمن ابدی
نہ خیرہ خاک محمد ہے نہ جلوہ گاہ صفات''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں بڑی حد تک محمدیؐ ہونے کے شرف سے نوازا ہے جیسا

کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریر میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔ سرور کائناتؐ کے توسط سے ہمیں اس دنیا کی بہترین مخلوق بنایا گیا' ہمیں حضور اکرمؐ کی اطاعت اور پیروی کی نعمت سے نوازا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آئینہ بنادیا گیا ہے اور ہر انسان کیلئے یہ ممکن بنادیا گیا ہے۔ یہاں ہم تین فنی اصطلاحات کی تشریح مناسب سمجھتے ہیں۔

(I) ابلیسیت

اس کا کام انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور رکھنا ہے اور ہر شخص اس کا نشانہ ہے سوائے ان مخلصوں کے جن کا حوالہ ''سورۃ ص'' آیت نمبر 83 ہے اور اس کے دوسرے معانی درج ذیل ہیں۔

''وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
باقی تفسیر کلیدا قبال ابلیس کی مجلس شوریٰ فرعونیت صدقہ میں ہوں
باقی کچھ نہیں غرور ہے''

(II) محمدیت:

جس طرح حضرت محمد ﷺ پیغمبریت کی انتہا پر ہیں اسی طرح ان کے پیروکار بھی انسانیت کی انتہا پر پہنچ سکتے ہیں۔ انسانیت کی یہ انتہا یہ ہے کہ الحمدللہ پیغمبر اسلامؐ اور ان کے درمیان کوئی راز نہ ہو۔ ہمیں بھی حضرت محمد ﷺ کی مہربانیوں سے وہی اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ اللہ کے سب سے بڑے خلیفہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ تمام پیغمبروں کو نور سے روشنی ملی جو پیغمبر اسلامؐ کی آمد سے قبل زمین پر آیا لیکن انہیں نبی یا رسول کہا گیا لیکن حضرت محمد ﷺ تمام زمانوں کیلئے سورج کی مثل ہیں۔ چھوٹے ٹکڑوں نے سرور کائنات کے نور سے روشنی پائی اور ستارے کہلائے۔ چاند چودھویں کا ہو یا پہلی کا سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح کوئی بھی شخص جو مقرر ہے یا عالم وہ

پیغمبر اسلامؐ کے نور کی بنا پر ہے اور اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

''کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے''

اصل حیثیت سورۃ صبح کی آیت 78 کے مطابق ہے۔ حقیقی مسلمان وہ ہے جو حضرت محمد ﷺ کا خلیفہ ہے اسے پیغمبر اسلامؐ کا نائب ہونا چاہیے جس کا رابطہ حضرت محمدؐ سے تھا۔ اے خدا یہ حیثیت ہونی چاہیے اور اسی اصول کی بنیاد پر ہمیں پیغمبر اسلامؐ کی خلافت سے نوازا گیا۔

الحمدللہ یہ ''اعزاز فیض'' ''اعتراف نعمت'' ہے اور یہ کسی نوع کا اعلان نہیں۔ حوالہ سورۃ والضحیٰ آیت نمبر گیارہ سنت کے تحت ہم نے اسی کا اظہار کیا ہے جیسا کہ فریضہ ہمیں ایک بڑے مشن کے تحت سونپا گیا ہے جس کے لئے ہمیں اشارہ دیا گیا ہے اور ہم اس کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ ایک نعمت ہے (استغفراللہ) پیغمبری کا دعویٰ کہاں ہے؟ کیا ہم نے کوئی کتاب متعارف کرائی؟ کیا ہم نے کوئی نیا مذہب رائج کیا ہے؟ کیا ہم نے نمازوں میں تبدیلی کی ہے؟ کیا ہم نے دین میں تبدیلی کی ہے؟ بلکہ فی الحقیقت یوسف ایک غریب آدمی ہے اور کچھ نہیں۔ اسے ایک لمحے کیلئے چھوڑ دیا جائے اور ہمیں تم سے کچھ پوچھنا چاہیے۔

کیا سید عثمان غنیؓ یعنی ''ذوالنورین'' خلیفۃ الرسولؐ نہیں پھر ان کی کیوں مخالفت کی گئی؟ انہیں کیوں قتل کیا گیا؟ اور ایسے کاموں کے مجرم کیا مسلمان نہیں تھے؟ کیا حضرت علیؓ حضور اکرمؐ کی پیاری بیٹی سیدنا فاطمہ الزہراؓ کے شوہر نہیں تھے جنہیں نہایت احترام اور شان عطا کی گئی جس کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا ''جس کے وہ مولا ہیں علی بھی اس کا مولا ہے'' وہ کون تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کی مخالفت کی تھی؟ کس نے انہیں قتل کیا؟ اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے کیا سلوک روا رکھا گیا؟ سانحہ کربلا کا ذمہ دار کون تھا اور یہ کہ آیا حضورؐ نے امام حسینؓ کے جنت کے نوجوانوں کا

سردار ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا؟ بہرحال اس کا خلاصہ یہ ہے۔

"کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زمان از غیب جان دیگر است"

کوئی بھی تعلق جو ہم حضور اکرمؐ کے ساتھ رکھتے ہیں الحمدللہ ہمیں معلوم ہے کہ آنحضرتؐ نے ہمیں قرآن کی حقیقت کی صورت میں خلافت کا تحفہ عطا کیا ہے۔ ہمیں مذہبی علم سے نوازا گیا ہے' ہمیں مسائل کا حل بتایا گیا ہے جن کا تعلق صرف پاکستان ہی سے نہیں بلکہ پوری دنیا سے ہے۔ ہماری ڈیوٹی زیادہ تر روحانی ہے اور بعض خاص لوگ اور بعض ادبی چیزیں بھی بتائی گئی ہیں۔

ہم غیر معروف تھے کس نے ہمیں متعارف کرایا۔ ہمارے خلاف الزام' ہم نے کیا کہا ہے۔ "انا محمد" اور جب یہ الزام لگایا اسے اخبار میں شائع کر دیا گیا اور بولنے و تحریر میں بھی "انا محمد" آ گیا۔ اے اللہ کے بندو براہ کرم "انا محمد ﷺ" اور انا محمد کے درمیان فرق کرو۔ ہم نے خود کو "انا محمد" کے نام سے نہیں پکارا' ہم "انا محمد ﷺ" کیونکر کہہ سکتے ہیں اگر کوئی الزام لگاتا ہے کہ محمد یوسف علی نے آسمان سے توڑنے کے بعد سورج کو اپنے ڈرائنگ روم میں سجا لیا ہے تو کیا یہ قابل یقین ہوگا؟ ابلیس حضورؐ کی شکل میں خواب یا بیداری کی حالت میں نہیں آ سکتا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی بھی اپنے بارے میں "انا محمد" نہیں کہہ سکتا۔ اس معزز عدالت میں موجود افراد کو یہ سوچنا چاہیے کہ کیا کوئی مسلمان اپنے آپ کو "انا محمد" کہلانے کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔ یہ اللہ کا انتظام ہے کہ کوئی بھی اپنی ڈیمانڈ پر اپنے لئے "انا محمد" کا لفظ زبان پر لانے کی جرات نہیں کر سکتا اور یہ زبان کی انتہا (معراج) ہے کہ وہ محبوب رب العالمین پر درود شریف پڑھے۔ حوالہ سورۃ بقرہ آیت نمبر **14**: اور اس کی خوبصورت مثال محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنی کتاب "ناموس رسول اور قانون توحید رسالت" کے صفحہ **97** پر دی ہے۔ اللہ رب العزت

نے اپنے محبوب کے بارے میں ایک بھی غیر مناسب لفظ استعمال نہیں کیا اور یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی حیثیت کسی اور کو دے۔ جس طرح اللہ ایک ہے اسی طرح حضرت محمد بھی ایک ہیں اور اس کا مطلب درج ذیل ہے۔

''بس اتنے پر ہوا ہنگامہ دار ورسن برپا
کہ کیسے آغوش میں آئینہ کہوں' مہر درخشاں کو'

میرے پیارے مسلمانو یاد رکھو کہ بشر محض ایک کٹھ پتلی ہے اور فاعل حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اگر وہ نفس امارہ یا نفس لوامہ کا شکار ہوتا ہے تو ابلیس کو اسے شکار بنانے کی کھلی آزادی ہوگی۔ اگر وہ احسن تقویم ہے تو حضرت محمدؐ کا آلہ کار ہے اور ہم محض حضرت محمدؐ کے آلہ کار ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

''کہاں کا علم' میرا دین کیا' عقیدت کیا
جہاں ہوا ہوا میں' میری حقیقت کیا
جمال خانہ ہستی کی اک صورت پر
تمام عمر لگا دی تو اس میں حیرت کیا
میری زندگی کی ابتدا میری زندگی کا
تسلسل الحمدللہ عشق محمدؐ ہے''

میری دعا یہ ہے کہ میری دنیاوی زندگی پیغمبر اسلامؐ کی زندگی پر ختم ہو اور ہماری زندگی کا مقصد بندگی اور تابندگی ہے اور ہم حضرت محمدؐ کی طرح سب کچھ کر سکتے ہیں۔

''سفر صاحب منزل سب کچھ محمدؐ
یہ کائنات ساری دربار محمدؐ''

ہمارا کوئی عمل سنت کے منافی نہیں ہے' بہت سے راز ایسے ہیں جس سے ہم پردہ نہیں اٹھا سکتے: یوسف کذاب

جو بھی حضرت محمدؐ کی صحبت حالت ایمان میں اختیار کرے اگر وہ صحابی نہیں تو اور

کیا ہے؟ پیغمبر اسلامؐ کا ساتھی ہونے سے میری مراد محمد بن عبداللہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں۔ محفوظ احتیاط سے لفظ صحابی اہل بیت کے قائدین کے ساتھیوں کیلئے ہی استعمال کیا گیا۔ اسی طرح حضرت غوث اعظمؒ نے بھی اسی انداز میں استعمال کیا۔ صحابی کا مطلب کچھ اور ہے اور صحابی رسولؐ سے مراد کچھ اور۔ آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کتنے ساتھی دنیا میں ہیں جب وہ زندہ تھے ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ حوالہ ''بائبل مقدس'' آکسفورڈ ایڈیشن صفحہ 934 پر ہے۔

یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ وقت کے پیغمبر کو اس کی حیثیت سے محروم رکھا گیا' اسے مختلف طریقوں سے تنگ کیا گیا اور ماضی کے پیغمبروں کی تعریف کی گئی۔ وہ شخص جسے پیغمبرؐ کی خلافت سے سرفراز کیا گیا وہ ایک جگہ تو بہت سی چیزوں سے نوازا جاتا ہے جبکہ دوسری جگہ پیغمبر اسلام کی تقلید کرتے ہوئے اسے بہت مصیبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ محمد یوسف علی نے کسی بھی طرح خود کو نبی' رسول یا رسول اللہ نہیں کہا۔ دنیا کی جس شخصیت نے ہماری رہنمائی کی ہے یعنی نسبت محمدیہؐ ہے جو ہمارے پاس ہے اور جس نے ہمیں بہت طاقت اور تحفظ دیا ہے۔ یہ کوئی اعلان نہیں بلکہ ہدیہ تشکر ہے۔ یہ کہ ہمارا کوئی عمل سنت کے منافی نہیں بہت سے ایسے راز ہیں جن سے ہم پردہ نہیں اٹھا سکتے۔

ہماری ڈیوٹی نہ صرف یہ مقدمہ جیتنا ہے بلکہ ہماری ڈیوٹی کلمتہ اللہ کہنا اور انسانیت کی خدمت کرنا بھی ہے۔ تخت یا تختہ ہم کسی چیز کی بھیک نہیں مانگتے۔ موت ہمارے لئے ایک بڑی نعمت ہے۔ یہ جسم کی قید سے رہائی اور حقیقی گھر کو واپسی ہے لیکن ہم اپنے آپ سے یہ سوال پوچھ رہے ہیں کہ میرے پیارو اس قسم کا تنازع کھڑا کرنے سے قبل سورۃ نور کے آخری رکوع کے مطابق کیا پیغمبرؐ سے اجازت طلب کی گئی تھی؟ اگر تم اچھی رائے سے دیکھو تو یہ مقدمہ بھی انجام کو پہنچ جائے گا۔ کیا سورۃ حجرات میں یہ حکم اور فیصلہ نہیں کہ برا سوچنا گناہ عظیم ہے ہم نے ''عروت الوثقیٰ'' کی تعریف واضح کر دی

ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ حضرت محمدؐ ہیں۔معزز عدالت کی اجازت سے ہم خطبات ختم نبوت۔ حصہ سوم از مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی جو مقدمے کا مستغیث ہے کی کتاب کے پیش لفظ اور دوسرے نشانوں کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے دیباچے میں لکھا ہے کہ خلافتہ رسول بلا فصل جو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے شروع ہو رہی ہے خواجہ خواجگان خان محمد تک اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ کے صدقے ہمیں حقیقی نمائندے کی نعمتیں عطا کرتے ہیں۔ شر کیا ہے؟ اس کا بھی شعور دیتے ہیں اور اس سے خود کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت بھی عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر فتنے سے محفوظ رکھے' اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی آگ سے بچائے' پانی کے عذاب سے محفوظ رکھے' ہمارے ملک کی سرحدیں محفوظ رکھے' مسلمانوں کو ایک قوم کے سانچے میں ڈھال دے' نفرت کی بجائے ہمیں ایک دوسرے سے محبت کی تعلیم دے' نور توحید میں محبت دے اور رسالت کی خوشی سے محبت دے اور قرآن کے طریقے سے محبت دے' سنت کے راز سے محبت دے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم ڈاکٹر محمد اقبال کے درج ذیل اشعار کی روح کے مطابق عمل کریں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں عشق محمدؐ سے اجالا کر دے

الحمدللہ رب العالمین صلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد رسول اللہ"

اس مرحلے پر عدالت کا وقت ختم ہو گیا۔

18-7-2000 بیان ملزم یوسف علی حلفاً:

میں دستاویزات اگزیبٹ ڈی ایل اگزیبٹ ڈی ایم اور اگزیبٹ ڈی این اگزیبٹ ڈی او اگزیبٹ ڈی پی اگزیبٹ ڈی کیو اگزیبٹ ڈی آر اگزیبٹ ڈی ایس

ایگزیبٹ ڈی ٹی ایگزیبٹ ڈی یو ایگزیبٹ ڈی وی ایگزیبٹ ڈی ڈبلیو ایگزیبٹ ڈی ایکس ایگزیبٹ ڈی وائی ایگزیبٹ ڈی زیڈ ایگزیبٹ ڈی/اے اے ایگزیبٹ ڈی/بی بی ایگزیبٹ ڈی/ڈی ڈی ایگزیبٹ ڈی/ایف ایف ایگزیبٹ ڈی/جی جی اور ایگزیبٹ ڈی/ایچ ایچ پیش کرتا ہوں۔

جرح فاضل وکیل مستغیث:

الحمداللہ یہ درست ہے کہ میں مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہا ہوں' میں وہاں 5 جولائی 1977 سے وقفے وقفے سے مقیم رہا۔ میں نے پاکستان میں اپنے اہل خانہ کے سوا کسی کو کوئی خط نہیں لکھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں اپنے آپ کو پاکستان میں اور مدینہ منورہ میں بھی علی یوسف اور فقیر کے طور پر پیش کرتا رہا ہوں ۔ یہ درست ہے کہ ایگزیبٹ ڈی کیو جس کا عنوان ''تعلق'' ہے میری تحریر کردہ ہے۔ یہ درست ہے کہ میرا نام ابوالحسنین محمد یوسف علی کتاب پر لکھا ہوا ہے۔

رضا کارانہ طور پر کہا علی میرا نام ہے اور میں نے محض مسعود رضا کے بارے میں سنا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میرے سامعین ہزاروں کی تعداد میں ہیں' میں نہیں کہہ سکتا کہ ''علی نامہ'' نامی کتاب مجھے سید علی رضا نے پیش کی۔ میں اپنی محفلوں میں درود پڑھتا رہا ہوں جو یہ ہے

''الحمدللہ رب العالمین صلی اللہ علی النبی الامی

واصحابہ وسلم' اللھم صلیٰ وسلم وبارک علی سیدنا محمد وآلہ بقدر حسنہ وجمالہ''

رضا کارانہ طور پر کہا کہ درود ابراہیمی پڑھنا تمام مسلمانوں کیلئے لازم ہے لیکن مسلمان پیغمبر اسلامؐ پر دوسرے درود بھی بھیجتے رہے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ میں نے کتاب ''علی نامہ'' کے 1995 میں شائع ہونے والے ایڈیشن کا پیش لفظ لکھا۔ یہ غلط ہے کہ یہ کتاب 12 ربیع الثانی 1415ھ کو شائع ہوئی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے دیباچے کے آخر میں اپنا نام فقیر لکھا۔ میں نے سید مسعود رضا کی لکھی ہوئی کتاب ''علی نامہ''

اگیز یبٹ پی 14 نہیں پڑھی۔ میرے کوئی پیروکار یا مرید نہیں نہ ہی میں ''محبوب الوحید'' ''امام الوقت'' ''انسان کامل'' کے پرتو کی حیثیت سے اپنے پیروکاروں میں معروف ہوں۔ یہ غلط ہے کہ میرے پیروکار مجھے ''سید موجودات'' کہہ کر پکارتے ہیں اور یہ غلط ہے کہ کتاب ''علی نامہ'' کا انتساب مجھ سے کیا گیا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میرے سامعین افراط میں ہیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ مجھے کن الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ کسی نے مجھے ان ناموں سے جن کا اوپر ذکر ہے مجھے میری موجودگی میں نہیں پکارا اور نہ ہی مجھے کسی کو روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ درست ہے کہ میں تعمیر ملت کے نام سے آرٹیکل لکھتا رہا ہوں۔ چند مستثنیات کے سوا میں نے امام وقت کے عنوان سے تعمیر ملت میں مضامین لکھے ہیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ 1994 تک ہر مضمون میرے ہاتھ کا لکھا ہوتا تھا اس کے بعد اپنے ہاتھ میں درد کی بنا پر میں نے اپنے دوستوں سے میرے مضامین لکھنے کو کہا۔ یہ غلط ہے کہ میں نے ''سید موجودات'' امام وقت کے نام سے رسالہ تعمیر ملت میں 15-12-1995 کو مضمون لکھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا آرٹیکل میں نے لکھوایا تھا' میں اپنے اس دوست کا نام نہیں بتا سکتا جسے میں نے مذکورہ مضمون کی املا کرائی تھی اور یہ کہ کس نے میگزین میں شائع کرایا۔ یہ ممکن ہے کہ میرے مضمون میں تحریر شاعری ''علی نامہ'' جیسی ہو۔ رضا کارانہ طور پر کہا ممکن ہے میری شاعری ''علی نامہ'' میں درج کردی گئی ہو۔

میں حضرت عبدالوحید میر ساجد کو نہیں جانتا۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں نے ان کے بارے میں سنا ہے۔ میں نے ان کی تصنیف ''بانگ قلندری'' نامی کتاب پڑھی ہے۔ یہ درست ہے کہ انتساب اگیز یبٹ پی 15 کتاب ''بانگ قلندری'' اگیزبیٹ پی 16 میں درج ہے۔ میں نے آرٹیکل ''تحسین حسن شان'' اگیز بیٹ پی 17 کتاب اگیزبیٹ پی 16 میں نہیں لکھا۔ مذکورہ درود بھی کتاب اگیزبیٹ پی 16 میں تحریر ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں اپنی مجالس میں درج ذیل درود پڑھتا رہا ہوں۔

الحمد للہ رب العالمین
صلی اللہ علی النبی الامی والہ وحسنہ وسلم
اللھم صلی علی وسلم وبارک علی سیدنا محمد والہ بقدر حسن جمالہ''

میں شب معراج 27 رجب المرجب 1413ھ کو اپنے بھرپور علم کے مطابق پاکستان میں ہی تھا۔ یہ غلط ہے کہ آرٹیکل ایگزیبٹ پی 17 کے تحت ایڈریس میرا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کتاب ایگزیبٹ پی 16 میں درج شاعری وہی ہے جو ''علی نامہ'' ایگزیبٹ پی 16 میں ہے میں نے شعر ایگزیبٹ پی 18 کئی بار پڑھا ہے جو یہ ہے۔

'' آپ کو جب بھی دیکھا ہے عالم نو میں دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا آپ کی شناسائی کا''

یہ درست ہے کہ میں نے مذکورہ شعر کا جریدہ تعمیر ملت میں شائع ہونیوالے اپنے آرٹیکل میں حوالہ دیا ہے۔ جب میں 1993 میں پاکستان آیا مجھے کتاب ایگزیبٹ پی 16 دکھائی گئی لیکن میں اس کی تحریر نہیں سمجھ سکا کیونکہ مجھے اردو کم ہی آتی ہے۔ میں جڑانوالہ کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوا میری تاریخ پیدائش سرکاری طور پر یکم اگست 1949 درج ہے لیکن مجھے اپنی صحیح تاریخ پیدائش یاد نہیں ہے۔ میں نے اپنی تعلیم جڑانوالہ سے نزدیک ایک سکول میں شروع کی۔ میں نے میٹریکولیشن جڑانوالہ کے ایک سکول سے کی۔ میں شعبان کے مہینے میں پیدا ہوا میں نے اپنی تاریخ پیدائش کبھی 9 ربیع الاول نہیں بتائی۔ پیغمبر اسلامؐ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی تاریخ پیدائش 12 ربیع الاول اور 9 ربیع الاول بتائی جاتی ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ تاریخ کے بارے میں میرا اختلاف ہے۔ میرا خیال ہے کہ دونوں درست ہو سکتی ہیں یا درست نہیں۔
اس مرحلے پر عدالت کا وقت ختم ہو گیا۔

19-7-2000 بیان ملزم یوسف علی تجدید

حلف کے ساتھ:

میں نے جڑانوالہ کے ایک سکول میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ ہم گاؤں سے شہر جڑانوالہ منتقل ہوگئے تھے۔ یکم اگست 1949ء پرائمری سکول میں پیش کئے جانے والے داخلہ فارم میں درج تاریخ پیدائش تھی۔ یہ فارم میرے بزرگوں نے پر کیا تھا۔ سکول میں ذریعہ تعلیم اردو تھا۔ میں سائنس کا طالب علم تھا اس لئے اردو اختیاری مضمون تھا' عربی بھی آپشنل مضمون کی حیثیت سے شامل تھی۔ شاعروں کی ابتدائی شاعری بشمول علامہ اقبال کی شاعری اردو کے مضمون میں شامل تھی۔ مجھے دوسرے شاعر یاد نہیں۔ میٹرک کے بعد میں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ میں نے بی اے آنرز پارٹ ون تک گورنمنٹ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔

اس کے بعد میں پاک بری فوج میں بھرتی ہوگیا' پھر کہا دفاعی سروسز میں شامل تھے۔ میں نے بی اے آنرز پارٹ ون سائیکالوجی میں کیا تھا۔ میں اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ حتیٰ کہ پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ سے بھی اس وقت محروم ہوگیا جب میرے گھر کو آگ لگائے جانے کا واقعہ پیش آیا۔ میرا سامان ادھر ادھر بکھرا پڑا تھا اس لئے مجھے یاد نہیں کہ میری۔ یہ محض ایک کوشش تھی جس کی بنا پر میرا کنبہ مختلف مقامات پر منتقل ہوگیا۔ میرے خاندان نے میری گھریلو اشیا بشمول مذکورہ دستاویزات منتقل کر دیں۔ میں نے اپنے گھر کو آگ لگائے جانے کے بارے میں پولیس کے پاس رپورٹ درج نہیں کرائی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ کیونکہ میں جیل میں تھا اس لئے رپورٹ درج نہیں کرا سکا تاہم اس واقعے کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی اور جب جیل حکام نے پوچھا تو میں نے کہا کہ اگر کسی قسم کی دشمنی ہے تو یہ مجھ سے ہونی چاہیے نہ کہ میرے خاندان سے۔

لیکن اسے اہل محمدؐ کے خاندان تک نہیں جانا چاہیے۔

جب پہلی بار میرے گھر کو آگ لگانے کا واقعہ پیش آیا تو میں جیل میں تھا لیکن میری بیوی سمیت میرے اہل خانہ گھر میں موجود تھے۔ میری بیوی تعلیم یافتہ ہے کیونکہ اب

میرے پاس کوئی گھر نہیں اس لئے میں نہیں جانتا کہ میرے گھر کا سامان کہاں پڑا ہے؟ اس وقت بھی میں مختلف مقامات پر اپنے دوستوں کے پاس رہائش پذیر ہوں۔ میرا لاہور میں کوئی ذاتی گھر نہیں۔ یہ درست ہے کہ میں 15 سی جی او آر شادمان لاہور میں مقیم رہا۔ میں نے عبدالوحید میر ساجد کو اپنی کتاب ایگزیبٹ پی 16 میں اپنی رہائش گاہ کا پتہ استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔ میں عبدالوحید منیر ساجد مصنف کتاب ایگزیبٹ پی 16 سے ملتا رہا ہوں۔

میں نے امجد شریف قاضی کے بارے میں سنا ہے 105 ایم گلبرگ iii لاہور کا پتہ جیسا کہ دیا گیا ہے میری رہائش نہیں۔ میں نے کبھی مسٹر امجد سلیم قاضی کو عثمان غنی کہہ کر نہیں پکارا۔ گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر ممکن ہے مسٹر امجد شریف قاضی کے گھر ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کے انعقاد کے موقع پر اپنے تعلقات کی بنا پر قیام پذیر ہوا ہو۔ یہ غلط ہے کہ کتاب ''علی نامہ'' ایگزیبٹ پی 14 کا مصنف مسٹر مسعود رضا میرے ساتھیوں میں سے ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا وہ سامعین میں سے ہے۔ میں مسعود رضا کی شادی میں 26-12-95 کو شریک ہوا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ آیا امجد شریف قاضی گروپ کیپٹن امجد علی، اطہر اقبال، سہیل ضیا اور یوسف رضا شادی کی اس تقریب میں موجود تھے۔ میں گروپ کیپٹن امجد علی کو ذاتی طور پر نہیں جانتا۔ میں نے نظم اے تا اے کا حصہ ہونے اور ایگزیبٹ پی 9 کی نظم بی تا بی کے جزو ہونے کے طور پر جو سید مسعود رضا نے اپنی کتابہ ''علی نامہ'' میں لکھی ہے، سنی ہے۔ میں نے مذکورہ نظم پڑھی ہے اس نظم میں ایک بھی لفظ قابل اعتراض نہیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں اپنے موقف کی تائید میں صفحہ 175 کتاب بعنوان ''خطبات ختم نبوت'' ایگزیبٹ ڈی ایچ محررہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مستغیث مقدمہ زیر سماعت کے جز وسی تا سی کا حوالہ دیتا ہوں اور یہ کہ جتنی بھی محبت اور شفقت کا پیغمبر اسلامؐ سے اظہار کیا گیا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ مزید برآں میں حصہ ایگزیبٹ ڈی تا ڈی صفحہ 35 کتاب ''المدد'' ایگزیبٹ ڈی

/ جے سے جے مصنف مولانا اشرف علی تھانوی اور صفحہ ستاسی ای تا ای کتاب بعنوان ''خون کے آنسو'' ایگز یبٹ ڈی کے کے مصنف علامہ مشتاق احمد پیش کرتا ہوں۔

اس مرحلے پر مستغیث کے فاضل وکیل نے اعتراض کیا کہ مذکورہ دستاویز (کتابیں) کو اس وقت جب ملزم کا بیان قلم بند کیا جا رہا ہو ا ایگز یبٹ نہیں کیا جا سکتا۔

اس اعتراض کا دلائل کے موقع پر جائزہ لیا جائے گا بہر حال مستغیث کے وکیل کو وقت دیا جائے گا کہ وہ ملزم پر جرح کر سکے۔

جرح وکیل مستغیث

میں نے سید مسعود رضا کی کتاب ''علی نامہ'' کی نظم کا حصہ الیف تا الیف ابھی عدالت میں پڑھا ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے کتاب ''علی نامہ'' کی نظم جیسا کے اوپر ذکر کیا گیا ہے کا حصہ جی تا جی ابھی عدالت میں پڑھا ہے۔ دونوں نظمیں الیف تا الیف اور جی تا جی بظاہر قابل اعتراض ہیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میرا جواب ایک شعر کی صورت میں جو یوں ہے درج کیا جائے۔

نظر کرم تو ایک تھی ' ظرف کے اختلاف سے
کوئی درست ہوگیا ' کوئی خراب ہوگیا

میں اس شعر کے شاعر کا نام نہیں جانتا۔ میں مولانا اشرف علی تھانوی کو نہیں جانتا تاہم میں نے ان کے کچھ مضامین پڑھے ہیں۔ میں ذاتی طور پر مولانا احمد رضا خان بریلوی کو نہیں جانتا۔

میں مذہب پر یقین نہیں رکھتا۔

رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں دین اسلام پر کاربند ہوں میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں حضرت غوث اعظمؒ کا پیروکار ہوں۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں صرف حضرت محمدؐ کا پیروکار ہوں۔ میرا یقین ہے کہ حضرت غوث اعظمؒ کا مذہب درست ہے پھر کہا مذہب کی جگہ لفظ دین لکھا جائے۔

میرا باپ جوہری (جیولر) اور کاشتکار تھا۔ پہلے اس کی جوہری کی دکان لاہور میں تھی پھر وہ جڑانوالہ منتقل ہو گیا۔ میرا باپ جائیداد کا مالک تھا جس کی تفصیل مجھے معلوم نہیں لیکن اس نے یہ جائیداد اس وقت تقسیم کر دی تھی جب میں بچہ تھا۔ ہمارے باپ نے ہمارے لئے کوئی جائیداد نہیں چھوڑی سوائے ایک مکان کے جو ایک بہن کو دیا گیا ۔ میں ڈیفنس سروسز میں **1966**ء میں شامل ہوا اور **1977** تک رہا۔ میرا آخری عہدہ ڈیفنس سروسز میں ایک کیپٹن کا تھا میری آمدنی کا ذریعہ کیپٹن کی تنخواہ تھی لیکن اس وقت مجھے اس بارے میں کوئی تفصیل یاد نہیں۔ آمدنی کا ایک دوسرا ذریعہ میری بیوی کو وراثت میں ملنے والی جائیداد تھی۔ ڈیفنس میں **218**۔ کیو نمبر کی رہائش نہ میری ملکیت ہے نہ میری بیوی کی تاہم میں وہاں رہائش پذیر رہا ہوں۔ یہ غلط ہے کہ مجھے ڈیفنس سروسز سے برطرف کیا گیا۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں نے استعفیٰ دیا تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ مجھے سنگین الزامات کی بنا پر ملازمت سے برطرف کیا گیا تھا۔ کیپٹن کی حیثیت سے ڈیفنس سروسز میں میرا نمبر پی ایس ایس **11741** تھا۔

رضا کارانہ طور پر کہا کہ ڈیفنس سروسز کے ریکارڈ میں میرا نام یوسف علی ندیم تھا۔ یہ جنت طیبہ نامی مکان **218**۔ کیو ڈیفنس میں واقع ہے۔ یہ غلط ہے کہ یہ مکان گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر نے خرید کر دیا تھا۔ یہ درست ہے کہ مذکورہ مکان فروخت کیا جا چکا ہے۔ میں نے یہ مکان فروخت نہیں کیا' یہ مکان اس کے مالک نے فروخت کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اس مکان کی مالک میری بیوی تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ میں **3** جنوری کو کہاں تھا۔ جہاں تک ڈرافٹ اے مالیتی تین لاکھ روپے کا تعلق ہے اس کی رقم میری تھی لیکن یہ ڈرافٹ محمد علی ابوبکر نے بھیجا تھا۔ جہاں تک دوسرے ڈرافٹ مارک بی مالیتی مبلغ پانچ لاکھ روپے کا تعلق ہے میرا جواب وہی ہے کہ رقم میری تھی لیکن یہ گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر نے کراچی سے لاہور بھیجا تھا۔ جہاں تک ڈرافٹ مارک سی کا تعلق ہے میرا جواب وہی ہے کہ رقم میری تھی لیکن ڈرافٹ گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر نے کراچی

سے لاہور بھیجا تھا۔ ڈرافٹ مارک ڈی میں بھی میرا جواب وہی ہے کہ رقم میری تھی لیکن یہ گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر نے بھجوایا تھا۔ یہ غلط ہے کہ مبلغ 20950 روپے کی مالیت کے ڈالر محمد علی ابوبکر نے بھنوائے تھے اور اس نے مجھے یہ رقم کراچی میں ادا کی تھی۔ یہ درست ہے کہ ایئر کنڈیشنر جس کی رسید مارک ایف ریکارڈ پر ہے مجھے تحفے کے طور پر دیا گیا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ایئر کنڈیشنر اس رقم سے خریدا گیا جو میں نے محمد علی ابوبکر کو تحفے کے طور پر دی تھی۔

مختصر وقفے کے بعد گیارہ بجے دن پیش ہو۔

19-7-2000 بیان ملزم یوسف علی حلفاً:

مجھے یاد نہیں کہ میری بیوی نے مکان کی فروخت کی کیا قیمت وصول کی۔ میرے والدین نے میرے لئے محمد کا نام منتخب کیا لیکن بعد میں مجھے محمد یوسف علی کہا جانے لگا۔ سکول کے سٹرفکیٹ میں یوسف علی لکھا گیا۔ کالج کے داخلہ فارم میں میرا نام یوسف علی ندیم لکھا گیا۔ اسی طرح ملازمت کے ریکارڈ میں میرا نام یوسف علی ندیم لکھا ہے۔ یہ غلط ہے کہ ڈیفنس سروسز کے ریکارڈ میں میرا کوئی استعفیٰ موجود نہیں۔ میرے والد ذات کے اعتبار سے راجپوت تھے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ سید راجپوت تھے کیونکہ مجھے مدینہ منورہ میں مرشد کہا جاتا تھا اس لئے میں نے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا۔ میں نے استعفیٰ کی درخواست میں اس حقیقت کا اظہار نہیں کیا۔ میں نے اپنی درخواست میں لکھا کہ مجھے اپنی والدہ کی ہدایت کے مطابق کام کرنا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ

''بہترین زہد زہد کو چھپانا ہے
حضور پاک ﷺ کے معاملات میرے ذاتی تھے
جو کہ میں تحریر میں نہیں لاسکتا''

میں نے ایک مرتبہ کے سوا اپنے لئے فقیر کا لفظ تحریر نہیں کیا۔ میری پاکستان کے مرحوم صدر ضیاالحق سے مسٹر جسٹس کیکاؤس کی موجودگی میں ملاقات ہوئی تھی۔ پھر کہا

کہ ضیاالحق سے ملاقات اکیلے میں تھی بعد میں جب میں مسٹر جسٹس کیکاؤس، قدرت اللہ شہاب، نذیر احمد ایڈووکیٹ، فقیر عبدالمنان سابق پرنسپل سیکرٹری قائداعظم سے ملا۔ چونکہ میں سب سے کم عمر تھا اس لئے میں نے اپنی انکساری کے اظہار کیلئے خود کو فقیر محمد یوسف علی کہلوایا۔ میں نے کسی جگہ اپنے آپ کو فقیر کہا نہ لکھوایا۔ یہ درست ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس عدالت میں کئی جگہ مسکین وفقیر کہا۔ رضا کارانہ طور پر کہا

''حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ پر چلتے ہوئے ''الفقر فخری'' اپنی عاجزی اور سبکی ظاہر کرنے کیلئے کوئی بات کرنا الگ ہے اور اپنا نام الگ ہے''

یہ درست ہے کہ میں نے اس عدالت کے سامنے یہ کہا ہے کہ یہ فقیر اپنا فرض سرانجام دے رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ میں نے اس عدالت کو لکھے گئے خط ایگز یبٹ ڈی ایم میں اپنے آپ کو کئی بار فقیر لکھا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ اس دنیا میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو خود رضا کارانہ طور پر اپنی سپردگی کے اظہار کیلئے خود کو فقیر لکھتے ہیں۔ میرا بیان کہ میں نے ایک مرتبہ کے سوا خود کو فقیر نہیں لکھا اور یہ کہ میں نے اس عدالت کی دستاویز اور بیان میں بار بار اپنے آپ کو فقیر لکھا ہے اور کہا ہے دونوں درست ہیں کیونکہ دونوں کے معانی مختلف ہیں۔

میرے والد سید راجپوت تھے۔ کذاب یوسف کی منطق

رضا کارانہ طور پر کہا کہ سورۃ حج آیت نمبر 78 کے مطابق ہر مسلمان کو خود کو پیغمبر اسلام ؐ کا ان کی تصدیق کی شرط کے ساتھ خلیفہ ثابت کرنا چاہیے۔ یہ درست ہے کہ حصہ ایم تا ایم دستاویز ایگز یبٹ ڈی ایل کا لازمی حصہ ہے۔ یہ شہادت ہمیں حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ نے عطا کی ہے اور یہ شہادت دوسرے اولیائے کرام نے بھی دی ہے۔ تمام اولیا کرام زندہ ہیں اور یہ شہادت انہوں نے دی ہے۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ شہادت اولیا کرام نے ہمارے حضرت محمد ﷺ کے کہنے پر

دی ہے یا نہیں۔ حصہ این تا این جیسا کہ دستاویز ڈی ایل میں دیا گیا ہے الحمد اللہ درست ہے اور یہ میرے لئے ہے۔ میں انگریزی' اردو' پنجابی اور تھوڑی بہت عربی فارسی اور محبت کی زبان جانتا ہوں۔ محبت کی زبان یعنی محبت اور شفقت ہے اگر وہ کسی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عطا ہو۔ یہ درست ہے کہ نہ میں فلسفہ' نفسیات' جدید علوم اور دوسرے مضامین میں ماہر ہوں۔ نہ ہی یہ مضامین میں نے کتابوں سے پڑھے ہیں سوائے اس کے کہ مجھے پیغمبر اسلامؐ نے پڑھایا ہے اور ہم آئینے کی مانند ہیں۔

جیسا کہ کتاب بعنوان ''خطبات ختم نبوت'' ایگز یبٹ ڈی/گیارہ مرتبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے صفحہ **175** پر حوالہ دیا گیا ہے جس سے میری مراد درج ذیل ہے۔

''سورج آئینہ جلال محمدؐ	چاند آئینہ جمال محمدؐ
فلک سائبان جہاں	خاطر حجرہ انتقال محمدؐ
ممکن ہے کہ انسان بنے	آئینہ کمال محمدؐ''

پیغمبر اسلام کی جانب سے ''انا مدینۃ العلم وعلی بابہا'' ہونے کا اعلان حدیث کا حصہ ہے جو درست ہے۔ میں نے فلسفے میں کتاب ''احکامات الاشراق'' نہیں پڑھی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ آئینے کا کوئی اپنا علم نہیں۔ آئینہ محض عکس ظاہر کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ میں یورپ میں مقیم رہا ہوں۔ میں نے ''ایورز'' کا نام نہیں سنا۔ سپریم وزڈم (عقل ارفع) کا مطلب جیسا کہ دستاویز ایگز یبٹ ڈی ایل میں استعمال ہوا ہے وہ یہ ہے کہ میں کچھ نہیں۔ میں نے کتاب ''کتاب التواسین'' نہیں پڑھی۔ یہ درست ہوسکتا ہے کہ میں نے محض اتفاقاً اس عدالت کے روبرو اپنے بیان میں اس کتاب کا حوالہ دے دیا ہو۔ میں ڈاکٹر ''مائی سینو'' کو نہیں جانتا۔ میں حسن ابن منصور کو مکمل طور پر نہیں جانتا لیکن میں نے ان کے بارے میں سنا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ حسن ابن منصور کو ''حلاج'' کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ اسے پھانسی

یہ درست ہے کہ دستاویز اگزیبٹ ڈی ایل ایک سٹوفکیٹ ہے جو روحانیت سے متعلق ہے اور جو پیغمبر اسلام ﷺ نے مجھے دیا ہے۔ چونکہ پیغمبرؐ کی حیثیت سے اس قسم کے سٹوفکیٹ دیئے جاتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ دستاویزات اگزیبٹ بی ایل میں لفظ خلیفہ اعظم حضور سیدنا محمد ﷺ کا خلیفہ اعظم حضرت امام (الشیخ) ابو اے ایچ محمد یوسف علی لقب ہے جو مجھے پیغمبر اسلامؐ نے عطا کیا ہے۔

دی گئی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ اس کے جسم کے ٹکڑے کئے گئے اور اس طرح اسے ہلاک کیا گیا۔

میں نے اپنے لئے اہل بیت کا لفظ نہیں لکھوایا لیکن میں ایسا چاہتا ہوں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ متقی اہل رسولؐ ہیں۔ تقویٰ کی تعریف سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 3 اور 4 میں درج ہے۔ متقی کا مطلب بھی سورۃ بقرہ کی آیات میں جن کا میں نے حوالہ دیا ہے بتادیا گیا ہے۔ اہل رسولؐ اور اہل بیت کے درمیان فرق پیغمبر اسلامؐ کے درمیان فرق ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کے بچے آل محمدؐ ہیں جبکہ آل رسولؐ کا مطلب متقی لوگ ہیں۔ یہ درست ہے کہ میں نے کہا ہے کہ صحابہ سے میری مراد ساتھی ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ اہل خانہ کو اہل بیت کہا جا سکتا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ اہل بیت مختلف اصطلاح ہے۔ یہ درست ہے کہ میرا پیدائشی نام محمد تھا لیکن بعد میں میرے والدین نے میرا نام سکول کے داخلہ فارم میں یوسف علی لکھوادیا اور کالج میں ایسا رہا۔ یوسف علی ندیم کی حیثیت سے میرا نام نویں جماعت میں لکھا گیا چونکہ مذکورہ نام کو

کذاب یوسف کی طرف سے عدالت میں پیش کیا جانے والا خلافت عظمٰی کا سرٹیفکیٹ

کذاب یوسف کی طرف سے سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر پرویز کے روبرو اپنی خلافت عظمٰی کے دعویٰ کے حوالے سے پیش کیا جانے والا سرٹیفکیٹ جس کے بارے میں کذاب یوسف نے عدالت کو بتایا کہ یہ سرٹیفکیٹ اسے نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے خود عطا کیا۔

فاضل جج نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ عدالت کے روبرو پیش کیا جانے والا یہی سرٹیفکیٹ ملزم کو توہین رسالت کا مجرم ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

He who conquers himself conquers the world. The renewal of the principles of Islam in their fullest amplitude is the first step towards the renaissance of Muslims for only he who has become resurrected in "The Truth" "AL HAQ", can resurrect and revive the world around him....

Allah Subhanahu wa ta' Ala

K

Khalifa-e-Azam

Huzoor Sayyidna

[illegible]

K

Khalifa-e-Azam

Hazrat Imam ([illegible])

urf

A.H. Mohammed Yusuf Ali

[illegible]

Alhamdolillah, He sees everything as from Allah Subhanahu wa Ta'la, does everything for Allah's sake, and attributes nothing to any created being including himself. What he says, he does. Compliments or criticism, benefit or loss are same to him. His knowledge is all encompassing and his wisdom supreme. He considers the one who knows and does not apply his knowledge

تبدیل کرنا مشکل تھا اس لئے یوسف علی ندیم کا نام میرے سروس ریکارڈ میں لکھا گیا۔ جیسے ہی میں نے ملازمت چھوڑی میں نے اپنا نام محمد یوسف علی کرلیا۔ یہ درست ہے کہ میرا نام محمد یوسف علی ندیم کالج میں لکھا جاتا رہا۔ لفظ ندیم کا میرے نام کے ساتھ اضافہ نویں جماعت سے کیا گیا۔ میٹرک کے سٹوفکیٹ میں میرا نام محمد یوسف علی ندیم ہے جبکہ پرائمری سٹوفکیٹ میں یہ نام یوسف علی لکھا گیا ہے۔ کوئی بھی شخص محمد جس کے نام کا حصہ ہو اپنے نام کا حصہ محمد ہونے کی بنا پر لفظ محمد پر ﷺ نہیں لکھ سکتا۔ یہ درست ہے کہ میں نے دستاویز ڈی ایل اور ڈی ایم میں اپنا نام محمد یوسف علی لکھا ہے۔

اس مرحلے پر یہ بات متنازع ہے کہ آیا دستاویز ڈی ایل اور ڈی ایم میں محمد کے نام پر ﷺ کے نام کا مخفف ''(ص) مٹانے کیلئے فلوئیڈ استعمال ہوا ہے۔ اس پر فاضل وکیل صفائی نے اپنے قبضے میں موجود اصل دستاویزات دکھائی ہیں لیکن بڑا کرکے دکھائے جانیوالے آئینے سے احتیاط کے ساتھ دیکھے جانے سے فلوئیڈ کے استعمال کا تاثر ملتا ہے تاہم اس تنازع کا فیصلہ بعد میں دلائل کے موقع پر ہوگا اور جو بھی اصل دستاویزات ہیں وہ ملزم کے پاس ہی رہیں گی کیونکہ یہ آخری تاریخ پر پیش نہیں کی گئیں۔

فاضل وکیل صفائی کی درخواست پر یہ بات ریکارڈ پر لائی جارہی ہے کہ گزشتہ تاریخ پر اگیز یبٹ ڈی ایل اور ڈی ایم فاضل وکیل صفائی کو واپس کردی گئی تھیں۔

ملزم کی باقی شہادت آئندہ تاریخ پر قلم بند کی جائے گی۔

میں نے خلافت عظمیٰ کا سٹوفکیٹ پیغمبر اسلام سے وصول کیا لیکن بالواسطہ طور پر حضرت عبداللہ شاہ غازی سمیت تمام اولیائے کرام نے اس سٹوفکیٹ کی تصدیق کی ہے: یوسف کذاب کا عدالت میں دعویٰ

بیان محمد یوسف علی ملزم حلفاً بیان کیا:

حضرت عبداللہ غازی کے ذریعے مجھے معلوم ہوا کہ تمام اولیائے کرام نے اس

سٹوفکیٹ ایگز یبٹ ڈی ایل کی تصدیق کی ہے۔ بظاہر اور جسمانی طور پر حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ وفات پا چکے ہیں۔ یہ سٹوفکیٹ بظاہر اور جسمانی طور پر حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ سے منتقل کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کا مزار کراچی میں ہے۔ مجھے حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے وصال کی تاریخ اور زمانہ یاد نہیں۔ اس اطلاع سے قبل جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے مجھے علم نہیں تھا کہ حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ تصوف کے کس سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ نے مجھے سٹوفکیٹ ایگز یبٹ ڈی ایل کے مندرجات کے بارے میں بالواسطہ طور پر بتایا۔ یہ میرا روحانی تجربہ تھا اور میں وصول کرنیوالی جانب تھا۔ میں نے سٹوفکیٹ ایگز یبٹ ڈی ایل براہ راست پیغمبر اسلامؐ سے وصول کیا لیکن بالواسطہ طور پر حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے ذریعے تمام اولیائے کرام نے اس سٹوفکیٹ کی تصدیق کی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ یہ سٹوفکیٹ روحانی طور پر موصول ہوا۔ میں اس بارے میں تفصیلات نہیں بتا سکتا۔ دستاویز ایگز یبٹ ڈی ایل روحانی طور پر ملا تھا اور میں اس کی تفصیل نہیں بتا سکتا کہ آیا یہ ٹائپ شدہ تھا یا بغیر ٹائپ کے تھا۔ یہ درست ہے کہ دستاویز ایگز یبٹ ڈی ایل کمپیوٹرائزڈ ٹائپ شدہ دستاویز ہے۔ میں نے یہ دستاویز ایگز یبٹ ڈی ایل اسلام آباد سے کمپیوٹرائزڈ ٹائپ کرائی۔ یہ درست ہے کہ کمپیوٹر کو جو بھی فیڈ کر دیا جاتا ہے وہ دستاویز کی صورت میں باہر آجاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ کمپیوٹر کی فیڈنگ اور دستاویز میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ اگر اس میں تبدیلی کر دی جائے۔ یقیناً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ امام اولیاء کی رائے کی تصدیق اس کی توثیق میں شامل کی جائے گی۔ جیسا کہ میں نے وضاحت کی ہے کہ مجھے تمام اولیائے کرام کی جانب سے اس کی تصدیق کے بارے میں بتایا گیا تھا اس لئے حضرت جنید بغدادیؒ سید طائفہ کی تصدیق بھی اس میں شامل ہے۔

مجھے صوفیا کے سلسلے کے نظام سے واقفیت نہیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ چونکہ میں نے براہ راست تربیت حضرت محمدؐ سے حاصل کی ہے اس لئے میرا اولیائے کرام سے

دنی رابطہ نہیں۔ یہ درست ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت عطا کی گئی۔ رضا کارانہ طور پر کہا حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پیغمبروں کو عطا کی جانیوالی خلافت پیغمبر اسلام حضور محمد نبی الامی ﷺ کی خلافت تھی۔ حضورؐ کے وصال کے بعد خلافت خلفائے راشدین کے پاس چلی گئی۔ سب سے پہلے یہ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ملی۔ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ملنے والی خلافت کی تفصیلات نہیں جانتا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت ملنے کے بعد خود کو خلیفۃ الرسولؐ کہلوایا۔ میں اس خطبے کی تفصیل نہیں جانتا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسجد نبوی میں دیا تھا۔

رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں تمام خلفائے راشدین کو تسلیم کرتا ہوں۔ ان کی پیروی کا میرا طریقہ قرآن حکیم اور پیغمبر اسلامؐ کے ذریعے ہے اس لئے میں خود کو تاریخی اختلافات میں ملوث نہیں کرتا۔ یہ درست ہے کہ قرآن اور پیغمبر اسلامؐ کے بعد ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ خلفائے راشدین کی پیروی کرے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ جب میں نوجوان تھا، میں نے محسوس کیا کہ سوچ میں بہت سے اختلافات ہیں اس لئے میں نہیں سمجھ سکا کہ کس مکتب فکر کی پابندی کی جائے۔؟ اس لئے میں نے پیغمبر اسلامؐ کے سامنے دعا کی کہ وہ رہنمائی کریں۔ اس رہنمائی کا معاملہ یا تو زہد ہے یا عشق ہے۔ جہاں تک زہد کا تعلق ہے اس کا مطلب ہر سیڑھی سے گزر کر اوپر پہنچنا ہے۔ اور جہاں تک عشق کا تعلق ہے اس کا مطلب براہ راست والا ہے۔ اس لئے میں نے پیغمبر اسلامؐ سے عشق کا راستہ اختیار کیا ہے اور اپنے نظریات کو دوبارہ بیان کرنے کیلئے میں مکتوب امام ربانیؒ ایگزیبٹ ڈی ایل ایل کے صفحات 86`87 پر انحصار کرتا ہوں جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے لکھے ہوئے ہیں۔ زہد کا بالواسطہ طریقہ ''سورۃ العنکبوت'' کی آیت 69 ہے اور عشق کا طریقہ ''سورۃ الشوریٰ'' کی آیت 13 سے ثابت ہوتا ہے۔ میں نے کتاب ایگزیبٹ ڈی ایل ایل نہیں پڑھی لیکن میں نے اس

میں سے اپنے موقف کیلئے حوالے تلاش کیے ہیں۔ میں وحدت الشہود کا فلسفہ نہیں جانتا۔ جیسا کہ کتاب ایگزیبٹ ڈی ایل میں بتایا گیا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں نے خود کو قرآن اور سنت میں واضح کی جانیوالی اصطلاحات تک محدود رکھا ہے۔ یہ غلط ہے کہ تمام علمائے کرام کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں اور یہ کہ تمام صوفیائے کرام کو تصوف کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ **342** کے تحت بیان دیتے ہوئے میں نے خود کو ایک مولوی تک محدود رکھا جس نے یہ مقدمہ درج کرایا ہے۔ یہ درست ہے کہ تصوف شریعت کے تابع ہے۔ یہ درست ہے کہ شریعت کا ذریعہ قرآن اور سنت ہے۔ یہ درست ہے کہ شریعت محمدیؐ کی اتباع کے بغیر کوئی شخص سرور کائناتؐ کی محبت اور شفقت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ قرآن کے بعد حدیث رسولؐ کا شریعت کا ذریعہ ہے۔ یہ درست ہے کہ اگر کوئی قرآن و حدیث سے تجاوز کرتا ہے تو اسے شریعت نہیں کہا جا سکتا۔ میں دستاویز ایگزیبٹ ڈی ایل کے لکھنے والے کا نام نہیں جانتا تاہم میں جانتا ہوں کہ دستاویز ایگزیبٹ ڈی ایل کس نے ٹائپ کی لیکن میں اس کا نام نہیں بتا سکتا۔ یہ غلط ہے کہ چونکہ میں اس شخص کا نام نہیں جانتا کہ جس نے دستاویز ایگزیبٹ ڈی ایل ٹائپ کی ہے اس لئے میں اس کا نام نہیں بتا رہا۔ میں نے دستاویز ایگزیبٹ ڈی ایل اپنی مجلس کے کسی سامع کو نہیں دکھائی۔

مجھے یہ دستاویز تقریباً چالیس روز قبل ٹائپ شدہ شکل میں ملی ہے۔ میں نے یہ دستاویز عدالت کو مطمئن کرنے کے لئے اس کے روبرو پیش کر دی ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ روحانی خلافت مجھے پیغمبر اسلامؐ نے 28-8-1991 کو عطا کی۔

دستاویز ایگزیبٹ ڈی ایل مجھے **1991** میں نہیں دی گئی۔ میری کوئی ذاتی

لائبریری نہیں۔ کتابیں جو عدالت میں پیش کی جارہی ہیں وہ بازار میں دستیاب ہیں اور یہ کہ میں نے اپنے دوستوں سے بھی اکٹھی کی ہیں۔ ''تعلق'' نامی کتاب میری لکھی ہوئی ہے۔ میں ''مرد کامل'' اور ''وصیت نامہ'' نامی کتاب کے ناشر اشرف علی کو نہیں جانتا۔ میں نے کتاب ''مرد کامل'' ایگزبیٹ 20 نہیں پڑھی۔ میں نے اپنا استعفیٰ پیغمبر اسلام کی ہدایت اور رہنمائی کے مطابق پیش کیا۔ میں نے اپنا نام محمد یوسف علی 5 جولائی 1977 کے بعد تقاضے پورے کرنے کے بعد لکھنا شروع کیا۔ یہ درست ہے کہ ''تعلق'' نامی کتاب 1984 میں شائع ہوئی۔ یہ درست ہے کہ ''تعلق'' نامی کتاب ایگزیبٹ پی 21 میں میں نے اپنا نام صرف علی لکھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں اپنے پورے نام کا کوئی بھی حصہ لکھ سکتا ہوں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کتاب کے پہلے صفحہ (سرورق) پر میرا پورا نام محمد یوسف لکھا ہوا ہے۔ میں اپنے نام کا لفظ علی صرف قلمی دوستی میں یا نظمیں لکھتے وقت استعمال کرتا ہوں۔ فی الحقیقت علی میرا قلمی نام ہے۔

باقی ماندہ شہادت آج 2 بجے قلم بند کی جائے گی۔

بیان ملزم محمد یوسف علی تجدید حلف کے ساتھ:

جرح فاضل وکیل مستغیث:

میں صحاح ستہ کو جانتا ہوں جو تعداد میں چھ ہیں۔ صحیح بخاری شریف' صحیح مسلم شریف' موطا امام مالک اور دوسرے اور مسند امام احمد بن حنبل' ابوداؤد اور ترمذی شریف میں نے صحاح ستہ[1] کے بارے میں بتایا ہے جو میرے علم میں ہیں۔ میں نے اس انداز میں حدیث کا مطالعہ نہیں کیا جس انداز میں مجھ سے فاضل وکیل مستغیث نے سوال کیا ہے۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ موتا امام مالک صحاح ستہ میں شامل ہے یا نہیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ مجھے احادیث جمع کرنے کے تمام طریقوں کا احترام ہے۔ یہ درست ہے کہ میں نے وہ احادیث پڑھی ہیں جن کے بارے میں

[1] صحاح ستہ میں بخاری' مسلم' ابوداؤد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ شامل ہیں۔ کذاب مبلغ علم یہ ہے کہ صحاح کے نام بھی نہیں آتے۔

وکیل استغاثہ نے پوچھا ہے جو درج ذیل ہیں۔

(I)"انا مدینته العلم و علی بابها

فمن ارادالعلم فلیاتها من بابها

(المستدرک علی الصحیین)

الامام الحافظ ابی عبدالله الحاکم

(II)انا دارالحکمته و علی بابها

(ترمذی شریف)

میں نے اپنے بیان میں جن احادیث کا حوالہ دیا ہے ان کا ذکر صحاح ستہ میں نہیں۔ یہ درست ہے کہ صحاح ستہ تمام مکاتب فکر کی جانب سے صحیح اور درست تسلیم کی جاتی ہیں۔ "تعلق" نامی کتاب ایگزیبٹ پی 21 میں جو حصہ ایچ تا ایچ ہے میری تحریر ہے جو یہ ہے۔

"ذات سے کائنات تک یکجہتی نیابت اور معراج کا اصلی حقیقی اور فطری تقاضہ" یہ درست ہے کہ میری کتاب "تعلق" میں علامہ اقبال کی ایک رباعی حصہ آئی تا آئی لکھی گئی ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے یہ کسی سے لکھوائی ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا مجھے یہ پسند تھی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں اس ضمن میں سورہ احزاب آیت 21 کا حوالہ دیتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ کتاب کا دیباچہ پی 21 اس جیسا ہے جیسا کہ کتاب "مرد کامل" پی 20 کا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا میرا کتاب "مرد کامل" کی صفائی سے کوئی تعلق نہیں لیکن اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے میری کتاب "تعلق" کے مطابق ہے میں اسے قبول کرتا ہوں۔

یہ درست ہے کہ مضامین ایگزیبٹ پی 22' پی 23' پی 24 میں نے روزنامہ پاکستان میں چھپوائے لیکن یہ ایک فوٹو سٹیٹ مشین سے چھاپے گئے جس کی بنا پر ان مضامین میں کچھ اضافے ہیں جو میرے نہیں۔ حصہ اے تا اے' بی تا بی' سی تا سی

میرے وکیل کے ایگزیبٹ پی 22' پی 23' پی 24 جن پر میرے دستخط ہیں میرے نہیں۔ اس لئے یہ مبالغہ آمیز ہیں اور یہ کہ کالم نمبر 3 ایگزیبٹ پی 22' پی 23' پی 24 سے غائب ہے۔ میں نے جو کچھ بھی کتاب ''تعلق'' میں لکھا وہ 1984 میں چھپ گیا۔ یہ وہ علم ہے جو پیغمبر اسلامؐ نے دیا تھا۔ میں ایسا نہیں سمجھتا کہ مجھے اردو فارسی زبانوں پر 1984 میں عبور تھا۔ میں ذاتی حیثیت میں اس شاعری کا مطلب سمجھتا ہوں جو میری کتاب ''تعلق'' میں درج ہے۔ مستغیث کے وکیل نے جو بھی درود شریف بتائے ہیں درست ہیں۔ انہیں پڑھنے کے بعد میرے ساتھ' کیا گناہ رہ گیا؟ فاضل وکیل مستغیث نے جو درود شریف پڑھے ہیں وہ گناہوں کی معافی کیلئے کسی بھی لمحے پڑھے' بیان کئے اور سنے جا سکتے ہیں اور انہیں پیش کرنے کیلئے کوئی طریقہ یا وقت مقرر نہیں۔ اللہ کے فضل و کرم اور حضرت محمدؐ کی شفقت و مہربانی کیلئے درود شریف کسی بھی لمحے پڑھا جا سکتا ہے۔ بقدر حسنہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر بھی حسن ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور دنیا میں ہر قسم کا حسن و نور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر ہے اور پیغمبر اسلامؐ کا حسن و نور کمال و جمال بیان کی صلاحیت سے ماورا ہے۔

عدالت کا وقت ختم ہو چکا ہے باقی ماندہ شہادت دوسرے دن ریکارڈ کی جائے گی۔

21-7-2000 بیان ملزم یوسف علی حلفاً:

جرح فاضل وکیل مستغیث:

الف' لام' میم قرآن حکیم کے حروف مقطعات ہیں۔ قرآن میں چودہ حروف مقطعات ہیں کسی حوالے کے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ یہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ اور حضور اکرمؐ کے درمیان راز ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا حضرت ابن عباسؓ نے ان حروف مقطعات کے معانی بیان کئے تھے۔ رضا کارانہ طور پر کہا سب سے پہلے قرآن حکیم اور اہل بیت کی پیروی میری ترجیح ہے لیکن میں ان لوگوں کا بڑا احترام اور عزت کرتا ہوں جو قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے کہا ہے کہ ''میں

دو چیزیں چھوڑے جار ہا ہوں ایک قرآن اور دوسری سنت'' دستاویز اگیز یبٹ ڈی ایل میر الیٹر پیڈ ہے اس کے بالائی حصے پر ایک جانب لفظ محمدؐ پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کی مہر نہیں لیکن یہ پیغمبر اسلامؐ کا اسم مبارک ہے۔

نوٹ: ملزم نے مذکورہ جواب اپنے وکیل کی کچھ مداخلت پر دیا ہے انہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ جب ملزم جو خود اہل ہے جواب دے رہا ہو وہ خاموش رہیں۔

مجھے علم نہیں کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے: یوسف کذاب کا عدالت میں بیان

میں 1977 سے 1993ء تک وقفے وقفے سے مدینہ منورہ رہا۔ مجھے یورپ امریکہ بھی جانا پڑا۔ مجھے علم نہیں کہ عربی اہل جنت کی زبان ہے۔ یہ لازمی نہیں کہ اولیائے کرام کو عربی کا علم ہونا چاہیے۔ میں اپنے اس نظریے کی تائید میں حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب ''سیکرٹ آف سیکرٹس'' کے صفحہ 13 کا حوالہ دیتا ہوں۔ اگیز یبٹ ڈی ایم ایم مذکورہ کتاب کے صفحات 13`14`15`16 اور 17 کی فوٹو کاپی ہے۔ یہ درست ہے کہ مذکورہ کتاب حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی لکھی ہوئی نہیں۔ کسی شخص ''شیخ طوسن بیرک الجراحی حلویتی'' کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ یہ غلط ہے کہ ''سیکرٹ آف سیکرٹس'' شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی لکھی ہوئی کتاب کا ترجمہ نہیں۔ ''سیکرٹ آف سیکرٹس'' کے عنوان سے کتاب کا ترجمہ ہے۔

نوٹ: کتاب کے سرورق پر ترجمے کی بجائے لفظ تشریح از شیخ طوسن بیرک الجراحی حلویتی لکھا ہوا ہے۔

میں نہیں بتا سکتا کہ پیغمبر اسلام سے روحانی پیغامات مجھے عربی زبان میں ملتے رہے یا انگریزی میں: یوسف کذاب

جرح فاضل وکیل مستغیث:

یہ درست ہے کہ صفحات اگزیبٹ 13`14`15`16 اور 17 میں جیسا کہ اوپر ذکر ہے کہ عربی زبان کا جاننا اولیائے کرام کے لئے ضروری نہیں۔ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اس لئے میں نہیں بتا سکتا کہ مجھے پیغمبر اسلامؐ سے روحانی پیغامات عربی میں موصول ہوتے رہے یا انگریزی میں۔ یہ بھی میرا ذاتی معاملہ ہے کہ اولیائے کرام نے کس زبان میں مجھے اپنے پیغامات دیئے اس لئے میں زبان نہیں بتا سکتا۔ جہاں تک زبان کا تعلق ہے میں اگزیبٹ ایل ایل کے حصے ''ایم تا ایم'' کی تصدیق کی تفصیلات نہیں بتا سکتا۔ اسی طرح وہ زبان بھی نہیں بتا سکتا جس میں مجھے اگزیبٹ ڈی ایل کے حصہ ''این تا این'' کے بارے میں پیغام موصول ہوا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں دوسری زبانوں کی نسبت انگریزی بہتر سمجھتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ دستاویز اگزیبٹ ڈی ایل کے حصے ''کے تا کے'' کے بالائی حصہ میں جو پیغام درج ہے میرا ہے اور میری کمیٹی کا ہے میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ یہ درست ہے کہ میں لفظ **Amplitude** کا جو دستاویز اگزبیٹ ڈی ایل کے حصہ ''کے تا کے'' میں استعمال ہوا ہے کے معانی **Amplitude** کے طور پر جانتا ہوں۔ میں لفظ **Resurrect** جو حصہ ''کے تا کے'' میں استعمال کیا گیا ہے کے معانی انگریزی میں **Resurrect** کے طور پر جانتا ہوں۔

میں لفظ **Resurrect** کے معانی موت کے بعد اٹھانا کے بارے میں نہیں جانتا۔ میں لغوی معانی رد نہیں کر سکتا۔ اس لفظ **Resurrect** کے میرے ذہن میں معانی سورۃ یٰسین کی آیت نمبر 17 والے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ میں نہ ہی انگریزی جانتا ہوں نہ اردو نہ عربی نہ پنجابی۔ اگزیبٹ ڈی ایل ایک بنائی ہوئی من گھڑت دستاویز ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اگزیبٹ ڈی ایل محض اس لئے بنایا کہ معصوم افراد سے اور ان سے جن کا مذہب کے بارے میں علم بہت محدود ہو رقوم بٹوری جا سکیں۔ یہ غلط ہے کہ اس دستاویز اگزیبٹ ڈی ایل کا ڈھونگ رچا کر میں نے معصوم لوگوں سے

کروڑوں روپے بٹورے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے محمد علی ابوبکر، بریگیڈیئر محمد اسلم، رانا محمد اکرم، ساجد منیر ڈار اور دوسروں سے رقوم وصول کیں۔ میں نے ماضی میں خود کو کبھی امام کی حیثیت سے پیش نہیں کیا۔ یہ غلط ہے کہ میں خود کو امام وقت کہلواتا تھا۔ لفظ امام ایگزیبٹ ڈی ایل میں میری جانب سے نہیں لکھا گیا یہ لفظ مجھے پیغمبر اسلام نے عطا کیا ہے۔ میں نے کبھی خود اپنے خلیفہ اعظم ہونے کا اعلان نہیں کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا کیا تو میں نے اپنے نام کے ساتھ ابوالحسنین لکھنا شروع کر دیا کیونکہ میرے بیٹے کا نام حسنین تھا۔ یہ درست ہے کہ لفظ حسنین جمع ہے جو حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

یہ غلط ہے کہ میں نے ورلڈ اسمبلی بنائی۔ ورلڈ اسمبلی کی آئین سازی تسلیم کرتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ میرا نام ابوالحسن محمد یوسف علی دستاویز ایگزیبٹ ڈی این پر ورلڈ اسمبلی برائے مسلم اتحاد پر چھپا ہوا ہے لیکن یہ میں نے نہیں لکھا اور نہ ہی چھاپا تاہم میں دستاویز ایگزیبٹ ڈی این کو تسلیم کرتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ پوری تقریر جیسا کہ ایگزیبٹ ڈی این میں دی گئی ہے لفظ بہ لفظ میری ہے۔ ماسوائے عربی حصے کے جو حضرت صوفی برکت علیؒ آف سالار والے کا لکھا ہوا ہے۔ میں نے استغاثے کے گواہوں سے کربلا جیسی قربانی پیش کرنے کو نہیں کہا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ جب میں نے تقریر کی جو ایگزیبٹ ڈی این میں ہے تو وہاں استغاثے کے گواہوں کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ مجھے ورلڈ اسمبلی کا ڈائریکٹر جنرل بنایا گیا ہے۔ میں ورلڈ اسمبلی کے ارکان کی تعداد نہیں بتا سکتا۔ ورلڈ اسمبلی کا منشور دستاویز ایگزیبٹ ڈی این میں دیا گیا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ورلڈ اسمبلی سلسلہ حقیقت محمدیہ کا جدید نام ہے۔ یہ غلط ہے کہ ورلڈ اسمبلی کے ذریعے میں خلافت عظمیٰ مسلط کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ خلافت زندہ ہے۔ یہ درست ہے کہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوہ کا احیا چاہتا ہوں۔ منہاج النبوہ کا مطلب پیغمبر اسلامؐ کی مکمل اتباع ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے اپنے منہاج پر ان دنوں خلافت

قائم کی اور اب بھی پیغمبر اسلامؐ وہی خلافت قائم کرینگے۔ میں کچھ نہیں ہوں۔
یہ درست ہے کہ خلافت راشدہ بھی منہاج النبوہ پر تھی۔ میں اسمبلی کے ارکان کی تفصیلات نہیں بتا سکتا۔ یہ غلط ہے کہ ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ سربراہان مملکت اور اعلیٰ شخصیات اس تنظیم کی رکن ہیں۔ یہ غلط ہے کہ میں نے ورلڈ اسمبلی کی مجلس شوریٰ بلائی ہے۔ میں نے اس بارے میں اپنے عزم کا اظہار کیا تھا تاہم بعد میں رہنمائی پر میں نے یہ خیال ترک کر دیا۔ یہ درست ہے کہ دستاویز مارک ون میں میں نے اپنی درخواست زیر دفعہ 265 ضابطہ فوجداری مورخہ 24-9-1999 ایگزیبٹ پی 25 کے ساتھ منسلک کی تھی۔ دعوت نامہ مارک ایچ میرا جاری کردہ نہیں۔ یہ درست ہے کہ مارک ایچ اور کتاب پی 21 میں کلمہ طیبہ کا مونوگرام ایک ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں نے یہ مونوگرام روزنامہ ''امروز'' کے حافظ محمد یوسف سدیدی سے حاصل کیا تھا اور کوئی بھی شخص اسے حاصل کر سکتا ہے۔ دوسری حیثیتوں کے علاوہ میرا بطور سفیر بھی تقرر کیا گیا۔ بطور سفیر میری تقرری سعودی عرب کی عالمی تنظیم نے کی۔ میں اس تنظیم کی تفصیلات اپنے حلف اور ان سے کئے گئے وعدے کی بنا پر نہیں بتا سکتا۔ میں ملک ''ٹی ایف ایس کے'' ترکش فیڈرل فیڈریٹڈ سٹیٹس آف کردزز کے لئے سفیر تھا۔

باقی ماندہ بیان آئندہ تاریخ پر قلم بند کیا جائے گا۔

24-7-2000 بیان محمد یوسف علی تجدید حلف کے ساتھ:

جرح فاضل وکیل مستغیث:

یہ غلط ہے کہ فاضل عدالت کے سامنے میرا پیش کردہ خاکہ (پروفائل) مارک ون اور ایگزیبٹ پی 26 مختلف ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ سوائے اس کے ایک اضافہ کلمہ طیبہ عربی میں ہے۔ یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے روبرو پیش کئے جانیوالا پروفائل تین صفحات پر مشتمل ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ٹائپ کے فاصلے کے سوا اس میں کوئی فرق نہیں۔ یہ درست ہے کہ سفیر ایک ریاست کی جانب سے

دوسری ریاست کیلئے مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ حکومت سعودی عربیہ نے مجھے قبرص کیلئے سفیر مقرر نہیں کیا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا یہ تقرری سیاسی حیثیت میں نہیں تھی۔ یہ غلط ہے کہ میں نے یہ تاثر دیا کہ مجھے حکومت سعودی عرب نے سفیر مقرر کیا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا مجھے مسلم امہ نے سفیر مقرر کیا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں نے ان تمام متعلقین سے رابطہ کیا تھا جن کے متعلقہ اتھارٹی سے روابط ہیں۔ جونہی مجھے کوئی ثبوت ملا میں اسے عدالت کے سامنے پیش کر دوں گا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں سعودی عرب میں اس ورلڈ آرگنائزیشن کا نام نہیں بتا سکتا جس نے مجھے سفیر مقرر کیا۔

یہ درست ہے کہ سورۃ بقرہ آیت نمبر **283** میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ معاہدوں کے بارے میں شہادتیں نہیں چھپائی جائیں گی۔ اگر چھپانے کی کوئی کارروائی کرے تو ایسا کرنا اس شخص کی جانب گناہ ہوگا۔ یہ درست ہے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر **140** میں عمومی شہادت چھپانے کی مذمت کی گئی ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ اس آیت کا جوہر یہ ہے کہ شہادت حق چھپائی نہیں جائے گی۔ یہ درست ہے کہ میں نے پنجاب یونیورسٹی سے اسلامیات میں ایم اے کیا ہے۔ میں نے یہ درست کہا تھا کہ میں نے بی اے آنرز پارٹ ون سائیکالوجی میں کیا تھا۔ مجھے وہ سال یاد نہیں جس میں میں نے اسلامیات میں ایم اے کیا۔ میں تلاش کے بعد اپنا سرٹیفکیٹ پیش کر چکا ہوں۔ اس میں وقت بی اے آنرز کرنے کا ذکر کیا تھا جب میں فوج میں شامل ہوا تھا۔ میں نے تعلیم جاری رکھی اس لئے میں نے بعد میں ایم اے اسلامیات کر لیا ہے۔

میں نے ایم اے **1978** سے قبل کیا ہے۔ میں نے تفسیر قرآن یا القرآن پیغمبر اسلامؐ سے سیکھی اور تفسیر قرآن بالسنہ مختلف اساتذہ سے جن میں اہل بیت رسولؐ بھی شامل ہیں پڑھی۔ میں مدینہ شریف کے ایک رہائشی شخص محمد اکمل کے ساتھ کاروبار کرتا ہوں۔ میرا کاروبار کپڑے کا ہے اور میں نے کاروبار میں تقریباً پچیس لاکھ روپے کی سرمایہ کاری کر رکھی ہے۔ جو بھی شخص مجھے امریکہ یا برطانیہ آنے کی دعوت دیتا ہے وہ

مجھے میرے سفر کیلئے ٹکٹ بھیجتا ہے۔ مجلس شوریٰ میں ٹیلنو کریسی کا مضمون اسلامی علم، بین الاقوامی امور اور قرآن حکیم کی اطلاق کا مطالعہ ہے۔ یہی جدید تقاضوں کے مطابق قرآن حکیم کی حقیقت ہے۔ میں نے تمام مذاہب کا سورۃ کافرون کی تفسیر کی حیثیت سے مطالعہ کیا ہے۔ میں نے سورۃ کافرون کی تفسیر کے مطابق بدھ مت اور ہندومت کا مطالعہ کیا ہے۔ میں ہندومت میں اس شخص کا نام نہیں جانتا جس نے اپنے مذہب میں صوفی ازم رائج کیا۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں نے ہندومت کا سورۃ کافرون کے مطابق مطالعہ کیا ہے۔ یہودیت میں بالادست عنصر قانون ہے جبکہ عیسائیت میں خدا سے محبت کے عنصر کو ترجیح حاصل ہے۔ جہاں تک مذہب اسلام کا تعلق ہے اس میں غالب عنصر اللہ اور رسولؐ کی محبت اور اطاعت دونوں ہیں۔ یہ جزوی طور پر درست ہے کہ یہودیت کی بنیاد نسل پرستی پر ہے جبکہ اسلام کی بنیاد انسانیت پر ہے۔

یہ غلط ہے کہ صرف مسلمان نوجوانوں کی ورلڈ اسمبلی اور رابطہ عالم اسلامی ہی سعودی عرب کی دو تنظیمیں ہیں۔ سعودی عرب میں تیسری تنظیم دارالافتاء ہے اور بھی دوسری تنظیمیں ہیں جن کے نام فی الوقت مجھے یاد نہیں۔ یہ درست ہے کہ فضیلت الشیخ عبدالعزیز بن باز اسی دارالافتاء کے سربراہ ہیں۔ یہ دارالافتاء سے متعلق ہے۔ یہ ایک تنظیم نہیں بلکہ مذہبی جانب حکومتی محکمے کا ایک شعبہ ہے۔ میں ڈاکٹر احمد محمد تون تونجی کو کسی حد تک جانتا ہوں لیکن میں ان کا چیلہ نہیں۔ میں ڈاکٹر مانشی الجوہانی کو نہیں جانتا۔ میں نہیں جانتا کہ ڈاکٹر مانشی جوہانی ورلڈ یوتھ اسمبلی کے سیکرٹری جنرل ہیں اور اس وقت سعودی عرب کی وزارت مذہبی امور میں ایک نہایت اعلیٰ واہم عہدے پر فائز ہیں۔ یہ درست ہے کہ دستاویز ایگزیبٹ پی 27 کے مطابق ڈاکٹر مانشی الجوہانی مسلم یوتھ کی ورلڈ اسمبلی کے سیکرٹری جنرل ہیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا میں نہیں جانتا کہ مولانا ابوالحسن ندوی اپنی کتابوں کے ذریعے میرے بالواسطہ استاد ہیں۔ میں ان کی کتاب ''تاریخ دعوت عظیمت'' کا حوالہ دے سکتا ہوں۔ یہ کتاب بعض عظیم مجاہدوں، عظیم شخصیات اور

عظیم علماء کے بارے میں ہے جنہوں نے اسلامی کام کیا۔ یہ غلط ہے کہ مولانا مودودی صاحب قرآن حکیم کی تعلیم میں میرے براہ راست استاد ہیں تاہم وہ اسلامی تحریکوں کے بارے میں براہ راست استاد ہیں۔

یہ درست ہے کہ مولانا مودودی صاحب اسلامی حکومت کے موضوع پر میرے استاد ہیں۔ یہ درست ہے کہ میں نے پروفائل میں ذکر کیا ہے کہ جنرل ضیاالحق میرے براہ راست استاد تھے۔ وہ تحمل' بردباری اور غریب لوگوں کی عزت ومہمان نوازی کے معاملے میں میرے استاد تھے۔ میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کو ان کی تعلیمات' ان کے نظریات' افکار اور فلسفے کی بنا پر جانتا ہوں لیکن یہ سب ان کی کتابوں کے واسطے سے ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ ان کی کتاب ''کلیات اقبال اردو'' اور ''کلیات اقبال فارسی'' کے ذریعے جانتا ہوں۔ بعض ان حصوں اور مواد کے ذریعے نہیں جو اسلام سے متصادم ہیں۔ میں نے ان کے چھ خطبات کا مطالعہ نہیں کیا۔ علامہ اقبال کی کلیات سے باہر کی شاعری کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے تو مکمل اور درست طور پر میں نے نہیں پڑھی۔ اس لئے میں اس کے معانی نہیں بتا سکتا۔ میں علامہ اقبال کی شاعری کے درج ذیل حصے کے معانی نہیں بتا سکتا۔

''ساحر الموط نے تجھ کو دیا برگ حشیش

اور تو بے خبر سمجھا اسے شاخ نبات''

رضا کارانہ طور پر کہا اگر میں پیغمبر اسلامؐ کے حوالے کے مطالعے تک محدود رہوں تو میں علامہ اقبال کے فلسفہ خودی سے پوری طرح متفق ہوں۔ جہاں تک میرے مطالعے کا تعلق ہے خودی فلسفہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ جب علامہ اقبال خودی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں تو وہ درست ہوں گے اور وہ صوفی بھی جو اپنی بے خودی کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ جب صوفیائے کرام خودی کے بارے میں بات کرتے ہیں تو اس سے ان کی

مراد اسفل سافلین سورۃ تین کی آیت نمبر 5 ہے اور جب اقبال بے خودی کے بارے میں بات کرتا ہے تو اس کا مطلب احسن تقویم آیت نمبر 4 ہے۔ میں نے حسین بن منصور حلاج کی تصنیف ''تواسین'' نہیں پڑھی۔ چند افراد (نوجوان) جو میرے ساتھ روزانہ عدالت میں آتے ہیں ان کا براہ راست ورلڈ اسمبلی سے کوئی تعلق نہیں ہے تاہم وہ میرے ساتھ محبت کی بنا پر آتے ہیں۔ میں نے کتاب ''سیکرٹ آف سیکرٹس'' (اصل) نہیں پڑھی۔ جس کا عربی نام ''سرالاسرار'' ہے۔ میں نے کتاب ''سرالاسرار'' کا مطالعہ انگریزی میں کیا ہے جو حضرت غوث اعظمؒ کی لکھی ہوئی ہے۔ غنیۃ الطالبین کے بعض حصوں کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتاب شریعت کے عمومی موضوعات کے متعلق ہے۔ مجھے حضرت غوث اعظمؒ کی لکھی ہوئی دوسری کتاب کے بارے میں یاد نہیں۔ میں نے کتاب ''فتوح الغیب'' کا مطالعہ نہیں کیا۔ میں مصنف عبدالماجد دریا آبادی سے متفق نہیں۔ میں حضرت غوث اعظمؒ کی لکھی ہوئی کتاب ''سرالاسرار'' پر یقین رکھتا ہوں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ فاضل وکیل مستغیث نے مجھ سے جو سوالات کئے ہیں میں نے ان کے جواب میں جن سورتوں کا حوالہ دیا ہے وہ سوالوں سے متعلق نہیں۔

میرا فرقہ ملامتیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا ''سرمد'' کا تعلق فرقہ ملامتیہ سے تھا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا ''سرمد'' ایک ہندو لڑکے کی محبت میں مبتلا تھا اور اسے دہلی سے کسی دوسری جگہ منتقل کیا گیا اس کے بعد سے وہ ''من خدا۔ من خدا۔ اور من خدا'' نام ہونے کا اعلان کرتا رہا اور یہ کہ اسے اورنگزیب کے سامنے پیش کیا گیا اور اسے یہ الفاظ کہنے پر سزائے موت دیدی گئی۔

میں سہروردی مسلک کے دو دھڑوں کے بارے میں نہیں جانتا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا سہروردی مسلک کے شیخ شہاب الدین مقتول کو اللہ اور اسلام کے بارے میں گستاخانہ کلمات استعمال کرنے پر تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ میں شیخ شہاب الدین سہروردی کے سوا جو سلسلہ سہروردیہ کے بانی ہیں کوئی دوسرا نام نہیں جانتا۔

میں تقابلی جائزے کیلئے عدالت کے روبرو اپنی تقریر ریکارڈ کرانے کو تیار ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ ڈی' این' اے جس کا میں نے اپنے بیان میں حوالہ دیا ہے کن الفاظ کا مخفف ہے؟ میں مستغیث کے وکیل کیلئے ڈی' این' اے کی وضاحت کیلئے تیار ہوں۔ ڈی' این' اے غالباً ڈی آکسی زیوو نیولک ایسڈ ہے۔ مجھے سائنسدان اور سائنسدانوں کے گروپ کا نام یاد نہیں جن کا دعویٰ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ قرآن حکیم ڈی' این' اے میں ریکارڈ شدہ ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میں نے امریکہ میں انٹرنیٹ پر یہ پڑھا ہے۔ میں اس ضمن میں دستاویز پیش کرسکتا ہوں۔ میں سورۃ رحمٰن کی آیت 1`2`3 اور علامہ اقبال کا جیسا کہ میں پہلے ہی وضاحت کر چکا ہوں حوالہ بھی دیتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ ڈی' این' اے ایک ٹیسٹ ہے جس کے نتیجے میں انکار کی صورت میں خون کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ سیتا وائٹ اور عمران خان کے معاملے میں ہوا تھا۔ رضا کارانہ طور پر کہا یہ بھی حقیقت ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ان کا سر نیزے پر لٹکایا گیا' خون کا ہر قطرہ تلاوت قرآن جسے ناطق قرآن کہا جاتا ہے کرر ہا تھا۔ میرے خیال میں زیارت کوئی اور چیز ہے اور دیکھنا کچھ اور اس لئے پیغمبر اسلامؐ کو ابو جہل نے بھی دیکھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی دیکھا۔ میرے خیال میں جس شخص نے حضرت محمدؐ کی زیارت کی وہ خود کو کسی گناہ میں ملوث نہیں کرسکتا اور وہ محفوظ ہے۔ اس لئے میں نہیں جانتا کہ سرمد اور حلاج نے بھی ایسا ہی دعویٰ کیا تھا۔ میں نے ''ہیومن جینوئن پراجیکٹ'' کے نام منسوب کردہ سائنس دانوں کے گروپ کی ''حیات'' کے بارے میں کتاب نہیں پڑھی۔ میں نہیں جانتا کہ آیا انہوں نے پوری دنیا کی ''جینز'' بدل دینے کا دعویٰ کیا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا انسانی فطرت تبدیل نہیں کی جاسکتی اور میں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 84 کا حوالہ دیتا ہوں۔ میں نے کتاب ایگز بیٹ ڈی آر جو میں نے پیش کی ہے مکمل طور پر نہیں پڑھی۔ ڈائری ایگزیبٹ پی 8 / 116-1 میری نہیں اور نہ ہی یہ میری لکھی ہوئی ہے نہ

ہی میں اس بات سے متفق ہوں۔

یہ درست نہیں کہ ڈائری ایگزیبٹ پی 8/116-1 میں جو کچھ بھی کہا گیا ہے وہ میں نے مذکورہ ڈائری میں لکھوایا ہے اور میں نے اسے اپنے پیروکاروں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ غلط ہے کہ اس ڈائری ایگزیبٹ پی 8 / 116-1 کے مندرجات کا حوالہ "تعمیر ملت" اور "پاکستان" میں لکھے گئے کالموں میں ملتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے ڈائری پی 8 / 116-1 کے مندرجات استغاثے کے گواہوں کے سامنے بولے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا کتاب "سیکرٹ آف سیکرٹس" کے بعض حصے ڈائری پی 8 / 116-1 میں شامل کئے گئے ہیں۔

یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ اسلم کی موجودگی میں اپنے لئے "انا محمدؐ" ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ کہ میرے پیروکاروں نے جو وہاں موجود تھے اسے ہار پہنائے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے استغاثے کے گواہوں کے سامنے کہا کہ پیغمبرؐ "ڈیوٹی" پر تھے اور یہ کہ میں "بیوٹی" پر ہوں۔ لفظ بقدر حسنہ جمالہ خوبصورت الفاظ ہیں ان کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ اکرم سے کہا کہ پیغمبر اسلامؐ کی زندگی سادہ تھی۔ اس سوال پر میں نے کہا کہ چودہ سو سال پہلے روایت پرانی تھی اور اب روایت جدید ہے اور یہ کہ گلیمر، نمود و نمائش وقت کی ضرورت بن چکے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ میں نے یہ الفاظ عبدالواحد کے گھر پر کہے نہ ہی گواہ استغاثہ اکرم وہاں آیا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ کی موجودگی میں کموڈور یوسف علی صدیقی کے سوال پر کہ تم حضرت آدم علیہ السلام سے مختلف اوقات میں آنیوالے پیغمبروں اور چودہ سو برس قبل بھی ظاہر ہوئے اس لئے چودہ سو سال کی شان اور آج میں کیا فرق ہے؟ اور ان میں سے زیادہ پرشکوہ کون سا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ چودہ سو برس قبل کا زمانہ شاندار تھا لیکن آج کی شان بے مثال ہے اور میں نے یہ بھی کہا کہ اس وقت یہ "ڈیوٹی" تھی اور اب یہ "بیوٹی" پر ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ڈائری

ایگزیبٹ پی 18 / 116-1 میں صفحہ 37 پر رسول اللہ یا مرد کامل اللہ سبحان تعالیٰ کا مکمل اظہار ہے اور پیغمبرؐ کی جسمانی شخصیت انسانی تصور سے ماورا ہے اور تمام موجودات' اجسام حضرت محمد ﷺ کی بنا پر تخلیق کیے گئے۔ وہ ہر وقت دنیا میں موجود ہیں ان کا ظاہری نام مختلف ہوسکتا ہے لیکن وہ ہمیشہ محمدؐ ہوتے ہیں۔ آدم علیہ السلام ہوں' نوح علیہ السلام ہوں' ابراہیم علیہ السلام ہوں' عیسیٰ علیہ السلام ہوں' موسیٰ علیہ السلام ہوں' لیکن ان میں سے ہر محمدؐ ہے پھر محمد بن عبداللہ یہ پہلا موقع تھا کہ تمام ظاہری نام یکجا ہوگئے۔ پھر ابو بکرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ بارہ امامؒ بعض عربی 'عبدالقادر جیلانیؒ' فرید ' مجدد الف ثانیؒ اور محمد یوسف علی مرد کامل مختلف ہونے کے باوجود حقیقت میں حضرت محمد ﷺ کی پر عظمت شکل ہیں۔ یہ الفاظ نہ میرے ہیں اور نہ ہی میرے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ میں گواہ استغاثہ محمد اسلم سے ذاتی طور پر عبدالواحد کے گھر ملتا رہا ہوں تاہم میں نے اسے دیکھا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ 1995 میں میں گواہ استغاثہ ڈاکٹر اسلم سے عبدالواحد کے گھر نماز مغرب کے بعد ملا اور میں نے اس سے پوچھا کہ وہ حقیقت کے انکشاف کی کیا قیمت ادا کرسکتا ہے؟ یہ غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ ڈاکٹر اسلم سے دو لاکھ روپے کی ادائیگی کیلئے کہا اور جواباً ڈاکٹر محمد اسلم نے انکار کردیا۔

باقی بیان آئندہ روز قلم بند کیا جائے گا۔

25-7-2000 بیان ملزم یوسف علی حلفاً:

جرح وکیل مستغیث:

یہ کہ میں سعودی عرب کی تنظیم کا قونصل جنرل رہا۔ یہ درست ہے کہ فوٹو کاپی ایگزیبٹ پی 28 میرے حق میں جدہ میں پاکستانی قونصلیٹ جنرل نے جاری کی تھی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ دستاویز ایگزیبٹ پی 28 جعلی ہے۔

یہ غلط ہے کہ میں دسمبر 1995 میں عبدالواحد کے گھر گیا جہاں ڈاکٹر محمد اسلم نے

میرے مطالبے پر دو لاکھ روپے کا انتظام کیئے جانے کے بارے میں بتایا۔ یہ غلط ہے کہ دوسرے دن میں گواہ استغاثہ محمد اسلم کے گھر گیا جہاں گواہ استغاثہ محمد اسلم نے مجھے لاکھ روپے کی رقم ادا کی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اگلے جمعے میں نے نماز جمعہ اس علاقے کی مسجد میں ادا کی جس میں گواہ استغاثہ محمد اسلم کا گھر واقع ہے۔ یہ غلط ہے کہ اس روز نماز جمعہ کے بعد میں اپنے پیروکاروں کے ہمراہ گواہ استغاثہ محمد اسلم کے گھر آیا جہاں میں نے وعدے کے مطابق حقیقت منکشف کرنے کی پیشکش کی اور پھر میں نے کھڑے ہو کر اپنے لیئے ''انا محمد'' کہا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ جب میں نے ڈاکٹر محمد اسلم گواہ استغاثہ سے ایسا کہا' وہ حیران ہوا لیکن میرے ساتھیوں نے اس (گواہ استغاثہ) کی گردن میں اسے پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کے شرف پر مبارک باد دینے کیلئے ہار ڈال دیئے اور اس کے بعد میں مکان سے چلا گیا۔ یہ غلط ہے کہ چند ماہ بعد کموڈور یوسف صدیقی نے مجھ سے گواہ استغاثہ ڈاکٹر محمد اسلم کی موجودگی میں سوال کیا کہ تم حضرت آدم علیہ السلام سے اور ان کے بعد مختلف زمانوں کے پیغمبروں کی صورت میں ظاہر ہوتے رہے ہو اور چودہ سو برس قبل بھی تمہارا ظہور ہوا۔ چودہ سو برس پہلے اور آج کی عظمت وشکوہ میں کیا فرق ہے؟ اور دونوں میں کون سا زمانہ زیادہ پروقار اور پرشکوہ تھا؟ جس پر میں نے جواب دیا کہ چودہ سو سال قبل کا زمانہ شاندار اور پرشکوہ تھا لیکن اب شکوہ وعظمت بے مثال ہے اور یہ کہ میں نے کہا کہ اس وقت یہ ''ڈیوٹی'' تھی لیکن اب یہ ''بیوٹی'' ہے۔

یہ غلط ہے کہ اس طرح میں نے پیغمبر اسلامؐ کے نام کی بے حرمتی کی۔ یہ درست ہے کہ میری گواہ استغاثہ سے ملاقات ہوئی تاہم یہ غلط ہے کہ میں اس سے 1994 میں عبدالواحد کے گھر ملا اور میں نے تقریر کی کہ پیغمبر اسلامؐ دنیا میں آج بھی انسانی شکل میں موجود ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے خود کو محمد کہا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے اپنی ایسی کسی تقریر میں یہ کہا کہ پیغمبر اسلامؐ کی زندگی سادہ تھی اور اب روایات جدید ہیں اور اس وقت روایات پرانی تھیں اور یہ کہ گلیمر اور نمود ونمائش آج کی ضرورت ہے۔ یہ

بھی غلط ہے کہ میں نے یہ باتیں جنوری' فروری **1994** میں عبدالواحد کے گھر میں کہیں۔ یہ بھی غلط ہے کہ میں نے کہا اگر کوئی دیکھ سکتا ہے اگر کوئی پیغمبر اسلامؐ کو پہچان سکتا ہے وہ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے رانا محمد اکرم گواہ استغاثہ کی موجودگی میں عبدالواحد کے گھر میں باتیں کی تھیں۔ ان سے پیغمبر اسلامؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی ہوئی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ستمبر **1995** میں گواہ استغاثہ رانا محمد اکرم نے مجھ سے پوچھا کہ آیا میں قرآن کی تفسیر یا تفہیم لکھ رہا ہوں اور اس نے مجھے اس کی ایک کاپی دیئے جانے کی درخواست کی جس پر میں نے گواہ استغاثہ سے پوچھا کہ وہ اس کے لئے کیا قیمت ادا کرسکتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ رانا محمد اکرم سے اس تفسیر کیلئے ایک لاکھ روپے کا مطالبہ کیا۔

میں امریکہ' برطانیہ اور دوسرے مقامات کے فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) دورے کرتا رہا ہوں۔ میں ان ملکوں کے دورے قرآن حکیم سکھانے کیلئے کرتا رہا ہوں ۔ میں نے کسی تنظیم کے بارے میں یہ نہیں کہا جس نے مجھے بیرونی ملکوں کے دورے کی دعوت دی ہو۔ میرا خاندان اور میرے دوست مجھے بیرونی ملکوں میں مدعو کرتے رہے۔ **1996** میں ڈاکٹر نصیر اختر نے مجھے واشنگٹن اپنی ذاتی حیثیت میں اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن آف امریکہ کی کانفرنس میں شرکت کیلئے مدعو کیا' یہ دعوت مجھے ٹیلی فون پر دی گئی۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں جانتا اور نہ میں اسے جاننا چاہتا ہوں۔ میں قادیانی جماعت کے دو دھڑوں کے بارے میں نہیں جانتا جو قادیانی اور لاہوری گروپ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

یہ کہنا غلط ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے صرف 99 نام ہیں بلکہ 99 سے زائد ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ بھی **99** سے زائد ہیں لیکن انہیں **99** ناموں میں تلخیص کردیا گیا ہے۔ میں پیغمبر اسلامؐ کے نام بیان کرسکتا ہوں۔

نوٹ: ہدایت پر ملزم یوسف علی نے پیغمبر اسلامؐ کے سترہ نام تسلسل کے ساتھ بتائے اور کہا کہ پیغمبر اسلامؐ کے مزید نام بھی ہیں۔

ملزم کی باقی ماندہ شہادت آئندہ تاریخ پر قلم بند کی جائے گی۔

26-7-2000 بیان ملزم یوسف علی حلفاً:

جرح وکیل مستغیث:

یہ غلط ہے کہ میں نے لاہور کے ہوائی اڈے پر جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی موجودگی میں ایک لاکھ روپے کی رقم کم کردی۔ یہ اس حد تک درست ہے کہ میرے دوستوں نے مجھے بتایا تھا کہ رانا اکرم حج پر جا رہا ہے لیکن یہ غلط ہے کہ میں نے اس گواہ استغاثہ سے پچیس ہزار روپے طلب کئے۔ یہ غلط ہے کہ رانا اکرم گواہ استغاثہ سے پچیس ہزار روپے کی وصولی کے بعد میں نے اس سے کہا کہ رانا اکرم اللہ تعالیٰ کے بہت قریب آ گیا ہے اور میں اس پر حقیقت منکشف کرسکتا ہوں اور یہ کہ گواہ استغاثہ کو عبدالواحد کے کلفٹن کراچی میں واقع گھر کے ایک دوسرے کمرے میں لے گیا۔ میں نے گواہ استغاثہ محمد اکرم سے آنکھیں بند کرنے اور درود شریف پڑھنے کو کہا اور گواہ استغاثہ رانا اکرم نے درود شریف پڑھا اور پھر میں نے اسے آنکھیں کھولنے کو کہا اور پوچھا کیا اس نے کچھ دیکھا ہے جس پر گواہ استغاثہ نے کہا کہ اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں رانا اکرم گواہ استغاثہ سے لپٹ گیا اور دعویٰ کیا کہ میں ''محمد مصطفیؐ'' ہوں اور گواہ استغاثہ سے کہا کہ وہ بھی اسی طرح اس حقیقت کو مخفی رکھیں جس طرح کہ میں نے خود کو چھپائے رکھا ہے۔ اس طرح میں نے کہا کہ یہ تفسیر قرآن، تفہیم قرآن، نور القرآن اور زندہ قرآن ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے خود کو پیغمبر اسلامؐ کہلوا کر استغاثے کے گواہوں سمیت مختلف لوگوں سے روپیہ لوٹا اور اس طرح میں پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخی اور تحریم کا مرتکب ہوا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ **28-2-1997** کو حافظ ممتاز اعوان اور میاں محمد ادیس گواہان استغاثہ مسجد بیت الرضا واقع چوک یتیم خانہ

لاہور میں نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے گئے اور وہاں میں نے پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخی کی اور مسجد میں موجود سینکڑوں افراد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا اور اپنے آپ کو اپنی تقریر میں پیغمبر اسلامؐ کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میاں محمد اویس اور حافظ ممتاز گواہان استغاثہ مذکورہ اجتماع میں موجود تھے اور میں نے جس اجتماع میں اپنے پیغمبر ہونے کا دعوی کیا وہاں بیٹھے افراد میں سے اپنے مریدوں زید زمان اور عبدالواحد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا اور اس طرح میں نے پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخی کی اور صحابہ کرامؓ کی بے ادبی کی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے 28-2-1997 کو چوک یتیم خانہ پر واقع مسجد بیت الرضا میں حافظ ممتاز اور میاں اویس کی نماز جمعہ کے موقع پر موجودگی میں اعلان کیا کہ رسالت مآبؐ مسجد میں موجود ہیں اور سو افراد صحابی ہیں۔ اس طرح میں نے رسالت مآبؐ اور صحابہ کرامؓ کی توہین کی۔

کذاب یوسف نے عدالت کے روبرو سختی سے تردید کی کہ اس نے میاں غفار سے یہ بات نہیں کی کہ اسے خلافت عظمیٰ عطا کی گئی ہے مگر بعد میں خود ہی خلافت عظمیٰ کا سرٹیفکیٹ پیش کر دیا۔

یہ اس حد تک درست ہے کہ میاں غفار گواہ استغاثہ مجھ سے میرے گھر واقع 218 کیو ڈیفنس لاہور میں 2 بجے دوپہر 22-3-1997 میں ملے تھے۔ لیکن یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے کہا کہ مجھے خلافت عظمیٰ اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور یہ کہ خلافت عظمیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو دی گئی تھی پھر یہ تمام پیغمبروں میں جاری رہی اور اب پیغمبر اسلامؐ کی خلافت عظمیٰ میرے پاس ہے اور اس طرح میں نے پیغمبر اسلامؐ ہونے کا دعویٰ کیا اور اس طرح میں نے پیغمبر اسلام کی بے حرمتی کی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے اپنی تقریروں میں وقتاً فوقتاً قرآن حکیم کے تراجم کو غلط، ناقص اور شر انگیز قرار دیا ہے اور اس طرح میں نے قرآن مقدس کی بے حرمتی کی۔ یہ قطعی طور پر غلط ہے کہ رضوان نامی شخص نے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر سے جون 1997 میں عبدالواحد کے گھر

پر میری ملاقات کا انتظام کیا اور میں نے محمد علی ابو بکر کو ''ابو بکر صدیقؓ'' کہا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے محمد علی ابو بکر گواہ استغاثہ سے کہا کہ عمرہ کی ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں، میں عمرے کا یہاں انتظام کر سکتا ہوں۔ مزید یہ کہ میں نے محمد علی ابو بکر گواہ استغاثہ سے کہا کہ ''مکان وہاں ہے اور مکین یہاں ہے'' جس پر مذکورہ گواہ استغاثہ ناراض ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اسے عمرے کی ادائیگی کی اجازت دیدی۔

یہ غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر سے کہا کہ میں اس کی پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کا انتظام کر سکتا ہوں اور میں نے محمد علی ابو بکر گواہ استغاثہ سے حضرت محمدؐ سے ملاقات کی غرض سے اس کی مکمل سپردگی کا وعدہ لیا تھا اور گواہ استغاثہ نے جواب دیا تھا کہ میں جو بھی چاہوں گا وہ اس سے پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کیلئے میرے حق میں دستبردار ہو جائے گا۔ یہ غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر سے اپنے گھر میں میرے لئے ایک کمرہ سجانے کو کہا کہ جب میں لاہور سے کراچی آؤں میں وہاں قیام کرونگا اور اس کے بعد میں نے مذکورہ کمرے کا نام ''غار حرا'' ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر سے میرے قیام کیلئے اپنے گھر میں کمرہ سجانے کو کہا اور میں نے اس کمرے کے ''غار حرا'' ہونے کا اعلان کر کے دانستہ طور پر شر انگیزی کی جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور میں نے اس ضمن میں گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر سے کہا کہ میں اس کی پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کا انتظام کر سکتا ہوں اور میں نے مذکورہ گواہ استغاثہ کو گھر کے اندر گھر کے مذکورہ کمرے میں بلایا۔ اسے آنکھیں بند کر کے درود شریف پڑھنے کو کہا جب اس نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا میں نے اسے آنکھیں کھولنے کو کہا اور میں نے اسے اپنے جپھے میں لے لیا اور اعلان کیا کہ میں ہی ''محمدؐ'' ہوں جس پر گواہ استغاثہ نے رونا شروع کر دیا میں نے اسے دبوچے رکھا اور مذکورہ گواہ استغاثہ کانپتے ہوئے کمرے سے باہر آیا جس پر میرے پیروکاروں نے جو کمرے سے باہر بیٹھے ہوئے تھے مذکورہ گواہ استغاثہ کو پیغمبر اسلامؐ سے

اس کی جسمانی ملاقات پر مبارک باد دی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے اپنے پیغمبر اسلامؐ ہونے کا دعویٰ کیا اور اس طرح میں نے پیغمبر اسلامؐ کے نام کی توہین و بے حرمتی کی۔

یہ کہنا غلط ہے کہ عبدالواحد کے گھر میں بیٹھ کر میں نے مذکورہ گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر سے اپنے لئے مکان کی خریداری کا ڈھونگ رچا کر پچاس لاکھ روپے طلب کئے جو گواہ استغاثہ نے مجھے ادا کر دیئے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر سے ایک ایئر کنڈیشنر طلب کیا جو اس نے بازار سے خریدا اور میں نے اسے عبدالواحد کے گھر میں اپنے لئے مختص کمرے میں لگوالیا اور یہ کہ میں نے کراچی سے قالین خریدا جس کے مذکورہ گواہ استغاثہ نے ایک لاکھ دس ہزار روپے ادا کئے اور گواہ استغاثہ نے میرے کمرے کیلئے فرنیچر خریدا جس کیلئے میں نے گواہ استغاثہ کو کراچی میں اپنے قیام کے دوران ہدایت کی تھی۔ میں یہ فرنیچر لاہور لے آیا' یہ فرنیچر گواہ استغاثہ نے خریدا تھا اور اس کیلئے مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپے کی رقم ادا کی گئی اس طرح میں نے گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر سے بھاری رقم بٹوری۔ یہ غلط ہے کہ دستاویز مارک ای ان ڈالروں کے بھنائے جانے سے متعلق ہے جن کی رقم گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر نے مبلغ بیس ہزار نو سو پچاس روپے مجھے ادا کی۔ یہ غلط ہے کہ رسید مارک جی ان قالینوں کی خریداری سے متعلق ہے جو گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر نے میرے لئے خریدے اور یہ قالین میرے سپرد کئے گئے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے مختلف مواقع پر محمد علی ابو بکر سے مختلف بہانوں سے ڈیمانڈ ڈرافٹوں کے ذریعے بھاری رقوم بٹوریں۔ یہ غلط ہے کہ دستاویز ایگزیبٹ پی 6 مبلغ چوبیس لاکھ دو ہزار چار سو دس روپے پچاس پیسے کی واپسی کے متعلق ہے جو میں نے محمد علی ابو بکر کو اس کی جانب سے طلب کئے جانے پر دیئے اور میں نے بقایا رقم بھی مدینہ سے موصول ہوتے ہی ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ درست ہے کہ گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر نے مجھے مبلغ چوبیس لاکھ دس ہزار روپے قرض حسنہ کے طور پر دیئے تھے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ رقم میں نے گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر کو خود واپس کر دی تھی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ مذکورہ رقم گواہ

استغاثہ محمد علی ابو بکر کو واپس ادا کرتے ہوئے میں نے اپنے اور محمد علی ابو بکر کے درمیان مذکورہ تمام لین دین تسلیم کیا تھا۔

یہ غلط ہے کہ میں نے عبدلواحد کے گھر منعقد ہونے والی محفل قوالی میں کہا تھا کہ جب تک مجلس کے ارکان پیغمبر اسلامؐ کو نہ دیکھ لیں انہیں موت نہیں آئے گی۔ یہ غلط ہے کہ میں نے گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر سے جب وہ مجلس نعت میں شرکت کیلئے جا رہا تھا کہا کہ گواہ استغاثہ جس شخص کیلئے جا رہا ہے وہ یہاں بیٹھا ہے اور اسے مجلس نعت میں شرکت سے روک دیا تھا لیکن گواہ استغاثہ نے میری نصیحت پر کان نہ دھرا اور مجلس نعت میں شرکت کیلئے چلا گیا اور جب گواہ استغاثہ مجلس نعت میں شرکت کے بعد واپس آیا تو میں نے اسے اپنے کمرے میں بلوایا۔ میں گواہ استغاثہ سے بہت ناراض تھا اور میں نے حکم عدولی پر کہا کہ چونکہ گواہ استغاثہ نے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے وہ عذاب الہٰی میں مبتلا ہوگا اور اس طرح میں نے پیغمبر اسلامؐ کے نام کی بے حرمتی کی۔

یہ درست ہے کہ محمد علی ابو بکر نے **28-2-1997** کو میری بیٹی کی شادی میں شرکت کی لیکن میں نے اسے مدعو نہیں کیا تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ورلڈ اسمبلی کے چوک یتیم خانہ لاہور پر واقع مسجد بیت الرضا میں منعقد ہونے والے اجلاس میں گواہ استغاثہ محمد علی ابو بکر کو مدعو کیا گیا تھا۔ **28-2-1997** کو میں نے اپنے پیروکاروں کو ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر مسجد بیت الرضا میں طلب کیا تھا اور دعوت نامے بھی جن کی فوٹو کاپی مارک ایچ موجود ہے جاری کئے تھے۔ یہ غلط ہے کہ **28-2-1997** کو میں نے مسجد بیت الرضا میں اپنی تقریر کے دوران بتایا کہ میں نے مسجد نبویؐ یا مسجد حرام کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ اور میں نے وضاحت کی کہ میں نے مسجد بیت الرضا کا انتخاب اسی طرح کیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے غار حرا کا انتخاب کیا تھا۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ قرآن حکیم کی بعض سورتیں، آیات حتیٰ کہ قرآن حکیم یہاں موجود ہیں۔ یہ غلط ہے کہ مسجد بیت الرضا میں ورلڈ اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے میں نے کہا

کہ پیغمبر اسلامؐ ڈیوٹی پر نہیں لیکن یہ ان کی عطا ہے کہ ایک ''رسول'' تم سے مخاطب ہے۔ اور اس طرح میں نے پیغمبر اسلامؐ کے نام کی توہین کی۔ یہ کہنا مزید غلط ہے کہ میں نے تیسری یا چوتھی قطار سے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر کو بلوایا اور اس کا تعارف اپنے صحابی کی حیثیت سے کرایا اور اس طرح میں نے صحابہ کرامؓ کے مقدس نام کی تکذیب کی۔

یہ غلط ہے کہ دسمبر 1995 میں مسجد بیت الرضا واقع چوک یتیم خانہ سے ملحق حجرے میں نماز جمعہ کے بعد سہیل ضیا نے گواہ استغاثہ ساجد منیر ڈار سے میرا تعارف کرایا اور سہیل ضیا میرا مرید تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے منیر ڈار سے کہا کہ اگر میں اس کی پیغمبرؐ سے ملاقات کا انتظام کر دوں تو کیا گواہ اس کی قیمت دے سکتا ہے یا نہیں۔ جس پر گواہ استغاثہ نے اثبات میں جواب دیا اور مذکورہ گواہ استغاثہ سے کہا کہ جب تک اس کی پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات نہیں ہو جاتی اسے موت نہیں آئے گی مزید برآں ملاقات کی صورت میں گواہ استغاثہ کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوگا اور میں نے گواہ استغاثہ کو اپنی سونے کی زنجیر اور انگوٹھی میرے حوالے کئے جانے کو کہا جو گواہ استغاثہ نے مجھے دیدی۔ یہ غلط ہے کہ مذکورہ ملاقات کے دوسرے دن میں نے گواہ استغاثہ ساجد منیر ڈار کو اپنے گھر 218 کیو واقع ڈیفنس لاہور میں مدعو کیا اور مذکورہ گواہ استغاثہ سہیل ضیا کے ہمراہ میرے گھر آیا اور میں مذکورہ گواہ استغاثہ کو مذکورہ گھر میں قائم اپنے حجرے میں لے گیا جبکہ بہت سے دوسرے لوگ مین ڈرائنگ ہال میں بیٹھے تھے۔ یہ غلط ہے کہ حجرے میں موجودگی کے دوران میں نے گواہ استغاثہ سے کہا کہ وہ خوش نصیب ہے کہ وہ پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کرنے جا رہا ہے اور اس کے بعد میں نے گواہ استغاثہ سے کہا کہ میں ہی محمدؐ ہوں اور پھر میں اس سے بغل گیر ہو گیا اور اس طرح میں نے پیغمبر اسلامؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کی۔ یہ غلط ہے کہ میں اپنی تقریر کے دوران خود کو رسول اللہ کہتا رہا۔ (واعلموا انّ فیکم رسول اللہ)

یہ غلط ہے کہ میں نے مذکورہ آیت گواہ استغاثہ کے سامنے تلاوت کی کہ وہ مجھ پر ایمان لائے کہ میں پیغمبر اسلامؐ سے مشابہت اور یکسانیت رکھتا ہوں۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں لوگوں کو دعوت دی کہ مجھے پارسا اور حضرت محمدؐ سے مشابہہ سمجھیں اور اگر انہوں نے میری مخالفت کی تو انہیں تمام سہولتوں سے محروم ہونا پڑے گا۔ ان کی بیویاں اور بچے انہیں خود اپنے ایمان کا ثبوت دینے کیلئے قتل کرنا پڑیں گے اور یہ کہ انہیں بدر و حنین کو دہرانا ہے اور کربلا کو دہرانا ہے اور مجھ پر اس طریقے سے ایمان لانا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے گواہ استغاثہ میاں عبدالغفار کو جب میں اس سے اپنے گھر 22 مارچ 97ء کو ملا تھا بتایا تھا کہ 9 ربیع الاول ہی میری تاریخ پیدائش ہے اور یہی پیغمبر اسلامؐ کی تاریخ پیدائش ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اپنے پیروکاروں کو مصیبت اور آزمائش کے مرحلے میں ان کے ایمان کی آزمائش کے لئے مجھ پر درود بھیجنے کی تلقین کی جیسا کہ ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی ایگزیبٹ پی 1 / 151-1 میں رپورٹ کیا گیا ہے۔

یہ غلط ہے کہ میں نے خود کو پیغمبر اسلامؐ کا تسلسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ ہفت روزہ تکبیر ایگزیبٹ پی 13 / 52-1 میں ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے اپنے پیروکاروں اور مریدوں سے اس نیک نصب العین کیلئے اپنی بیویاں قربان کرنے کو کہا جیسا کہ ہفت روزہ تکبیر کراچی ایگزیبٹ پی 1 / 152-1 میں کہا گیا ہے۔

یہ غلط ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے بول رہا ہے جس کا تعلق محض اللہ اور پیغمبر اسلامؐ کے پیغام سے ہے اور یہ اعلان کیا کہ میرے ہونٹوں کی آواز ہی حقیقی کتاب ہے جس سے مراد الکتاب یعنی قرآن شریف ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے مخاطب ہے اور میرے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہی حقیقی کتاب ہیں جو الکتاب اور قرآن مقدس ہے اور اس طرح میں نے قرآن مقدس کی توہین کی۔ یہ غلط ہے کہ میں استغاثہ کے گواہوں کے

بیانات کے بارے میں کسی قسم کی عداوت' حسد' بغض' طمع اور لالچ رکھتا تھا۔ یہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میرا مذکورہ بیان غلط اور بعد کی سوچ ہے اور اس کا مقصد محض خود کو قانونی سزا سے بچانا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے فرد جرم میں اپنے آپ پر لگائے گئے تمام جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ غلط ہے کہ میں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

یہ درست ہے کہ استغاثے کے گواہوں نے مجھے اس مقدمے میں ملوث کرنے کیلئے ختم نبوت کا پلیٹ فارم استعمال کیا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ میری کسی سے کوئی دشمنی نہیں لیکن استغاثے کے گواہوں کو شیطان (جو میرا واحد دشمن ہے) استعمال کر رہا ہے۔ میرا ڈاکٹر اسلم گواہ استغاثہ سے کوئی جھگڑا نہیں' ممکن ہے اسے مجھ سے خار ہو اور یہ میرا خیال اور تصور ہے۔ یہ درست ہے کہ میرے خلاف لگائے گئے الزامات کی تردید میں نے نوائے وقت' جنگ اور پاکستان میں شائع کرائی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے توہین رسالتؐ کے جرم سے اپنی گردن بچانے کیلئے ایسا کیا۔ یہ غلط ہے کہ میں نے مرد کامل امام وقت' انسان کامل یا رسول اللہ ہونے اور بالآخر محمدؐ ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اپنے پیغمبر' مرد کامل' رسول اللہ' انسان کامل ہونے اور پیغمبر اسلامؐ سے اپنی مشابہت کا لوگوں کے سامنے ڈرامہ رچایا اور اس مکر' دھوکے وجعل سازی کی بنیاد پر دستاویزات اور تقریروں کے ذریعے معصوم اور لاعلم لوگوں سے بھاری رقوم بٹوریں۔ یہ غلط ہے کہ میں نے اپنے دعوے کے سلسلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا طریقہ کار اور راستہ اختیار کیا۔ یہ غلط ہے کہ میں نے ابوبکر کے ملکیہ چوبیس لاکھ روپے کی اپنے بیان کردہ کاروبار میں سرمایہ کاری کی۔ یہ غلط ہے کہ اخباری تراشا ایگز یبٹ پی 29 میں نے روزنامہ پاکستان میں شائع کرایا۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ کیونکہ اخبار نے اسے میرے نام سے شائع کیا ہے اس لئے میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ اخباری تراشا ایگز یبٹ پی 30 روزنامہ پاکستان میں 5-3-1997 کو شائع ہوا یہ میرا ہے۔ یہ درست ہے کہ اخباری تراشا پی 31 مورخہ 6-3-1997 میرا ہے۔ یہ

درست ہے کہ روزنامہ پاکستان کا اخباری تراشا ایگزیبٹ پی 32 مورخہ 7-3-1997 بھی میرا ہے۔ یہ درست ہے کہ روزنامہ پاکستان کا اخباری تراشا پی 33 مورخہ 12-3-1997 میرا ہے۔ یہ درست ہے کہ روزنامہ پاکستان کا اخباری تراشا ایگزیبٹ پی 34 مورخہ 18-3-1997 میرا ہے۔

نوٹ: اصل اخبار دیکھنے کے بعد وکیل مستغیث کو واپس کر دیئے گئے جیسے اور جب بھی ضرورت پڑی وہ انہیں عدالت میں پیش کرینگے۔

میں نہیں جانتا کہ مذکورہ اخباری تراشوں کو کتاب ''مرد کامل کا وصیت نامہ'' نامی کتاب ایگزیبٹ پی 20 میں دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب میری لکھی اور ترتیب دی ہوئی ہے اور مذکورہ اخباری تراشے جو میرے مضامین پر مشتمل تھے دوبارہ شائع کر دیئے گئے اس لئے کتاب کا ایڈیشن 1993 کا ہے جبکہ مذکورہ اخباری تراشے 1993 سے قبل یا 1992 کے بعد شائع کئے گئے اور میرے مضامین روزنامہ پاکستان میں شائع ہوئے۔

عدالت کے سوالات:

یہ درست ہے کہ ویڈیو کیسٹ مارک جے میں نے عدالت میں پیش کی۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ اگر فریقین کے وکلاء اور عدالت خود اسے دیکھے۔

اس مرحلے پر استغاثے کے فاضل وکیل مسٹر ایم اقبال چیمہ نے وی سی آر اور ٹیلی ویژن کا انتظام کیا ہے۔ اس فلم کو زیر دستخطی کے چیمبر میں دکھایا جائے۔

ویڈیو فلم مارک جے دکھائے جانے کے بعد میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ویڈیو مارک جے میں میرا ریکارڈ شدہ انٹرویو جہاں تک آواز اور تصاویر کا تعلق ہے شروع سے آخر تک میرے ہیں۔ میں استغاثے کی جانب سے پیش کی جانیوالی آڈیو ویڈیو کیسٹ دیکھنا نہیں چاہتا تاہم مجھے ان کیسٹوں کی نقول مل چکی ہیں۔

ویڈیو فلم مارک جے کا انٹرویو مورخہ 8 فروری 2000ء کو ریکارڈ کیا گیا۔ انٹرویو

لینے والے امریکہ سے آئے تھے۔ پھر کہا کہ وہ لوگ امریکہ اور برطانیہ کی نمائندگی کرر ہے تھے لیکن سلامتی اور حفاظتی وجوہ کی بنا پر میں ان کے نام نہیں بتا سکتا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ انٹرویو مارک جے بعد کی سوچ ہے اور اس کا مقصد صرف استغاثے کے مقدمے کی نفی کرنا ہے۔

بیان ملزم محمد یوسف بلا حلف:

دستاویز ایگزیبٹ ڈی این این ایگزیبٹ ڈی پی پی ایگزیبٹ ڈی کیو کیو' ایگزیبٹ ڈی آر آر' ایگزیبٹ ڈی ایس ایس' ایگزیبٹ ڈی ٹی ٹی' ایگزیبٹ ڈی یو یو' ایگزیبٹ ڈی وی وی' ایگزیبٹ ڈی ڈبلیوڈبلیو' ایگزیبٹ ڈی این این' ایگزیبٹ ڈی وائی وائی' ایگزیبٹ ڈی زیڈ زیڈ' ایگزیبٹ ڈی اے اے اے' ایگزیبٹ ڈی بی بی' ایگزیبٹ ڈی سی سی' ایگزیبٹ ڈی ڈی ڈی' ایگزیبٹ ڈی ای ای ای' ایگزیبٹ ڈی ایف ایف' ایگزیبٹ ڈی جی جی' ایگزیبٹ ڈی ایچ ایچ' ایگزیبٹ ڈی آئی آئی' ایگزیبٹ ڈی جے جے جے' 6-1 کی فوٹو کاپیاں پیش کرنے کے بعد میں اپنی صفائی کی شہادت ختم کرتا ہوں۔

اس مرحلے پر فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی اور مستغیث کے وکیل نے اعتراض کیا کہ ملزم کی طرف سے پیش کی جانے والی مذکورہ دستاویزات دھوکے اور جعل سازی کی پیداوار ہیں اور چونکہ دستاویز ایگزیبٹ ڈی وی وی ایک فوٹو کاپی ہے اس لئے یہ شہادت میں قابل قبول نہیں۔

ان اعتراضات کا حتمی دلائل کے موقع پر جائزہ لیا جائے گا۔ اصل دستاویزات پڑھ کر ملزم کو واپس کردی گئیں۔

15۔ پھر ملزم نے بیان کردہ دستاویزات پیش کرنے کے بعد اپنی صفائی کی شہادتیں ختم کر دیں۔

16۔ ملزم نے جو دستاویزات پیش کی ہیں ان میں ایگزیبٹ ڈی ایل اس مقدمے کے فیصلے کیلئے اہم ہے۔ اس دستاویز کے مندرجات درج ذیل دیئے جارہے ہیں۔

17۔ٹرائل کے اختتام پر میں نے ریاست کے وکیل رانا اسلم اویس فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی جن کی مدد مسٹر محمد اسماعیل قریشی' مسٹر اقبال چیمہ اور مسٹر غلام مصطفیٰ چودھری' فاضل وکلاء برائے مستغیث اور مسٹر سلیم عبدالرحمان اور مس رخسانہ لون' فاضل وکلاء برائے محمد یوسف ملزم کو سنا۔ میرے سامنے جو ریکارڈ پیش کیا گیا میں نے اس کی چھان پھٹک کی۔

18۔فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی نے جن کی مدد مستغیث کے فاضل وکیل کر رہے تھے استغاثے کا پورا مقدمہ پڑھنے کے بعد بنیادی طور پر یہ دلائل دیئے کہ ایک حساس مقدمے میں محض ایف آئی آر درج کرانے میں تاخیر استغاثے کا مقدمہ مسترد کئے جانے کا جواز نہیں بنتی۔ مزید یہ کہ استغاثے کی آڈیو وویڈیو کیسٹوں اور ٹرانسکرپٹ کی صورت میں شہادتیں قانون شہادت' آرڈر کے آرٹیکل 164 کی دفعات کو ملحوظ رکھتے ہوئے قابل تسلیم و پذیرائی ہیں اور

اس مقدمے میں ویڈیو کیسٹ فاضل وکیل صفائی نے بھی دیکھے اور اس نے ویڈیو کیسٹ میں آواز و تصویروں کی مکمل طور پر تصدیق کی اور اب جب ملزم نے ایک ویڈیو کیسٹ مارک بے خود عدالت کو مہیا کر دی ہے تو یہ ملزم کی جانب سے تقابلی جائزے سے انکار کے باوجود اس مقصد کیلئے دستیاب ہے۔اور موازنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ملزم کی پیش کردہ کیسٹ میں آوازیں اور تصویریں وہی ہیں جو استغاثے کی پیش کردہ آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں ہیں اس لئے استغاثے کی شہادتوں زبانی و دستاویزی کی بنا پر ملزم کے خلاف الزامات ثابت ہو گئے ہیں۔ فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی نے مزید کہا کہ

ملزم یوسف نے اپنے ''انا محمد'' ہونے کا دعویٰ کیا

جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے لئے ہمارے پیغمبر ﷺ کی طرح ہونے کا دعویٰ کیا۔ فی الحقیقت ملزم۔ نے واردات کا وہی طریقہ اختیار کیا جو ملزم غلام احمد قادیانی نے

مذہب اسلام کا خود کو انتہائی وفادار ظاہر کر کے اختیار کیا تھا اور جب اس کے چند پیروکار ہو گئے تو اس نے اپنی پٹڑی بدل لی اور اس کے بعد اپنے لئے مسیح موعود ولی اللہ اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ملزم یوسف مخصوص الزامات جیسا کہ الزامات میں واضح ہے' کا جواب اپنے وکیل کے ذریعے واضح انداز میں دینے میں ناکام رہا ہے۔ اس کا اپنے حق میں کوئی بھی ایک گواہ کو جرح کیلئے پیش کرنے میں ناکام رہنا مقدمے کے حقائق کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔

19۔ فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی اور مستغیث کے وکلاء نے بعض رپورٹڈ مقدمات کا جن میں درج ذیل مقدمات شامل ہیں' اپنے ائل کی تائید میں حوالہ دیا۔

پی ایل ڈی 1985 کراچی 229' پی ایل ڈی 1984 لاہور 484' 1997 ایس سی ایم آر۔632' پی ایل ڈی 1991 ایف ایس سی۔10 صفحات 26' پی ایل ڈی 1994 لاہور 485' 488' 491' 505' 509' 514' 1971' پی سی آر ایل۔602-1 لاہور 1987' پی سی آر ایل جے 1204 لاہور' اے آئی آر 1936 پشاور 106' پی ایل جے 1990' سی آر ایل مقدمات کراچی 340' 1995' پی سی آر ایل جے 459 پشاور' آل انگلینڈ لاء رپورٹس 1965 صفحات 464' 1995' ایم ایل ڈی 1486 لاہور' پی ایل ڈی 1985 کراچی 229 کتاب بعنوان ''خطبات ختم نبوت'' مصنف مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (متنبی کذاب اور توہین انبیاء) صفحہ 249 کتاب عنوان ''مجموعہ الہامات تذکرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' مصنف جلال الدین شمس صفحات 102' 276' 396 اور 620' بلیک لاز ڈکشنری صفحہ 311' (کاروبریٹنگ ایویڈینس) لاز لیکسیکون صفحہ 538' (کورٹنیس آف آرڈر) صحیح البخاری راوی ابو ہریرہؓ حدیث 9.122' کتاب ''سرالاسرار'' تحریر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ صفحہ 223 اور کتاب عنوان ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' تحریر پروفیسر محمد الیاس برنی

صفحات 253‘ 258‘ 260‘ 265 اور 267۔

20۔ فاضل وکلا صفائی مسٹر سلیم عبدالرحمان اور مس رخسانہ لون نے استغاثے کی جانب سے پیش کیے جانے والے دلائل کی مخالفت کی اور کہا کہ ایف آئی آر کے اندراج میں غیر معمولی تاخیر ہوئی ہے جس کی استغاثے کی جانب سے وضاحت نہیں کی گئی مزید یہ کہ استغاثے کی شہادتیں قابل انحصار نہیں۔ یہ کہ ویڈیو کیسٹ اور ان کے ٹرانسکرپٹ فرضی اور جعلی دستاویز ہیں مزید برآں قانون شہادت کے حکم آرٹیکل 164 کی دفعات کو ملحوظ رکھتے ہوئے شہادت کا یہ حصہ قابل ادخال نہیں۔ مزید یہ کہ ڈائری کے صفحات فوٹو کاپیاں ہیں اس لئے ماہر تحریر یا ان کے مصنف کی غیر موجودگی میں شہادت کا یہ حصہ قابل انحصار نہیں۔ رسالہ تکبیر ریکارڈ پر لایا گیا ہے لیکن اس کے لکھنے والے کو پیش نہیں کیا گیا ہے اس لئے ہر مرحلے پر استغاثے کی شہادت مشکوک ہے۔ استغاثے کے گواہوں کے بیانات میں ترامیم واضافے ہیں اور وہ دشمنی‘ رقابت اور لالچ کی بنا پر ملزم کے خلاف پیش ہوئے ہیں۔ اس بنا پر ملزم شک کا فائدہ دیئے جانے کا مستحق ہے۔ انہوں نے صفائی کے موقف کا جیسا کہ ملزم کے بیان سے ظاہر ہے اور دستاویزی شہادتوں پر بھی روشنی ڈالی اور درج ذیل رپورٹڈ مقدمات کا حوالہ دیا۔

1995 ایم ایل ڈی‘ 1485‘ اے آئی آر 1964 ایس سی 72-1987 ایم ایل ڈی 2425‘ پی ایل ڈی 1984 لاہور۔ 67‘ پی ایل ڈی 1997 ایس سی 109‘ 1974‘ پی ایل ڈی لاہور 452‘ پی ایل ڈی 1979‘ ایس سی‘ اے جے کے 78‘ پی ایل ڈی 1970‘ ایس سی 10‘ پی ایل ڈی 1964‘ ایس سی 81 پی ایل ڈی 1996 لاہور‘ 406‘ 1996‘ پی سی آر ایل جے 1076‘ 1993‘ ایس سی 1405‘ اے آئی آر 1951 کلکتہ 123 اور 581‘ 1993‘ ایس سی ایم آر 153‘ 1995‘ ایم ایل ڈی 666‘ پی ایل ڈی 1991‘ ایف ایس سی 10‘ 1983‘ پی سی آر‘ ایل جے 823‘ پی ایل ڈی 1963‘ ایس سی 17 پی ایل

1963 کراچی 76' 1974' پی سی آر ایل جے 400' پی ایل ڈی 1964' ایس سی 26' 1993' ایس سی ایم آر 550' 1989' پی سی آر ایل جے 1956' پی ایل ڈی 1994 لاہور 485' اور پی ایل ڈی 1964 ایس ای 26۔

21۔ملزم نے اپنے وکیل کے ذریعے کتابوں کا بھی حوالہ دیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔زیارت نبی بحالت بیداری مصنف سید محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ صفحہ 6 اور 52

(2) آب حیات مصنف مولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ 2

(3) ارمغان شاہ ولی اللہ مصنف پروفیسر محمد سرور صفحہ 281

(4) ذکر جمیل مصنف مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صفحات 105 اور 111

(5) مدارج النبوت مصنف حضرت علامہ شیخ عبدالحقؒ صفحات 54' 781' 788' 1050' 1052' 1057' 1058' 1063' 1067' 1071' 1072' 1074' 1076 اور 1077۔

(6) سرور دلبراں مصنفہ حضرت شاہ سید محمد ذوقیؒ صفحات 37' 39' 73' 75' اور 293

(7) مکتوبات امام ربانی مصنفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اردو ترجمہ از مولانا محمد سعید احمد نقشبندی صفحات 524' 548 اور 622

(8) مظہر جمال مصطفیٰ مصنفہ صوفی سید نصیر الدین ہاشمی صفحات الف' 51' 145' 162

(9) شریعت و طریقت مصنفہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ صفحات 117' 354' 368 اور 420

(10) گنجینہ درود شریف مصنفہ محمد اسلم نقشبندی صفحہ 197'

(11) الامداد مصنفہ محمد رفیق احمد ایگزیبٹ ڈی جے جے صفحہ 35

(12) خطبات ختم نبوت مصنفہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صفحہ 175

(13) مکتوبات امام ربانی مصنفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اردو ترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی صفحات 87' 95' 117' 141 اور 162

(14) خون کے آنسو مصنفہ حکیم مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی صفحہ 87

(15) خزینہ معرفت مصنفہ حضرت محمد ابراہیم قصوری صفحات 3' 347' 388 اور 392

(16) مکتوبات امام ربانی مصنفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اردو ترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی صفحات 5' 63' 87' 141' 144 اور 148

(17) الحریقہ المختوم مصنفہ مولانا صفی الرحمان مبارک پوری صفحات 83 اور 616

(18) سیرت غوث اعظمؒ مصنفہ حضرت عبدالرحیم خاں قادری صفحات 63 اور 199

(19) روضۃ القیومیہ مصنفہ حضرت خواجہ محمد احسان صفحات 171' 173' 175' 178 اور 288

(20) قصر عرفان مصنفہ شیخ مولوی احمد علی چشتی صفحات 14' 54 اور 58

(21) مکتوبات امام ربانی مصنفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اردو ترجمہ حضرت محمد سعید احمد صفحات 42' 44' 104 اور 113

(22) تعبیر الرویا مصنفہ علامہ ابن سیرین صفحہ 78

(23) صحیح بخاری ترجمہ حضرت محمد وحید الزمان صفحات 80 اور 82۔

22۔ بنیادی طور پر دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ایک مسلمان کا ایمان کیا ہے۔ مسلمان کا ایمان قرآن حکیم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی خدا (عبادت اور اطاعت کے

قابل) نہیں سوائے ایک اللہ کے اور محمدؐ اس کے پیغمبر ہیں۔ فی الحقیقت قرآن کے معنی بالفرض دیگر ایک اعتراف ہے جو اسلام کا ابلاغ کرتا ہے لیکن اگر کوئی اس اعتراف کو میکانکی طور پر' چالاکی کے انداز میں یا کسی چیز کو اپنی جانب سے ظاہر کر کے دہراتا ہے اسے مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ یہ اعتراف دو حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ لا الہ الا اللہ ہے جو اللہ کی توحید کی تصدیق ہے اسکا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی دوسرا عبادت اور اطاعت کے قابل نہیں۔ فی الحقیقت اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی حقیقی بادشاہ (سچا بادشاہ) ہے جس کے اسمائے حسنٰی درج ذیل ہیں۔

اللہ' الرحمٰن' الرحیم' الملک' القدوس' السلام' المومن' المھیمن' العزیز' الجبار' المتکبر' الخالق' الباری' المصور' الغفار' القہار' الوہاب' الرزاق' الفتاح' العلیم' القابض' الباسط' الخافض' الرافع' المعز' المذل' السمیع' البصیر' الحکم' العدل' اللطیف' الخبیر' الحلیم' العظیم' الغفور' الشکور' العلی' الکبیر' الحفیظ' المقیت' الحسیب' الجلیل' الکریم' الرقیب' المجیب' الواسع' الحکیم' الودود' المجید' الباعث' الشہید' الحق' الوکیل' القوی' المتین' الولی' الحمید' المحصی' المبدی' المعید' المحی' الممیت' الحی' القیوم' الواجد' الماجد' الواحد' الاحد' الصمد' القادر' المقتدر' المقدم' الموخر' الاول' الآخر' الظاہر' الباطن' الوالی' المتعال' البر' التواب' المنتقم' العفو' الرؤف' مالک الملک' ذوالجلال والاکرام' المقسط' الجامع' الغنی' المغنی' المانع' الضار' النافع' النور' الہادی' البدیع' الباقی' الوارث' الرشید' الصبور۔

کلمے کا دوسرا حصہ محمد رسول اللہ پر مشتمل ہے کہ محمد اللہ کے پیغامبر ہیں اس لئے محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کی رہنمائی کیلئے تخلیق کیا اور انہوں نے جو کچھ سکھایا' یا جو تبلیغ کی مثلاً قرآن حکیم کے تقدس کی' فرشتوں کی موجودگی کی' یوم آخرت پر یقین کی' موت بعد حیات کی' فیصلے کے دن کی' جنت اور جہنم میں لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق بھیجے جانے کی سو فیصد سچی اور مصدقہ ہیں۔ اللہ نے بہت سی تصویریں بنائیں۔ بالفرض دیگر قوموں اور معاشرے

کیلئے اپنے پیغمبر بھیجے لیکن آخری تصویر حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محبوب خدا قرار دیا جن کے نام درج ذیل ہیں۔

محمد' احمد' حامد' محمود' قاسم' عاقب' فاتح' شاہد' حاشر' رشید' مشہود' بشیر' نذیر' داع' شاف' ہاد' مہد' ماح' منج' ناہ' رسول' نبی' امی' تہامی' ہاشمی' ابطحی' عزیز' حریص علیکم' رؤف' رحیم' طہٰ' مجتبیٰ' طس' مرتضیٰ' حم' مصطفیٰ' یٰس' اولیٰ' مزمل' ولی' مدثر' متین' مصدق' طیب' ناصر' منصور' مصباح' امر' حجازی' نزاری' قرشی' مضری' نبی التوبہ' حافظ' کامل' صادق' امین' عبداللہ' کلیم اللہ' حبیب اللہ' نجی اللہ' صفی اللہ' خاتم الانبیا' حسیب' مجیب' شکور' مقتصد' رسول الرحمۃ' قوی' حفی' مامون' معلوم' حق' مبین' مطیع' رسول الراحۃ' اول' آخر' ظاہر' باطن' نبی الرحمہ' یتیم' کریم' حکیم' خاتم الرسل' سید' سراج' منیر' محرم' مکرم' مبشر' مذکر' مطہر' قریب' خلیل' مدعو' جواد' خاتم' عادل' شہیر' شہید' رسول الملاحم۔

اللہ نے اپنے پیارے پیغمبر کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ سورہ احزاب آیت نمبر 10 کا حوالہ دیا جاتا ہے جو یوں ہے۔

''محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں وہ اللہ کے پیغمبر اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہمیشہ سب کچھ جاننے والا ہے''

اللہ خود اور اس کے فرشتے حضرت محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ بھی حضرت محمدؐ پر درود بھیجیں۔ اس بارے میں سورہ احزاب کی آیت نمبر 56 کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کا ترجمہ یوں ہے۔

''اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر' اے ایمان والوں تم بھی ان پر احترام کے ساتھ رحمت درود اور سلام بھیجو''

25 ۔ پہلے ہم قرآن سے رہنمائی لیتے ہیں جو مسلمانوں کیلئے علم کا حقیقی ذریعہ ہے۔ اس لئے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اگر کوئی ان کے بعد پیغمبر ہونے یا ان کے ساتھ مشابہت یا نبوت کے

تسلسل کا دعویٰ کرتا ہے وہ یا تو مسیلمہ کذاب ہے یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے وہ اللہ کا پیغمبر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ کافر و مرتد ہے اور پاکستان کے قانون کے تحت مستوجب سزا ہے۔

26۔ اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر اسلامؐ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ حوالہ سورہ احزاب آیت نمبر 56 جو یوں ہے۔

''اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر اسلام پر درود بھیجتے ہیں اس لئے اے ایمان والو تم بھی ان پر احترام کے ساتھ رحمت درود و سلام بھیجو''

27۔ اب فیصلہ طلب نقطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے اور پھر اگر کوئی شخص اسلام کے بارے میں اپنے علم کے بل بوتے پر اللہ رب العزت اور پیغمبر اسلامؐ کی تحریف کر کے پٹڑی سے اتر جاتا ہے اور اپنے ''انا محمد'' ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا یہ ممکن ہوگا کہ اللہ رب العزت اس شخص کیلئے اپنی رحمتیں نازل فرمائے؟ یقیناً نہیں۔ سورہ احزاب کی منشا کے مطابق درود شریف صرف پیغمبر اسلامؐ ہی کیلئے مخصوص ہے اور منطقی استدلال یہ واضح کرنے کیلئے کافی ہے کہ ہمارے پیغمبرؐ کے بعد کسی بھی صورت میں کسی بھی طریقے سے اور کسی بھی طرح کوئی پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ اللہ رب العزت نے ہمارے پیغمبر کو جو اعلیٰ ترین اعزاز مرحمت فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے اپنے ذکر کے ساتھ حضرت محمدؐ کا ذکر لازم قرار دے دیا ہے اور تب کہیں جا کر کلمہ مکمل ہوتا ہے۔

28۔ کیا کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کا تصور کر سکتا ہے جو کسی بھی شکل میں اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور خود کو حضرت محمدؐ سے مقابلے کیلئے آگے لایا ہو تو کیا اللہ رب العزت اور فرشتے ایسے شخص پر بھی اپنی رحمتیں اور درود بھیجیں گے؟ یہ ناممکن ہے۔ فی الحقیقت ایسا شخص مرتد اور کافر ہے۔

29۔ مرتد سے مراد ایسا شخص ہے جو اپنے مذہبی عقیدے سے ہٹ جائے اس

طرح گویا اللہ رب العزت کے وقار کو مجروح کر رہا ہو۔ اسکی آیات اور اس کے پیغمبر کو جھٹلا رہا ہو۔ ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی اور اسے تعزیری قانون کے تحت سزا دی جائے گی۔

30۔ بے حرمتی اور توہین کے الفاظ تو انتہا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات یا پیغمبر اسلامؐ سے تو محض ''دل لگی'' بات اور مذاق (ہنسی) کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے اگر کوئی شخص آج کل ایسی دستاویز پیش کرے اور دعویٰ کرے اور کہے کہ اسے یہ دستاویز پیغمبر اسلامؐ کی جانب سے بھیجی گئی ہے اور اس کی توثیق تمام اولیائے کرام نے کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے خود کو بات (دل لگی) اور مذاق (ہنسی) میں ملوث کیا ہے اور ایسا شخص یقینی طور پر کافر و مرتد ہے۔

اس کا حوالہ سورہ توبہ کی آیات نمبر پینسٹھ اور چھیاسٹھ میں دیا گیا ہے۔

31۔ یہ ایسا مقدمہ ہے جس میں ملزم پر الزام ہے کہ اس نے اپنے آپ کو ''انا محمد'' کہا' اپنے اہل خانہ کو اہل بیت اور اپنے پیروکاروں کو اصحاب رسول کہا۔ باقی الزامات سے قطع نظر کہ اس مقدمے سے لوگوں کے مذہبی جذبات وسیع پیمانے پر مجروح ہوئے یہ کوئی ایسا مقدمہ نہیں کہ خاندان کے لوگ جسمانی طور پر زخمی ہوئے یا ٹریفک کا کوئی حادثہ پیش آیا اور ان کے بیانات کا جائزہ لیا جاتا تاکہ ان کی ایک دوسرے سے مطابقت تلاش کی جاسکے۔ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس میں ایک گواہ کے بیان کا تجزیہ خود اس کے اپنے بیان کی روشنی میں ہونا ہے خواہ یہ بیان دوسروں سے مطابقت رکھتا ہو یا نہ۔

(مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ قربانیوں سے بھرپور ہے)

اس بنا پر کہ دو یا تین گواہ کراچی کے رہنے والے ہیں جبکہ باقی لاہور کے رہائشی ہیں اور مذہبی معاملے کی بنا پر وسیع پیمانے پر مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے جس کی بنا پر مجلس تحفظ ختم نبوت نامی مذہبی جماعت نے یہ مسئلہ اٹھایا جس کی تاریخ اللہ رب العزت کے نام اور پیغمبر اسلامؐ کی محبت میں قربانیوں سے بھرپور ہے اور فی الحقیقت

اس جماعت سے متعلق مذہبی علماء خواہ وہ وکیل ہوں یا کچھ اور' ان کی کوششوں اور جدوجہد پاکستان کی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 295 سی میں تبدیلی لائے جانے کا سبب بنی اور یہ مقدمہ اسی جماعت کے نمائندے محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ذریعے لایا گیا ہے۔ میرے خیال میں گواہ کے بیان کی تصدیق اور اس کے قابل بھروسہ ہونے کے بارے میں اس کے حالات کی روشنی میں ہی جائزہ لینا ہوگا کیونکہ تعزیر وسزا تو صرف ایک سچے گواہ کی شہادت پر بھی دی جاسکتی ہے۔ قانون گواہوں کی تعداد کی بجائے شہادت کی کوالٹی کا متقاضی ہے۔ میں اس ضمن میں اپنی بات یوں واضح کروں گا کہ اگر کچھ ڈاکوؤں نے جنگل کے ایک کونے میں ایک شخص کو لوٹا ہو تو دوسرے کونے میں واردات کی تائیدی شہادت کہاں سے آئے گی؟ اس لئے حالات کے مطابق متاثرہ شخص کی بتائی ہوئی تفصیلات ہی کو یا تو قبول کرنا ہوگا یا انہیں مسترد کرنا ہوگا۔

32۔ یہاں اس مقدمے میں ایسا کوئی تنازع نہیں کہ ملزم یوسف علی کو ولی' ابدال' قیوم یا قطب قرار دیا جانا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کی جانب سے حوالے کے طور پر بتائی گئی بعض کتابیں مثلاً سیکرٹ آف سیکرٹس زیرغور لائی جاسکتی تھیں۔ دوسری صورت میں یوں بھی اس نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے وہ موضوع سے متعلق نہیں اور نہ ہی وہ قرآن حکیم سے بالاتر ہیں جو قانون اور علم کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔

33۔ اب یہ پہلو قابل غور ہے کہ آیا سب سے پہلے استغاثے کا مقدمہ لیا جائے یا شہادتوں کی بنیاد پر پہلے ملزم کا موقف لیا جائے اور رسمی طور پر استغاثے کو اپنا مقدمہ ثابت کرنا ہے لیکن یہاں میں ملزم کی شخصیت کے جائزے کیلئے اس کے بیان کے جائزے کو ترجیح دوں گا۔

34۔ ملزم نے اپنے حلفی بیان میں کہا ہے کہ مذہب پر اس کا ایمان حضرت ابوبکر صدیقؓ' اہل بیت اور اولیائے کرام جیسا ہے اور اس کا مشن انسانی کمال (احسن تقویم) کے ذریعے عالمی امن ہے جسے ورلڈ اسمبلی اور امن اور احیائے اسلام کے نام

سے جانا جاتا ہے۔اس نے مزید کہا ہے کہ جب وہ عشق محمدؐ کی بات کرتا ہے تو وہ صوفیائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا پسند کرے گا۔ جب اسے اسلام کے دشمنوں کے خلاف جدوجہد کرنا ہوگی وہ جماعت اسلامی کیمپ میں جانا پسند کرے گا۔ جب اسے نعتیں سننا ہوں گی تو وہ بریلویوں کی محفل میں جانا پسند کرے گا۔ جب اسے اہل بیت کے بارے میں اچھا وعظ سننا ہوگا تو وہ شیعوں کے پاس جانے کو ترجیح دے گا اور غیر معمولی کارکردگی کیلئے اسے دیوبند کا طالب علم بننا ہوگا۔ اگر اسے توحید کی بات کرنا ہے تو وہ اہل حدیث کے کیمپ میں جائے گا۔ بالالفاظ دیگر تمام مسلمانوں کے پاس اچھا علم جزوی طور پر ہے۔ کسی کے پاس مکمل علم نہیں۔ مکمل علم حضرت محمد ﷺ کے قدموں کے نیچے ہے۔ اس نے اپنے موقف کی تائید میں بہت سی سورتوں کا حوالہ دیا ہے۔ اگر اس کے بیان کا جیسا کہ اوپر حوالہ دیا گیا ہے قرآن حکیم کے حوالوں اور کتاب قانون توہین رسالت مصنفہ محمد اسماعیل شجاع آبادی کی کتاب کے صفحہ 28 کے حوالوں کے باوجود گہرائی میں جائزہ لیا جائے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی تمام سورتیں سچی ہیں لیکن اس کے بیان کا مقصد مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کی یہ کہہ کر مذمت کرنا ہے کہ ہر مکتب فکر کے پاس جزوی علم ہے۔

فی الحقیقت ملزم کا مشن اس موقف کے ذریعے لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانا ہے کہ وہ ہر جگہ ہے۔ جبکہ حقیقی صورت یہ ہے کہ ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والا مسلمان جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اس پر ایمان رکھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جب مسلمان کا یہ ایمان ہو تو مختلف مکاتب فکر کی مذمت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ ایسی بات کو یہ کہہ کر برا تسلیم کرتا ہے کہ کسی کے عیب اس کی غیر موجودگی میں بتانا غیبت اور چغلی ہے اس لئے وہ کسی کی خامی نہیں بتائے گا وہ بالواسطہ طور پر یہ کہہ کر مختلف مکاتب فکر کی مذمت کر رہا ہے کہ اگر اسے نعت سننا ہے تو وہ بریلویوں کی محفل میں بیٹھنا پسند کرے گا۔ ایسا ہی معاملہ اہل حدیث اور جماعت اسلامی والوں سے ہے۔ اس نے

قرآن حکیم کے تمام تراجم پر نکتہ چینی کی ہے کہ تمام قرآن حکیم کے تمام تراجم غلط اور ناقص ہیں لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ اس نے قرآن حکیم کا صحیح ترجمہ لکھا ہے۔ جب اس سے اس کے عربی سے متعلق علم کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ وہ کسی حد تک عربی جانتا ہے۔ مزید آگے بڑھ کر اس نے بتایا کہ

"اس کی پیدائش سے قبل اس کے والدین کے مرشد اور پیغمبر اسلامؐ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ اس کا پیغمبر اسلام سے خوابوں اور مشاہدے کے ذریعے رابطہ ہے اور گو کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے تاہم اس کے مطابق یہ دوسروں کے لئے قابل اعتراض نہیں اور اس نے اس حقیقت کا ذکر اس بنا پر کیا کہ اس کی بات چیت میں تمام اصطلاحات وہی ہیں جو اسے پیغمبر اسلامؐ سے ملی ہیں۔ مثال کے طور پر عربی میں اہل بیت بالعموم استعمال ہوتا ہے اور اہل بیت رسول کا نام مخصوص ہے اس لئے اہل بیت کا لفظ کسی کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ کہ اسے پیغمبر اسلامؐ کی مثال کے مطابق ہونا چاہیے اور اگر کوئی پیغمبر اسلامؐ جیسا ہے تو یہ بے حرمتی اور توہین آمیز نہیں اور اگر کوئی پیغمبر اسلامؐ کے مطابق نہیں تو یہ توہین آمیز ہے اور اس بنا پر خوشخبری اور خوشی کے طور پر اس کا نام "محمد" تجویز کیا گیا لیکن بعد میں بڑوں اور علماء کی رہنمائی پر کہ یہ نام پاکستانی معاشرے میں مشکلات کا سبب بنے گا اسی لئے یوسف علی کے الفاظ نام محمد میں شامل کر دیئے گئے۔ اس کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس نے اپنی پیدائش خدا کے پیغمبرؐ جیسی بتانا چاہی۔"

مزید برآں یہ ظاہر کرنے کیلئے ایسا کوئی ثبوت نہیں کہ اس طرح بقول اس کے کہ اگر وہ حضرت محمدؐ ہے وہ گستاخ نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کوئی پیغمبر اسلامؐ جیسا ہونے کا دعویٰ کیونکر کر سکتا ہے؟ جبکہ ہم پیغمبر اسلامؐ کے ادنیٰ غلام ہیں۔ اس نے یوسف علی کا نام اپنے نام محمد میں اضافہ کر لیا۔ اپنے اس موقف کے بعد کہ پاکستان کی تہذیب و معاشرہ محمد کا مفرد نام قبول نہیں کرتا اس کا یہ موقف تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اگر ایسا نیک نیتی سے ہے اور کسی شخص کا نام محض محمد تجویز کیا جاتا ہے تو کوئی اس پر احتجاج نہیں کرے گا

لیکن اگر محمد کا نام حضرت محمدؐ جیسا ظاہر کرنے کیلئے تجویز کیا گیا ہے یہ سادہ نام محمد انتہائی قابل اعتراض ہے۔ اس نے مزید کہا کہ پیغمبر اسلامؐ نبوت کی انتہا ہیں۔ اسی طرح ان کے پیروکار بھی انسانیت کی انتہا کو پہنچ سکتے ہیں۔ حضرت محمدؐ کے ساتھ محبت کتنی ہی انتہا کو کیوں نہ پہنچ جائے

ہر کسی کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح ایک حیوان انسان نہیں بن سکتا اسی طرح کوئی انسان اللہ کا پیغمبر نہیں بن سکتا اور اللہ کے تمام پیغمبر حضرت محمدؐ نہیں بن سکتے جہاں تک بھیدوں کا تعلق ہے یہ بات اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ محبوب خدا اللہ محبّ ہے اور پیغمبر اسلام حبیب' اس لئے محبّ اور حبیب کے درمیان کوئی راز نہیں۔ یہ غلط ہے کہ اللہ اور اس کے پیغمبرؐ کے درمیان کوئی راز نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ملزم کا یہ بیان مذہبی نقطہ نظر سے قابل اعتراض ہے اس کے علاوہ

وہ خود کسی دلیل یا ثبوت کے بغیر پیغمبر اسلامؐ کا خلیفہ ہونے کا دعویٰ محض ایک دستاویز اگیز بیبٹ ڈی ایل کی بنیاد پر کرتا ہے جو کمپیوٹرائزڈ / ٹائپ شدہ ہے اور اسے اس مقدمے کی سماعت کے دوران محض چالیس روز قبل دی گئی۔

یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ملزم عقل یا شعور نہیں رکھتا۔ فی الحقیقت اس کی عقل پرکھنے کیلئے اس کے بیان کا استغاثے کے مقدمے سے پہلے جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس بات کی وضاحت کیلئے کہ کس نے اور کب لفظ صحابی استعمال کیا۔ ملزم کے مطابق صحابی ایسا شخص ہے جسے حالت ایمان میں پیغمبر اسلامؐ کی صحبت میسر آئی ہو اگر وہ صحابی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس نے کہا کہ صحابی سے مراد محمد بن عبداللہ' رسول اللہ کا ساتھی ہے تاہم پیشگی احتیاط کے ساتھ صحابی کا لفظ اہل بیت کے رہنماؤں کے ساتھیوں کیلئے بھی استعمال ہوا ہے اسی طرح حضرت غوث الاعظم نے

بھی یہ لفظ اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ درست نہیں کہ ہم بالعموم اپنے دوستوں کو ساتھی نہیں کہتے اور صحابی کا مطلب کچھ اور ہے اور صحاب رسول کا مطلب کچھ اور ہے۔ اس کی جانب سے دی گئی یہ وضاحت خود ذو معنی ہے اور فی الحقیقت اس نے اپنے دوساتھیوں کو صحابی کہنے کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کوئی سچا مسلمان ہے تو اسے ایسی اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے جو دوسروں کو انتشار میں مبتلا کر دے۔ جرح کے دوران اس نے کہا کہ وہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا ''علی نامہ'' کتاب اسے سید مسعود رضا نے پیش کی تھی اگر یہ کتاب ''علی نامہ'' پی 14 پڑھی جائے تو اس میں بہت سی چیزیں قابل اعتراض نظر آئیں گی۔ مثال کے طور پر نظم پی 9 ''الٰہی پرواردے اپنی جوانی'' حصہ اے تا اے اور بی تا بی انتہائی قابل اعتراض ہیں

کتاب میں ان الفاظ میں جن سے یوسف علی کو مخاطب کیا گیا ہے

('' ً '' برائے صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا گیا ہے۔

کیونکہ ان الفاظ پر جن سے یوسف علی کو مخاطب کیا گیا ہے ص برائے صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا ہے۔ فی الحقیقت وہ اس کتاب کے پیش کئے جانے کی تردید نہیں کر سکتا اور اس بارے میں اس کی جانب سے لاعلمی کا اظہار معنی خیز ہے کیونکہ وہ مذکورہ کتاب کے مصنف سید موسیٰ رضا کو یقینی اور اعترافی طور پر جانتا ہے۔ آخر میں اس نے اس ضمن میں کہا ہے کہ اس کے سامعین کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے اس کا ان الفاظ سے کوئی تعلق نہیں جس سے انہوں نے اسے مخاطب کیا ہے۔ اس کی جانب سے دی جانیوالی یہ وضاحت انتہائی قابل اعتراض ہے جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اس کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ص ڈال دے تو وہ تسلیم اور قبول کرے گا۔ فی الحقیقت اسے کہنا چاہیے تھا کہ وہ ان افراد کو مسترد کرتا ہے اور ان کی مذمت کرتا ہے لیکن اس نے ابھی تک عدالت میں بھی اس بارے میں بیان دینے کے باوجود ایسا نہیں کہا۔

بہر حال اس نے بعد میں جرح کے دوران تسلیم کیا کہ اس بات کا امکان ہے کہ اس کی شاعری ''علی نامہ'' میں شامل کر دی گئی ہو۔ اس طرح اس نے بالواسطہ طور پر کتاب ''علی نامہ'' ایگزیبٹ پی 14 کے بارے میں علم ہونا تسلیم کر لیا ہے اسی طرح اس نے کتاب بعنوان ''بانگ قلندری'' ایگزیبٹ پی 16 کے بارے میں بھی لاعلمی کا اظہار کیا اور اس کتاب پی 16 میں درج شاعری کے بارے میں اپنی لاعلمی ظاہر کی جو وہی ہے جو کتاب ''علی نامہ'' میں دی گئی ہے۔

فی الحقیقت یہ بات واضح کرتی ہے کہ وہ کچھ چھپا رہا ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ اس کی پیدائش جڑانوالہ کے کس گاؤں میں ہوئی تو اس نے کہا کہ اسے اس گاؤں کا نام یاد نہیں۔ اس نے سرکاری طور پر درج اپنی تاریخ پیدائش یکم اگست 1949 بتائی۔ اس نے بتایا کہ اس نے اپنی پرائمری تعلیم جڑانوالہ کے ایک سکول سے شروع کی۔ میٹریکولیشن جڑانوالہ کے ایک سکول سے کیا اور یہ کہ وہ شوال میں پیدا ہوا اور اس نے اپنی تاریخ پیدائش کبھی 9 ربیع الاول نہیں بتائی اور پیغمبر اسلامؐ کی تاریخ پیدائش 12 ربیع الاول اور 9 ربیع الاول بتائی اور اس نے بتایا کہ اسے اس پر اختلاف ہے لیکن بعد میں کہا کہ دونوں درست یا غلط ہو سکتے ہیں۔ یہاں یہ واضح کیا جانا چاہیے کہ اگر وڈیو کیسٹ دیکھی جاتی ہے تو اس میں ملزم نے پیغمبر اسلامؐ کی تاریخ پیدائش 9 ربیع الاول بتائی ہے۔

یہ بات حیران کن ہے کہ اس نے جڑانوالہ کے ایک سکول سے میٹریکولیشن کی لیکن وہ اپنے گاؤں کا نام نہیں جانتا: جج کے ریمارکس

فی الحقیقت اس نے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی ہے تاکہ کوئی یہ نہ جان سکے کہ آیا وہ محض راجپوت ہے یا کچھ اور جرح کے دوران اس نے بتایا کہ عربی بھی آپشنل مضمون کی حیثیت سے شامل تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اسے عربی زبان کے بارے میں کوئی تفصیلی علم نہیں پھر وہ کیونکر یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ماضی میں کیے گئے قرآن حکیم

کے تراجم درست نہیں؟ فی الحقیقت یہ قرآن حکیم پر حملہ ہے اور اس کا مقصد عوام الناس کو ایک دوسرے زاویے اور طریقے کی جانب موڑنا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا تھا جو پہلے اسلام کا نہایت وفادار رہا لیکن بعد میں جب اس کے بعض پیروکار اس کے ساتھ ہو گئے تو وہ بدل گیا۔

ملزم نے اپنی شخصیت کو چھپانے کیلئے جرح میں مزید کہا کہ اس کی تعلیمی اسناد' پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ گم ہو گئے ہیں کیونکہ اس کے گھر کو آگ لگائے جانے کا واقعہ پیش آیا تھا جس کے نتیجے میں اس کا سامان ادھر ادھر بکھرا ہوا ہے اس لئے اسے یاد نہیں کہ اس کی تعلیمی اسناد کہاں پڑی ہیں؟ آتش زدگی کی وضاحت کرتے ہوئے اس نے کہا کہ یہ محض اپریل 1997 میں کی جانیوالی ایک کوشش تھی اسی لئے اس کے اہل خانہ مختلف مقامات پر منتقل ہو گئے۔ اس نے مزید کہا کہ اس نے اس واقعہ کی پولیس کے پاس رپورٹ نہیں کرائی۔ یہاں بھی اس نے اپنی تعلیمی اہلیت کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ فیصلے کی فائل کے صفحہ 27 پر درج کی جانیوالی جرح سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس نے مسعود رضا کی شادی میں 26-12-1992 کو شرکت کی تھی۔

جس نے کتاب ''علی نامہ'' لکھی اس لئے یہ بات حیرت انگیز ہے کہ اسے کتاب کے بارے میں علم نہیں تھا تاہم بعد کے مرحلے پر اس نے کہا کہ اس نے نظم کا حصہ اے تا اے اور بی تا بی نظم پی 19 کا حصہ ہونے کے طور پر سنی ہے جو مسعود علی رضا کی لکھی ہوئی کتاب ''علی نامہ'' میں شامل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اپنے بیان کو کس طرح توڑا موڑا جا سکتا ہے۔ ''علی نامہ'' کے موضوع پر اس نے مزید آگے جا کر تسلیم کیا کہ نظم الف تا الف اور جی تا جی بظاہر قابل اعتراض ہیں اور اس نے شعر سنا کر اپنی حیثیت کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی۔

جان من بھی ہے
یوسف بھی ہے علی بھی ہے اور گل بدن بھی ہے

ہے جسم بھی اور جان بھی اور جان من بھی ہے
مرتے ہیں رشک سے بت کافرادا تمام
حسن ازل کا یار میں وہ بانکپن بھی ہے
ہے سرو قد لالہ فام سرتاپا بہار
زہرہ جبیں کے جام میں رنگ چمن بھی ہے
اک نشہ بے نام وہ اک سکر کا عالم
جام سفال میں میرے ناب کہن بھی ہے
آزاد دو جہاں سہی مسعود آشنا
آغوش یار ہے جہاں اپنا وطن بھی ہے
ہستی موہوم کو بھی نظرجاناں کردیا
اک علی نے ساراعالم یوسفتاں کردیا
حسن خود آراء تھا اب تک طورپر جلوہ نما
آپ نے اے جان من اس کوبھی عریاں کردیا
دشت وحشت میں جو مرجھائے ہوئے کچھ پھول تھے
نقش پائے ناز نے ان کو بھی خندہ کردیا
کتنا سونا یہ قفس تھاان کی یادوں میں مگر
پیکر خاکی کو بھی رشک گلستاں کردیا
اپنی بے رنگی پر ان کو ناز تھا لیکن رضا
ہم نے ہر ایک رنگ میں ان کو نمایاں کردیا

35۔اس نے جرح کے دوران کہا کہ اس کا باپ جوہری اور کاشتکار تھا۔ پہلے پہل اس کی دکان لاہور میں تھی پھر اس کا باپ جڑانوالہ منتقل ہوگیا اور یہ کہ اس کا باپ جائیداد کا مالک تھا جس کی تفصیلات اسے معلوم نہیں لیکن اس کے باپ نے

جائیداد تقسیم کر دی تھی جب وہ بچہ تھا اور اس کے باپ نے ان کے لئے کوئی جائیداد نہیں چھوڑی سوائے ایک مکان کے جو اس کی ایک بہن کو دے دیا گیا۔ اپنی ملازمت کے بارے میں اس نے کہا کہ وہ ڈیفنس فورسز میں **1966** میں شامل ہوا اور اس میں **1977** تک رہا۔ مسلح افواج میں اس کا آخری عہدہ کیپٹن کا تھا اس لئے اس کی آمدنی کا ذریعہ کیپٹن کے عہدے کی تنخواہ تھی اور آمدنی کا دوسرا ذریعہ اس کی بیوی کو وراثت میں ملنے والی جائیداد تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے فوج سے استعفیٰ دیا اس کے پاس کوئی بڑی رقم نہیں تھی جس سے وہ کسی قسم کا کاروبار کرتا لیکن اس کے اپنے حلفی بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ میں کپڑے کے کاروبار میں **24** لاکھ روپے کی سرمایہ کاری کی۔ ڈیفنس لاہور میں اپنے مکان نمبر **218** کیو میں اپنی رہائش کے بارے میں اس نے کہا کہ وہ نہ اس کی اور نہ اس کی بیوی کی ملکیت ہے لیکن وہ وہاں رہائش پذیر رہا۔ سروس ریکارڈ میں درج اپنے نام کے بارے میں اس نے بتایا کہ وہ یوسف علی ندیم ہے اور مکان **218** کیو واقع ڈیفنس لاہور کا نام جنت طیبہ ہے اور بعد میں اس نے تسلیم کیا کہ اس مکان کی مالکہ اس کی بیوی تھی۔ اس کے بیان کے اس حصے سے دو باتیں واضح ہیں پہلی یہ کہ اس نے اپنے نام یوسف علی سے محمد کا نام نکال دیا اور اپنے نام میں ندیم کا اضافہ کر کے یوسف علی ندیم بن گیا۔

ملزم متضاد باتیں کرنے کا عادی ہے: سیشن جج لاہور

فی الحقیقت اسے اپنے تخلص قلمی نام ندیم سے پیار تھا جو ایک فلمی اداکار کا نام ہے۔ غالباً یہ عمل اس سے جوانی کی عمر میں سرزد ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ پہلے اس نے مکان کا مالک ہونے کی تردید کی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے لیکن بعد میں کہا کہ مکان اس کی بیوی کی ملکیت تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ملزم متضاد باتیں کرنے کا عادی ہے۔

36۔ اب استغاثے کے گواہ اور اس کے درمیان روپے کی گردش کا معاملہ ہے۔ اس طریقے سے جب وہ کہتا ہے کہ جہاں تک ڈرافٹ مارک اے مالیتی تین لاکھ

روپے کا تعلق ہے یہ رقم اس کی تھی لیکن اس کا ڈرافٹ گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر نے بھیجا۔ اسی طرح ڈرافٹ مارک بی مالیتی پانچ لاکھ روپے رقم اس کی تھی تاہم ڈرافٹ گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر نے کراچی سے لاہور بھیجا جہاں تک ڈرافٹ مارک سی کا تعلق ہے اس نے مزید کہا کہ یہ رقم میری تھی لیکن یہ گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر نے کراچی سے لاہور بھیجا اور ڈرافٹ مارک بی کے معاملے میں اس نے کہا کہ یہ رقم اس کی تھی لیکن اسے گواہ استغاثہ محمد علی ابوبکر نے بھیجا۔ اس کے بیان کا یہ حصہ بھی اس بنا پر معنی خیز ہے کہ مخصوص رقم مخصوص شخص کی جانب سے کراچی سے لاہور بھجوائی جاتی رہی ہے لیکن یوسف علی ملزم کا کسی شہادت کے بغیر دعویٰ ہے کہ یہ رقم اس کی تھی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کچھ چھپا رہا ہے اور جھوٹ بول رہا ہے۔

37۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ ایئر کنڈیشنر جو بذریعہ مارک ایف خریدا گیا اسے بطور تحفہ دیا گیا اور پھر رضا کارانہ طور پر کہتا ہے کہ ایئر کنڈیشنر اس کی اپنی رقم سے خریدا گیا تھا جو اس نے محمد علی ابوبکر گواہ استغاثہ کو بطور تحفہ دی تھی۔ سوال یہ ہے کہ اس فقرے سے اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ محمد علی ابوبکر گواہ استغاثہ نے ایئر کنڈیشنر خرید کر اسے دیا اور اس نے اس حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی۔

38۔ اپنے آپ کو بزرگ' مقدس اور نہایت پاکیزہ ثابت کرنے کیلئے اس نے کہا کہ چونکہ مرشد نے اسے مدینہ منورہ بلایا تھا اس لئے اس نے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا لیکن اسی لمحے وہ تسلیم کرتا ہے کہ اس نے اس حقیقت کا اپنے استعفیٰ کی درخواست میں ذکر نہیں کیا۔ ریکارڈ پر یہ بات ہمیں اس بات پر یقین کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ اس میں حقائق کو چھپانے کا رحجان ہے۔

کذاب میں حقائق کو چھپانے کا رحجان ہے: سیشن جج لاہور

39۔ اپنے لئے لفظ فقیر کے استعمال کے متعلق وہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے لئے سوائے ایک دفعہ کے کبھی لفظ فقیر استعمال نہیں کیا لیکن بعد میں اس نے موقف کی

تصدیق کی کہ اس نے کبھی خود کو کسی کا فقیر نہیں کہا اور نہ ہی ایسا لکھا لیکن اسی لیے اس نے اعتراف کیا کہ اس نے عدالت کے روبرو اپنے بیان میں خود کو فقیر اور مسکین کہا ہے۔ اس نے رضا کارانہ طور پر عدالت کے روبرو کہا کہ یہ فقیر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔ اس نے تسلیم کیا کہ اس نے عدالت کو لکھے گئے خط ایگز یبٹ ڈی ایم میں اپنے لئے لفظ فقیر کئی مرتبہ لکھا ہے اور رضا کارانہ طور پر کہا کہ بہت سے لوگ جو اپنے نام کے ساتھ فقیر لکھتے ہیں لیکن یہ لقب قابل اعتراض ہے جب یہ بامعنی بن جائے اور اسے عادی مجرموں کے سے انداز میں لکھا جائے۔ یہاں دستاویز ایگز یبٹ ڈی وائی وائی کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس کے مطابق وہ اپنے نام کے ساتھ ہز ایکسی لینسی کے الفاظ لکھ کر خوش ہوتا ہے جو انگریزی میں تازہ ترین ٹائپنگ مشین کے ذریعے لکھا گیا ہے یا انگریزی میں یہ ٹائپنگ کمپیوٹرائزڈ ہے جبکہ اس کی تصویر مسٹر جسٹس ریٹائرڈ محمد افضل چیمہ کے ساتھ اس وقت کی ہے جب وہ سپریم کورٹ کے جج تھے۔ جب کمپیوٹر یا جدید ترین مشین نہیں تھی۔ اس سے قطع نظر بھی دستاویز ڈی وائی وائی معنی خیز ہے اور خود ساختہ معلوم ہوتی ہے۔ مزید برآں اپنے لئے خود گواہ کے طور پر پیش ہو کر اس نے اپنے لئے بار بار ہم اور ہمارے کے الفاظ استعمال کئے۔ ایسا شخص کیونکر فقیر کہلا سکتا ہے۔

عدالت میں ملزم کی طرف سے پیش کیے جانے والے خلافت عظمیٰ کے سرٹیفکیٹ (ایگزیبٹ ڈی ایل) کے بارے سیشن جج لاہور کی رائے

40۔ دستاویز ایگز یبٹ ڈی ایل جو اس کے پاس پیغمبر اسلامؐ کی خلافت عظمیٰ ہونے کے اظہار کیلئے ہے اس نے اس دستاویز میں کہا ہے کہ یہ پیغمبر اسلامؐ کی جانب سے اسے عطا کردہ روحانی پہلو کا سرٹیفکیٹ ہے جیسے پیغمبر اسلامؐ اس نوعیت کے روحانی سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ اس نے تسلیم کیا کہ دستاویز ایگز یبٹ ڈی ایل میں فقرہ خلیفہ اعظم حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اعظم حضرت امام الشیخ ابو اے ایچ محمد یوسف علی اے پیغمبر

اسلام نے عطا کیا ہے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ سورہ حج کی آیت اٹھہتر کے مطابق ہر شخص تمام تر کوشش کے ساتھ خود کو پیغمبر اسلامؐ کا خلیفہ ثابت کرنا چاہیے اور یہ حضورؐ کی توثیق کے تابع ہے۔ اس نے مزید کہا کہ حصہ ایم تا ایم ایگزیبٹ ڈی ایل کا جزو لاینفک ہے اور اس نے یہ شہادت حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ نے عطا کی ہے اور یہ شہادت دوسرے اولیائے کرام نے بھی دی ہے۔ تمام اولیائے کرام زندہ ہیں اور یہ شہادت انہوں نے دی ہے۔ اس نے مزید کہا کہ وہ نہیں کہہ سکتا یہ شہادت اولیائے کرام نے حضرت محمد ﷺ کے حکم پر دی ہے یا نہیں۔ حصہ این تا این الحمداللہ درست ہے اور یہ اس کے لئے ہے۔ مزید یہ کہ وہ انگریزی' اردو' پنجابی' تھوڑی عربی' تھوڑی فارسی اور محبت کی زبان جانتا ہے۔ اس نے جرح کے دوران مزید بتایا کہ اسے حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے ذریعے معلوم ہوا کہ تمام اولیائے کرام نے اس سرٹیفکیٹ ڈی ایل کی توثیق کی ہے۔ اس نے کہا کہ اسے یہ سرٹیفکیٹ براہ راست پیغمبر اسلام ﷺ سے ملا لیکن بالواسطہ طور پر اس کی توثیق اولیائے کرام نے حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ سے کی۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ یہ سرٹیفکیٹ روحانی ہے لیکن وہ اس کی تفصیلات نہیں بتا سکتا کہ آیا یہ اسے دستاویز ایگزیبٹ ڈی ایل ٹائپ شدہ یا غیر ٹائپ شدہ حالت میں ملی۔ اس نے تسلیم کیا کہ دستاویز ایگزیبٹ ڈی ایل ایک کمپیوٹرائزڈ اور ٹائپ شدہ دستاویز ہے اور اس نے یہ دستاویز ایگزیبٹ ڈی ایل اسلام آباد سے کمپیوٹرائزڈ ٹائپ کرایا۔

اس نے کہا وہ نہیں بتا سکتا کہ آیا اسے پیغمبر اسلامؐ سے عربی یا انگریزی میں روحانی پیغامات ملتے رہے ہیں۔ یہ اسکا ذاتی معاملہ ہے کہ اسے اولیائے کرام نے کس زبان میں اپنا پیغام دیا' وہ زبان نہیں بتا سکتا۔ حتیٰ کہ توثیق شدہ حصے ایم تا ایم اور دستاویز ڈی ایل کی تفصیل جہاں تک زبان کا تعلق ہے نہیں بتا سکتا۔ یہاں تک کہ وہ یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ دستاویز ڈی ایل کے جزو این تا این والے حصے کا پیغام اسے کس زبان میں موصول ہوا تاہم اس نے تسلیم کیا کہ دستاویز ڈی ایل کے بالائی حصہ کے تا کے میں درج پیغام اس کا

اوراس کی کمیٹی کا ہے اور وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

جب اس سے لفظ Amplitude کے معنی پوچھے گئے تو اس نے کہا کہ لفظ Amplitude کے معنی Amplitude ہیں اور لفظ Resurrect کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا انگریزی میں Resurrect ہے۔

تاہم اس نے اس بات کی تردید کی کہ اس نے یہ دستاویز خود تیار کی ہے تا کہ لوگوں سے روپیہ بٹور سکے۔ اب یہ بات قابل غور ہے کہ یہ دستاویز کیا ہے؟ اس کے قابل ادخال ہونے سے قطع نظر کیونکہ یہ دستاویز خود اس نے پیش کی ہے اس نے اس کے قابل ادخال ہونے کا یقین کرتے ہوئے کس بنا پر یہ دستاویز پیش کی ہے؟ میرے ذہن میں سوال یہ ہے کہ مذکورہ بیان کی روشنی میں شہادت کے حصے کی اس دستاویز کے بارے میں کیا تائید ہے اور اس دستاویز کی کیا حیثیت ہے۔ ریکارڈ پر اس بات کا یقین کرنے کا کوئی جواز نہیں کہ یہ دستاویز درست ہے۔

کذاب کے نام کے ایچ محمد یوسف پر کئی جگہ لفظ "ص" پر فلوئڈ استعمال کیا گیا ھے سیشن جج لاھور

یہ بات نہایت حیرت انگیز ہے کہ نام اے ایچ محمد یوسف علی پر کئی جگہ لفظ "ص" پر فلوئڈ استعمال کیا گیا ہے اور اگر اس دستاویز کو بڑا کر کے دکھائے جانیوالے آئینے سے دیکھا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر مرحلے پر جہاں محمد یوسف علی کے نام پر ﷺ کیلیے لفظ "ص" استعمال ہوا تھا اسے فلوئڈ سے چھپا دیا گیا ہے اس لئے یہ نہایت حیران کن ہے کہ پیغمبر اسلام کا پیغام اسے دور جدید کے فلوئڈ کے ساتھ موصول ہوا۔ فی الحقیقت یہ دستاویز قرآن حکیم کی سورہ توبہ کی آیت پینسٹھ اور چھیاسٹھ کی رو کے حوالے سے مضحکہ خیز ہے

جس کا ترجمہ یوں ہے۔

آیت 65 ''اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کرر ہے تھے تم ان سے کہو کیا تم خدا' اس کی آیات اور اس کے رسولؐ سے ہنسی کرتے ہو''

آیت نمبر 66 ''اب بہانے مت تراشو۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم تم سے ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں تو دوسرے گروہ کو ہم ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہے''

(ایمان نہ لانے والے گناہ گار اور مجرم)

42۔ اس کے حلفی بیان میں بہت سے چیزیں ہیں۔ مثلاً امام وقت' ورلڈ اسمبلی' مرد کامل' سفیر' سراسرار' اس کے کالم تعمیر ملت روزنامہ پاکستان میں چھپتے رہے۔ قرض حسنہ بالفاظ دیگر لوگوں سے رقمیں بٹورنے کا جواز لیکن میں ان سب موضوعات کو زیر غور لائے بغیر چھوڑتا ہوں کیونکہ اس کو من وعن بیان میں پہلے ہی دہرایا جا چکا ہے اور اگر اس فیصلے کا کوئی قاری ملزم یوسف کے بارے میں مزید کچھ جاننا چاہے تو اسے اس کا حلفاً عدالت کے روبرو دیا جانیوالا بیان پورا پڑھنا چاہیے۔

اس فیصلے میں ملزم کو ''محمد'' اور ''علی'' کے بجائے محض ''یوسف کذاب'' کہا جائے گا: سیشن جج لاہور

43۔ اب اگر ضابطہ فوجداری کی دفعہ **342** کے تحت بیان کا جائزہ لیا جائے جیسا کہ اوپر دیا جا چکا ہے تو ایسا نظر آئے گا کہ ملزم نے اپنے وکیل کے مشورے سے بعض نہایت اہم سوالوں کا جواب نہیں دیا۔ مثلاً جب اس سے آڈیو کیسٹ پی ون اور ویڈیو کیسٹ پی ٹو کے بارے میں جس میں اس کی اپنی تقریریں ہیں پوچھا گیا تو اس نے

جواب دیا کہ اس کے وکیل نے اسے اس سوال کا جواب دینے سے منع کیا ہے۔ اس نوعیت کی اور بہت سی مثالیں ہیں جہاں ملزم یوسف نے ٹھوس سوالوں کا جواب دینے سے انکار کیا۔

یہاں اس بات کا تعین کرنا ضروری ہے کہ اس بارے میں قانونی پوزیشن کیا ہے؟ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کا تقاضہ ہے کہ اس کے خلاف شہادت میں آنیوالے واقعات کے بارے میں کسی پیشگی اطلاع یا تنبیہہ کے بغیر پوچھا جاتا ہے اور اس سے عدالت کی جانب سے سوالات کر کے اپنی پوزیشن واضح کرنے کو کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ملزم کے خلاف جو شہادت آئی ہے وہ اسے اس کے سامنے بتا دی جاتی ہے اب اگر ملزم کسی سوال کا جواب نہیں دیتا تو یقیناً اس کا یہ مطلب ہوگا کہ استغاثہ اس کے خلاف شہادت کا جو حصہ ریکارڈ پر لایا ہے وہ اسے تسلیم کرتا ہے۔

یہاں مجھے اس اصول کا ذکر بھی کرنا چاہیے کہ اگر ملزم کا دفعہ 342 ضابطہ فوجداری کے تحت بیان زیر غور لانا ہے اسے یا تو مجموعی طور پر قبول کرنا ہوگا یا مجموعی طور پر اسے مسترد کرنا ہوگا

لیکن اس کا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت اپنا بیان فوجداری مقدمات کی سماعت میں ایک نئی مثال ہے کہ

ملزم نے اپنے وکیل سے مشورے کے بعد شہادت کے نہایت اہم حصوں کے بارے میں جوابات نہیں دیئے۔ اس لئے شہادت کے ان حصوں کا ملزم کی جانب سے تسلیم شدہ ہونا متصور ہوگا اور یہاں میں لازمی طور پر حوالہ دوں گا کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ شہادت کے طور پر پیش کئے جانے کی اجازت ہے۔ ملزم یوسف کے بیان کا یہ تجزیہ اس بات پر یقین کرنے پر مجبور کرتا ہے وہ فنکار اور اداکار ہے۔

ملزم نے اپنے وکیل کو قرآن حکیم اس انداز میں دینے کی کوشش کی

جیسے وہ قرآن حکیم پھینک رہا ہو: سیشن جج لاہور

44۔ یہاں ملزم کے طرز عمل کا بھی جائزہ لیا جاسکتا ہے جیسا کہ عدالت نے محسوس کیا۔ ایک مرحلے پر جب استغاثے کے گواہوں پر فاضل وکیل کی جانب سے جرح جاری تھی ملزم یوسف نے مداخلت کر کے اپنے وکیل کو اس انداز میں قرآن حکیم دینے کی کوشش کی جیسے وہ قرآن حکیم کو پھینک رہا ہو جبکہ وکیل صفائی کا رویہ ایک مرحلے پر ایسا تھا کہ ایک دوسرے گواہ استغاثہ پر جرح کے دوران اس نے ان الفاظ میں اپنا سوال کیا۔

''اگر قرآن کو زمین پر پٹخ دیا جائے''

کذاب کے وکیل نے کہا.............اگر قرآن کو زمین پر پٹخ دیا جائے: سیشن جج لاہور

45۔ فاضل وکیل صفائی کی جانب سے یہ سوال اس کی اپنی اصطلاح نہیں تھی لیکن اگر آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں دیکھی جائیں تو نظر آئیگا کہ ملزم یوسف نے جو اپنے ہاتھ میں قرآن لئے ہوئے تھا ایسا ہی عمل دہرایا جس کا مطلب یہی ہے کہ ملزم یوسف کا رویہ اس بات پر یقین کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ اسے قرآن حکیم کا کوئی احترام نہیں اور اس کی جانب سے قرآن کا احترام کرنے یا بزرگ یا مقدس ہونے اور عالم دین ہونا محض ایک ڈھونگ ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ تمام مواد بنیادی طور پر ملزم کے گواہ کے حیثیت سے ریکارڈ شدہ بیان سے لیا گیا ہے اس لئے یہ شہادت میں جائز ہے اور اس سے مطلوبہ نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

46۔ اب استغاثے کے موقف کا فاضل وکیل صفائی کی جانب سے پیش کئے جانیوالے دلائل کی روشنی میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

47۔ سب سے پہلے اس بات کا تعین کیا جانا چاہیے کہ ایف آئی آر کے اندراج میں تاخیر کے اثرات کیا ہیں؟ مقدمے کا اندراج ' شکایت ایگزیبٹ پی سی مورخہ

26-7-1997 کی بنیاد پر ہوا جو سیکرٹری جنرل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور شاخ کے محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور سے کی تھی۔ ایس ایس پی نے ڈی ایس پی لیگل کو اپنے حکم مورخہ 28-3-1997 کو جائزہ لے کر فوری طور پر رپورٹ پیش کرنے کو کہا جبکہ رسمی ایف آئی آر ایگزیبیٹ پی سی ون 29-3-1997 کو درج ہوئی۔ اگر درخواست پی سی کے مندرجات کا جائزہ لیا جائے تو ایسا نظر آئے گا کہ اس مقدمے کا مستغیث چشم دید گواہ نہیں لیکن اس کے پاس ملزم یوسف کی تقریروں پر مشتمل کیسٹوں، ملزم کی ڈائری اور 28-2-1997 کے چوک یتیم خانہ لاہور پر واقع مسجد بیت الرضا میں ملزم کے جمعہ کے خطبے کے مخصوص واقعے کے حوالے سے کچھ شہادت موجود ہے جبکہ استغاثے کے گواہان جو بعد میں اکٹھے کئے گئے نے اپنے ساتھ ہونیوالے دھوکے کے واقعات کی کہانیاں بیان کیں جو زیادہ تر کراچی میں عبدالواحد نامی ایک شخص کے گھر اور لاہور میں ہوئے تھے۔ یقیناً دھوکہ دیئے جانے کے واقعات مختلف تاریخوں کے ہیں ۔ مزید یہ کہ درخواست ایگزیبٹ پی سی دیئے جانے کے بعد رسمی ایف آئی آر 29-3-1997 کو درج کی گئی اس لئے یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ ایسے حساس مقدمے جس میں ملزم کے خلاف الزام تھا کہ اس نے پیغمبر ہونے یا حضرت محمدؐ جیسا ہونے کا دعویٰ کیا۔ تاخیر کیوں ہوئی؟ اگر استغاثے کی شہادت کا احتیاط سے جائزہ لیا جائے تو ایسا نظر آئے گا کہ ہر گواہ کو وقفے وقفے سے دھوکہ دیئے جانے کا سامنا کرنا پڑا اور یہ سب کچھ اسلامی عقیدے کے مطابق کئے جانے والے وعظ میں ہوتا رہا اور یا پھر جب حضرت محمدؐ کی زیارت کرانے کی پیشکش کی گئی۔ میرے خیال میں ہر مسلمان کو اس چھتری (Umbrella) سے دھوکہ دیا جا سکتا ہے تاہم ایک مرحلہ آتا ہے جب عقل غالب آتی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے تو متاثرہ شخص لٹ چکا ہوتا ہے اس لئے ایسے حساس مقدمات میں تاخیر ہونا لازم ہے کیونکہ ایسا مقدمہ فوری طور پر درج نہیں ہوتا۔ ایس ایس پی کو درخواست دیئے جانے کے بعد یہ درخواست ڈی ایس پی لیگل کے پاس اس کی رائے

معلوم کرنے کیلئے بھیجی جاتی ہے اوراس کے بعد مقدمہ درج ہوتا ہے۔ یوں بھی شہادت اکٹھی کرنا ہوتی ہے اور ایسے حالات میں بہترین چیز فریقین کی شہادتوں کا آزادانہ طور پر اندازہ لگانا ہوتا ہے۔

وکیل صفائی نے جب سیشن جج کے چیمبر میں ملزم کی تصویروں کے ویڈیو کیسٹ دیکھے تو اس کے منہ سے ازخود یہ الفاظ نکلے کہ مجرم مکمل طور پر اس کا ذمہ دار ہے۔

48۔اب اس نقطے کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ فاضل وکیل صفائی کی جانب سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کی روشنی میں شہادت کا کون سا حصہ قابل ادخال نہیں۔ اس نے اعتراض کیا ہے کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ قانون شہادت کے آرٹیکل **164** کی دفعات کی روشنی میں قابل ادخال نہیں۔ دونوں فریقین نے اپنے موقف کی تائید میں اس قانونی تنازع سے متعلق مقدمات کا حوالہ دیا ہے جہاں تک قانون شہادت کے آرٹیکل **164** کا تعلق ہے یہ کہنا غلط ہے کہ اگر عدالت مناسب سمجھے تو کسی بھی ایسی شہادت کو پیش کئے جانے کی اجازت دے سکتی ہے جو جدید تکنیکی یا آلات کے ذریعے دستیاب ہوئی ہو۔ فاضل وکیل صفائی کی جانب سے اٹھایا جانیوالا اعتراض یہ تھا کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ بنانیوالے پیش نہیں کئے گئے۔ مزید برآں پولیس کی جانب سے تیار کئے جانے والے ٹرانسکرپٹ (املاء) کے ساتھ اصلیت منسلک نہیں کی جاسکتی اور یہ کہ آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں تبدیلی یا ردوبدل ہوا ہے۔ اس ضمن میں جس بات کا ذکر کیا جانا چاہیے کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں ملزم کو مہیا کی گئیں حتیٰ کہ اس کے وکیل نے بھی زیر دستخطی کے چیمبر میں ویڈیو کیسٹ دیکھے اور اس کے منہ سے ازخود یہ الفاظ نکلے کہ ملزم مکمل طور پر اس کا ذمہ دار ہے لیکن بعد میں وہ اس ضمن میں پریشان تھا اور اس نے آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں ملزم کی آواز اور تصویروں کی تردید کی۔ اس وقت بھی جب ضابطہ فوجداری کی دفعہ **342** کے تحت بیان قلم بند کیا جارہا تھا فاضل وکیل

صفائی نے ملزم کو سوال کا جواب نہ دینے کی ہدایت کی اور ایک مرحلے پر جب ملزم کا بیان قلم بند کیا جارہا تھا تو اس نے خود غالباً غیر ملکیوں کے ساتھ اپنے انٹرویو پر مشتمل ایک ویڈیو کیسٹ عدالت میں پیش کر دیا۔ اب اگر ملزم کی جانب سے مہیا کیے جانے والے آڈیو کیسٹ مارک جے اور ویڈیو کیسٹ پی **2** اور پی **5** اور آڈیو کیسٹ پی **1** کو دیکھا جائے اور سنا جائے تو یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں میں ملزم کی آواز وہی ہے اور فوٹو بھی ملزم یوسف ہی کی ہے جس کا اوپر ذکر ہے۔

فی الحقیقت ملزم یوسف نے خود ویڈیو کیسٹ پیش کر کے عدالت کو استغاثے کی طرف سے پیش کیے جانے والے کیسٹوں سے موازنے کا موقع مہیا کر دیا ہے جس کی کہ عدالت خود مجاز ہے۔ میں اس بات سے پوری طرح متفق ہوں کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں میں تبدیلی اور ردو بدل کا امکان ہو سکتا ہے کیونکہ بعض ایسے ماہر افراد موجود ہیں جو آسانی سے دوسرے شخص کی آواز بنا سکتے ہیں لیکن یہاں فوری موازنے سے ظاہر ہے کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں میں بولا جانیوالا ایک ایک لفظ جیسا کہ مذکور ہے ملزم یوسف کا ہے اور اس کی فوٹو گرافی کے بارے میں بھی کوئی شبہ نہیں اگر گواہ استغاثہ پی ڈبلیو **3** پر جرح کا جائزہ لیا جائے تو ایسا نظر آتا ہے کہ اسے آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں میں ردو بدل اور تبدیلی کی جانب متوجہ کیا گیا تھا لیکن فاضل وکیل صفائی کسی ردو بدل یا کسی مخصوص تبدیلی کی نشاندہی کرنے میں ناکام رہے جس کی جانب گواہ استغاثہ کی توجہ دلائی جاتی۔ اگر اس نوع کی عمومی تجاویز دینا تھی تو فاضل وکیل صفائی کو چاہیے تھا کہ وہ ان حصوں کی نشاندہی کرتا جہاں آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں میں ردو بدل کیا گیا ہے۔ ملزم کو بھی آڈیو اور ویڈیو کیسٹ مہیا کیے گئے لیکن اس کے باوجود فاضل وکیل صفائی تبدیلی کی نوعیت کی نشاندہی میں ناکام رہے اس لیے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ اور ملزم کی جانب سے پیش کیا جانیوالا آڈیو کیسٹ شہادت میں قابل ادخال و پذیرائی تصور کیا جائے گا۔

49۔ یہاں اس بات کا جائزہ لیا جانا چاہیے کہ مذکورہ آڈیو اور ویڈیو

کیسٹوں کی حیثیت اور اہمیت کیا ہے۔عدالت نے یہ دستاویز دیکھی
ہیں اور فریقین کے وکلاء نے بھی بشمول مستغیث پی ڈبلیو 3 اور
تفتیشی افسروں نے بھی انہیں دیکھا ہے اگر ان آڈیو اور ویڈیو
کیسٹوں اور ان کے ٹرانسکر پٹ کو دیکھا اور سنا جائے تو یہ بات نظر
آئے گی کہ ملزم یوسف نے اپنی تقریر میں کئی ایسے الفاظ کہے کہ ان
سے واضح طور پر پیغمبر اسلامؐ اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کی بے حرمتی ہوئی
ہے۔ یہاں تک کہ ملزم نے قرآن حکیم کے بارے میں بھی توہین
آمیز بات کی۔ مثال کے طور پر آڈیو کیسٹ پی 1 کا ٹرانسکر پٹ
اگیز یبٹ پی 10 یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس نے عبدالواحد اور زید زمان
کے صحابی رسولؐ ہونے کا اعلان کیا۔اس نے سامعین میں کم از کم سو
افراد کے صحاب رسول ہونے کا بھی اعلان کیا۔ مسجد بیت الرضا کا
غار حرا سے موازنہ کیا۔قرآن حکیم کے تراجم ناقص اور غلط ہونے کا
اعلان کیا اور کہا کہ جب مشابہت محمدؐ سے ہو تو اُسے رسول کہا جائے گا
اور یہ کہ اگر تم رسول اللہ کو قائل کرلو تو اللہ رب العزت بھی قائل
ہو جائے گا۔اگر مشابہت تمہارے ساتھ ہو تو تمہیں صرف اس کو قائل
کرنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو حضرت محمدؐ کی
حیثیت سے اور اپنے سامعین کو صحابی رسولؐ کی حیثیت سے ظاہر کیا۔
اس ٹرانسکر پٹ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس نے اپنی بیٹی فاطمہ کا

ذومعنی الفاظ میں ذکر کیا۔ اس نے محمد علی ابوبکر کے صحابی ہونے کا اعلان کیا اور اڑھائی سال کے سلیمان نامی ایک بچے کے بھی صحابی ہونے کا اعلان کیا اور کہا کہ اس نے کھلی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یہ بچہ مبینہ طور پر صحابی رسول عبدالواحد کا پوتا ہے۔ اس نے مزید اعلان کیا کہ 9 ربیع الاول پیغمبر اسلامؐ کی تاریخ پیدائش ہے 12 ربیع الاول نہیں بلکہ یہ تاریخ 9 ربیع الاول ہے جبکہ اس حقیقت سے متعلق اس کے بیان حلفی میں ٹھہراؤ نہیں اور اگر ٹرانسکر پٹ پی 10 اور پی 11 کو ملحوظ رکھا جائے اور ویڈیو فلمیں دیکھی جائیں تو نظر آئیگا کہ اس نے ایسے الفاظ کہے جو پاکستان کے ضابطہ فوجداری کی مختلف دفعات 295 سی' 295 اے' 298 اور 298 اے کی خلاف ورزی ہیں۔ یہاں تک کہ اس نے دفعہ 295 سی کی بھی مضحکہ خیز انداز میں یہ کہہ کر مخالفت کی کہ اگر توہین رسالت کا مقدمہ درج کرنا مقصود ہے تو اسے پیغمبر اسلامؐ کی اجازت سے درج ہونا چاہیے۔ ایک مرحلے پر اس نے کہا کہ وہ پیغمبر اسلامؐ کا آئینہ ہے جبکہ عکاس کوئی اور ہے۔ یہ حقائق خود ملزم کی جانب سے مہیا کئے جانیوالے ویڈیو کیسٹ میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں اور ایک مرحلے پر تو وہ یہاں تک چلا گیا کہ اس نے یہ تک کہہ دیا کہ قرآن حکیم کی بعض آیات شرانگیز ہیں اور یہ حقیقت ویڈیو کیسٹ پی 2 کے ٹرانسکر پٹ پی

11 میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔اس طرح یہ دستاویزات واضح طور پر ملزم یوسف کی جانب سے مذکورہ جرم کا ارتکاب ثابت کرتی ہیں۔

50۔اب ریکارڈ پر موجود باقی زبانی شہادت مع متعلقہ دستاویزات اور فاضل وکیل کے اعتراضات کو اگر کوئی ہیں زیر بحث لانے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

51۔ڈاکٹر محمد اسلم پی ڈبلیو 1 نے ملزم کے ساتھ اپنے گہرے تعلقات کے حوالے سے بیان دیتے ہوئے مزید کہا کہ 1995 میں ملزم یوسف نے اس کے ساتھ عبدالواحد کے گھر ملاقات کے دوران نماز مغرب کے بعد اس سے پوچھا کہ وہ حقیقت منکشف کیے جانے پر کیا قربانی دے سکتا ہے؟ وہ متذبذب تھا۔ملزم یوسف نے اسے دو لاکھ روپے کی ادائیگی کیلئے کہا لیکن اس نے جواب دیا کہ وہ اس رقم کا انتظام نہیں کر سکتا اور پھر 1995 کے آخر میں ملزم یوسف نے اسے ہدایت کی کہ وہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کرے جس کے بعد اس نے انتظام کرنے کا وعدہ کیا اور دسمبر 1995 میں اس نے ملزم یوسف کو بتایا کہ اس نے دو لاکھ روپے کا انتظام کر لیا ہے جس پر ملزم اس کے گھر آیا اور اس نے مذکورہ رقم ادا کر دی۔آئندہ جمعہ ملزم یوسف نے اپنے مریدوں کے ہمراہ عسکری اپارٹمنٹ میں واقع مسجد میں نماز جمعہ میں شرکت کی اور نماز جمعہ کے بعد ملزم یوسف اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے گھر آیا جہاں چند لمحے بعد ملزم یوسف نے انکشاف حقیقت کے بارے میں کہا اور پھر ملزم یوسف نے کھڑے ہو کر ''انا محمد'' کہا جس پر وہ ششدر رہ گیا کیونکہ کوئی بھی شخص اپنے محمد ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا جو مدینہ منورہ میں ہیں۔اس نے یہ تاثر دیا جیسے وہ اپنے لئے محمد ہونے کا دعویٰ کر رہا ہو۔ابھی وہ اسی مخمصے میں تھا کہ ملزم یوسف کے ساتھیوں نے اس کے گلے میں ہار ڈال دیئے۔ملاقات کے بعد ملزم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلا گیا اس کی روانگی کے بعد اس نے ملزم یوسف سے ملاقاتیں جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور پھر چند ماہ بعد جب وہ عبدالواحد کے گھر کموڈور ریٹائرڈ یوسف صدیقی کے ہمراہ موجود تھا کموڈور

یوسف صدیقی نے ملزم یوسف سے ایک سوال پوچھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ مختلف اوقات میں پیغمبر کی حیثیت سے ظاہر ہوتے رہے' آپ چودہ سو برس قبل بھی ظاہر ہوئے اور اس کے بعد آپ بزرگوں اور اولیائے کرام کی حیثیت سے آئے اور یہ کہ چودہ سو برس پہلے اور اب میں کیا فرق ہے؟ اور دونوں میں سے کون سا زمانہ باوقار اور پرعظمت ہے؟ اور اس کے جواب میں ملزم یوسف نے کہا کہ چودہ سو سال پہلے کا زمانہ شاندار تھا لیکن اب شان و عظمت بے مثال ہے اور یہ کہ اس وقت ''ڈیوٹی'' تھی اور اب ''بیوٹی'' ہے۔

52۔ اس طرح یہ واضح ہے کہ ملزم یوسف نے اس گواہ کی موجودگی میں اپنے لئے ''انا محمد'' ہونے کا دعویٰ کر کے پیغمبر اسلامؐ سے مشابہہ بننے اور ہونے کی کوشش کی۔ وکیل صفائی نے اس پر مختلف پہلوؤں سے لمبی جرح کی جو گواہ کی تحریر کردہ ایک کتاب پر جا پہنچی لیکن اس سے ایسا نظر آتا ہے کہ جرح میں اس کے بیان کے اس حصے کے بارے میں کوئی مخصوص تجویز نہیں دی گئی جس کا مطلب ہے کہ اس گواہ کی جانب سے کہی ہوئی ہر بات درست تسلیم کر لی گئی ہے۔ ایک مرحلے پر یہ تک کہلوانے کی کوشش کی گئی کہ ملزم یوسف نے پیغمبر اسلامؐ سے اپنی گہری محبت اور وابستگی کا اظہار کیا تھا لیکن گواہ نے اس تجویز کو رد کر دیا اور کہا کہ ملزم یوسف نے محمد عربیؐ کی بجائے کسی اور سے اپنی محبت ظاہر کی تھی۔ گواہ سے یہ بھی کہلوانے کی کوشش کی گئی کہ اس نے ذاتی دشمنی کی بنا پر بیان دیا ہے لیکن اس کو دشمنی کی نوعیت کی تجویز نہیں دی گئی اور اس مرحلے پر گواہ نے وضاحت کی کہ

''ملزم یوسف کرسی پر بیٹھا تھا' اس نے کرسی سے کھڑے ہو کر خود کو ''انا محمد'' کہا۔ یہ وہ مرحلہ تھا جہاں فاضل وکیل صفائی کو یہ تجویز دینی چاہیے تھی کہ ملزم یوسف علی نے اپنے ''انا محمد'' ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس تجویز کی غیر موجودگی میں یہ بات طے ہے کہ ملزم یوسف نے گواہ کی موجودگی میں اپنے پیغمبر اسلام ہونے کا دعویٰ کیا''۔

53۔محمد اکرم رانا گواہ استغاثہ نمبر **2** نے جو کراچی کا رہائشی ہے کہا کہ عبدالواحد کے گھر اجلاس کے دوران ملزم یوسف نے کہا کہ پیغمبر اسلام آج بھی انسانی شکل میں ہم میں موجود ہیں اور عبدالواحد کے گھر کسی کی جانب سے یہ سوال پوچھے جانے پر کہ ہمارے پیغمبرؐ نے نہایت سادہ زندگی بسر کی' ملزم یوسف نے جواب دیا کہ چودہ سو برس قبل روایت پرانی تھی اور اب روایات جدید ہیں اور شکوہ ونمود ونمائش آج کی ضرورت ہیں۔ملزم یوسف نے مزید کہا اگر کوئی دیکھ سکتا ہے وہ دیکھ لے اگر کوئی پہچان سکتا ہے تو وہ پہچان لے کہ پیغمبر اسلام ان کے درمیان موجود ہے۔دوسری ملاقات میں قرآن حکیم کی تفسیر یا تفہیم لکھے جانے سے متعلق ایک سوال پر ملزم یوسف نے اس کی قیمت کا مطالبہ کیا اور اس نے کتاب حاصل کرنے کیلئے ایک لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا اس کے بعد اسے ادائیگی کے بارے میں پیغامات ملنا شروع ہو گئے اور جب ادائیگی نہ کی گئی ملزم یوسف نے اپنا مطالبہ ایک لاکھ روپے سے کم کر کے پچاس ہزار روپے کر دیا اور جب گواہ کو حج پر جانا تھا اس نے ملزم یوسف کو پچیس ہزار روپے ادا کئے جس پر اس نے گواہ سے کہا کہ وہ اللہ رب العزت کے بہت قریب آ گیا ہے۔اس لئے اس نے اس کی موجودگی میں ایک حقیقت منکشف کی اور اس لمحے بہت سے دوسرے لوگ عبدالواحد کے گھر ہونیوالے اجلاس میں موجود تھے لیکن ملزم یوسف اسے ایک دوسرے ملحقہ کمرے میں لے گیا جبکہ درمیانی دروازہ کھلا رہا۔اس نے گواہ کو اپنی آنکھیں بند کرنے کو کہا جس پر اس نے اپنے آنکھیں بند کر لیں اس کے بعد ملزم نے اسے درود شریف پڑھنے کو کہا جس پر اس نے درود شریف پڑھا اور اس کے بعد اسے آنکھیں کھولنے کو کہا گیا اور اس سے پوچھا کہ آیا اس نے کچھ دیکھا ہے ملزم نے اسے چھپا مارا اور کہا ''بسم اللہ وہ محمد مصطفیٰ ہے'' اور ملزم یوسف نے مزید کہا کہ اس نے حقیقت چھپائے رکھی تھی۔گواہ کو بھی اس حقیت کو چھپانا ہوگا اور یہ کہ یہی تفہیم قرآن 'تفسیر قرآن' زندہ قرآن اور نور قرآن ہے اور ایسا سن کر گواہ نے محسوس کیا کہ وہ ملزم

یوسف کی جانب سے بولے گئے الفاظ سے ''ہپناٹائز'' ہو گیا ہو جب وہ اس کیفیت سے باہر آیا اس نے علماء سے مشورہ کیا اور انہیں مذکورہ بیان اور صورت حال بتائی جس پر علماء نے بتایا کہ متعلقہ شخص واجب القتل ہے۔

54۔اس گواہ پر بھی فاضل وکیل صفائی نے طویل جرح کی حتیٰ کہ اسے دشمنی کی تجویز بھی دی گئی اس طرح کہ اس نے ملزم یوسف علی کی بیوی طیبہ یوسف علی سے **2-2-1997** کو کراچی سے لاہور ٹیلی فون پر بات کی اور نہ صرف یہ کہ ٹیلی فون پر ملزم یوسف کی بیوی سے بات کی بلکہ اس نے دو مرتبہ ملزم یوسف کی بیٹی کو اغوا کرنے کی بھی کوشش کی تاہم گواہ نے یہ خیال مسترد کر دیا۔

اس نے مزید کہا کہ یہ کوئی روحانی طاقت تھی جس نے اس کے عزائم ناکام بنا دیئے۔جرح کے دوران اس کے داماد کے حوالے بھی دیئے گئے لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود گواہ کو اس کے بیان سے نہیں ہٹایا جا سکا اور اس کے بیان کا کوئی حصہ جرح سے بھی کمزور نہیں کیا جا سکا حتیٰ کہ ملزم یوسف کی اردو میں تقریر جس کی تفصیل اوپر دی گئی ہے کے باوجود اس کا پورا بیان یہ واضح کرتا ہے کہ اس کے ملزم یوسف کے ساتھ تعلقات تھے۔ملزم یوسف نے مسلمان کی حیثیت سے اس کے مذہبی جذبات سے فائدہ اٹھا کر اسے لوٹا اور جب رقم کی واپسی کا مطالبہ ہوا تو ملزم بھڑک اٹھا۔اس گواہ پر کی جانیوالی جرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے ایک نہایت حساس سوال پوچھا گیا جو کچھ اس انداز سے تھا کہ ''اگر کوئی قرآن حکیم کو زمین پر پٹخ دے'' جس پر گواہ نے جواب دیا کہ وہ قرآن حکیم کو اٹھائے گا اور بوسہ دے گا۔یہ سوال پوچھتے ہوئے فاضل وکیل نے لفظ پٹخ استعمال کیا اور یہ وکیل کا اپنا لفظ نہیں تھا بلکہ ملزم یوسف نے اپنے وکیل کو اس لفظ کے استعمال کے لئے کہا تھا۔اس طرح اس گواہ کے پورے بیان کے جائزے کے بعد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ملزم یوسف نے خود کو اس گواہ کی موجودگی میں پیغمبر اسلامؐ کی حیثیت سے ظاہر کیا۔

55۔محمد اسماعیل شجاع آبادی گواہ استغاثہ نمبر 3 اس مقدمے میں مستغیث ہے۔ وہ 28-2-1997 کے کسی واقعہ کا چشم دید گواہ نہیں جس کا تذکرہ درخواست ایگزبیٹ پی سی میں کیا گیا ہے۔ فی الحقیقت وہ ایک مذہبی جماعت کا نمائندہ ہے جو اس مقدمے کی پیروی کیلئے آگے آیا جس سے ملک بھر میں مسلم معاشرے کے مذہبی جذبات مشتعل ہورہے تھے جس نے پولیس کے روبرو آڈیو اور ویڈیو کیسٹ پیش کیئے۔ فاضل وکیل صفائی نے اس پر تفصیلی جرح کی اور جرح کے دوران یہ تجویز دی گئی کہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں میں کئی تبدیلیاں کی گئی ہیں لیکن اس نے یہ سب کچھ مسترد کردیا۔ ملزم یوسف کی تربیت کا جائزہ لیا گیا اور اس پر تفصیلی جرح کی گئی کہ اسے آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کے ایک تماشائی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا تھا ورنہ اس نے محض یہ دستاویز پیش کی تھیں اور جب اس نے مزید کہا کہ اس نے آڈیو کیسٹ سنے اور ویڈیو کیسٹ دیکھے ہیں تو اس کے بیان کی اہمیت اس حد تک بڑھ گئی کہ اس نے ملزم کی قابل اعتراض تقریر کے حصے بشمول وعظ مورخہ 28-2-1997 جو ملزم نے مسجد بیت الرضا میں کیا تھا بھی سنے ہیں اس لئے اس نوع کی جرح کے بعد یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ موقع کا گواہ نہیں۔ فی الحقیقت اس کی گواہی آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں میں بولے گئے اور ٹرانسکرپٹ کے ایک ایک لفظ کی تصدیق کرتی ہے اس لئے اس کی شہادت سے جسے چشم دید گواہ کی حیثیت حاصل ہے ثابت ہوتا ہے کہ ملزم نے مذکورہ جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔

56۔حافظ محمد ممتاز اعوان گواہ استغاثہ نمبر 4 ایسا گواہ ہے جس نے 28-2-1997 کو مسجد بیت الرضا میں اجلاس میں شرکت کی تھی جس میں ملزم یوسف نے تقریر کی تھی جو پیغمبر اسلامؐ کی توہین کے مترادف ہے۔ ملزم نے اعلان کیا کہ یہاں موجود سوافراد اصحاب رسولؐ ہیں اس نے عبدالواحد اور زید زمان نامی دو افراد کا تعارف صحابی کی حیثیت سے اور اپنا تعارف پیغمبر اسلام کی حیثیت سے کرایا اور اس گواہ

نے گواہ استغاثہ نمبر 3 محمد اسماعیل شجاع آبادی کو آڈیو اور وڈیو کیسٹ مہیا کئے اور کہا کہ اس نے آڈیو کیسٹ سنے اور وڈیو کیسٹ دیکھے ہیں اور یہ کہ وہ ملزم یوسف کے ہیں۔ اس گواہ کو بھی طویل جرح کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے کہا کہ سامعین میں سے کسی نے بھی ملزم یوسف کی تقریر پر اعتراض نہیں کیا اور اگر جرح کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات نظر آئے گی کہ یہ گواہ ملزم یوسف کے بارے میں دشمنی یا عناد نہیں رکھتا اور جو کچھ بھی اس نے کہا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ملزم یوسف نے پیغمبر اسلامؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کی۔ ایک سو سامعین کو صحابی رسول قرار دیا اور دو افراد کے صحابی ہونے کا اعلان کیا جو مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کی بنا پر قابل مذمت ہے۔

57۔ گواہ استغاثہ نمبر 5 میاں محمد اویس نے بھی گواہ استغاثہ نمبر 4 ممتاز اعوان کے ہمراہ 28-2-1997 کو مسجد بیت الرضا میں اجلاس میں شرکت کی۔ اس کا بیان بھی گواہ استغاثہ حافظ ممتاز اعوان کے بیان جیسا ہے۔ اسے بھی جرح کا سامنا کرنا پڑا لیکن اسے اپنے بیان سے نہیں ہٹایا جا سکا اس طرح اس کے بیان سے مسجد بیت الرضا میں 28-2-1997 کو ملزم یوسف کی جانب سے جرائم کا ارتکاب ہونا ثابت پایا جاتا ہے جو ملزم نے انتہائی قابل اعتراض تقریروں کے ذریعے کئے اور جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔

58۔ گواہ استغاثہ نمبر 6 اطہر اقبال نے پولیس کے روبرو وڈیو کیسٹ پی 5 پیش کیا۔ اس کا موقف تھا کہ اس نے وڈیو کیسٹ دیکھا ہے اسے بھی جرح کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کا بیان جھٹلایا نہیں جا سکا۔ وڈیو کیسٹ پی 5 ملزم یوسف کی تقریر لفظ بہ لفظ ہونا ثابت ہو چکی ہے اس لئے اس گواہ کا بیان قابل انحصار ہے۔

کذاب نے محمد علی ابوبکر کو ابوبکر صدیقؓ کہہ کر پکارا

59۔ اب گواہ استغاثہ نمبر 7 محمد علی ابوبکر کا بیان قابل غور ہے۔ اس کے بیان کی تفصیلات پر پہلے ہی بحث کی جا چکی ہے لیکن پھر بھی بحث کیلئے اس بات کا اس انداز

میں ذکر ہونا چاہیے کہ ملزم یوسف نے اسے بتایا کہ جب تک وہ پیغمبر اسلام کو نہ دیکھے اسے موت نہیں آئے گی اور پھر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔
اس کے بعد عبدالواحد کے گھر ایک ملاقات میں ملزم نے اسے ابوبکر صدیقؓ کہہ کر پکارا اور پھر ملزم یوسف ایسے وقت گواہ استغاثہ کے گھر آیا جب وہ عمرے کی ادائیگی کیلئے جا رہا تھا۔ ملزم یوسف وہاں آیا اور کہا کہ عمرے کی ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں اور وہ عمرے کا یہاں انتظام کرسکتا ہے اور ملزم یوسف نے کہا "مکان وہاں ہے لیکن مکین یہاں ہے" تاہم گواہ عمرے کی ادائیگی کیلئے چلا گیا اور جب وہ واپس آیا تو ملزم نے اس سے پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں باتیں شروع کردیں اور ملزم یوسف نے اس سے پوچھا کہ اس کی جانب سے پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کیلئے بڑی سے بڑی دستبرداری اور قربانی کیا ہوسکتی ہے؟ جس پر اس نے جواب دیا کہ جو بھی ملزم یوسف چاہے۔ پھر ملزم یوسف نے اسے اپنے گھر میں ایک کمرے کا انتظام کرنے اور اسے سجانے کی ہدایت کی اور جب اس نے کمرہ سجالیا تو ملزم یوسف لاہور سے کراچی آیا اور اس کمرے کو "غار حرا" کا نام دیا۔ اسکے بعد ملزم یوسف جب بھی کراچی آیا اس نے اس کمرے میں قیام کیا۔
ایک ملاقات میں ملزم یوسف نے اسے اپنی آنکھیں بند کرنے اور درود شریف پڑھنے کو کہا اور پھر ملزم نے اسے آنکھیں کھولنے کو کہا جب اس نے آنکھیں کھولیں ملزم یوسف نے اچانک اسے اپنے جپھے میں لے لیا اور کہا کہ وہ خود محمد ہے جس پر اس نے رونا شروع کردیا لیکن ملزم یوسف نے اسے اپنے جپھے میں رکھا اور جب اسے جپھے سے آزاد کیا گیا تو وہ کپکپی محسوس کررہا تھا اور پسینے سے شرابور تھا۔ وہ نہیں سمجھ سکا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ تاہم گواہ کمرے سے باہر آگیا اور ملزم یوسف کے پیروکاروں نے جو کمرے سے باہر بیٹھے تھے اسے پیغمبر اسلامؐ سے اس کی وجودی ملاقات پر مبارکباد دی جیسا کہ ملزم یوسف پیغمبر اسلامؐ کی حیثیت سے اس سے مخاطب رہا ہو۔
اس کے بعد مکان کی خریداری کے نام پر ملزم یوسف نے پچاس لاکھ روپے کا مطالبہ کیا۔

ملزم یوسف کواس طرح یہ رقم ادا کی گئی۔ چوبیس لاکھ روپے بینکوں کے ذریعے ادا کیے گئے اور باقی رقم کا انتظام دوستوں کے ذریعے کیا گیا۔ اس نے رقم کی ادائیگی کے بارے میں اورایئرکنڈیشنر اورقالین کی خریداری اور ڈالروں کو پاکستانی کرنسی میں تبدیل کیے جانے کے متعلق دستاویزات پیش کیں۔ مذکورہ ملزم یوسف کی ڈائری پی 8/1-116 جوایک سوسولہ صفحات پر مشتمل ہے بھی پیش کی۔ ملزم یوسف نے یہ ڈائری اسے دیتے ہوئے کہا تھااس ڈائری کے مطالعے کے بعدوہ ملزم یوسف پر بھروسہ کرے گا اور جب ایک مرتبہ وہ محفل نعت میں شرکت کیلئے جارہا تھا تو ملزم یوسف نے اس سے کہا کہ وہ جس شخص کیلئے محفل نعت خوانی میں شرکت کیلئے جارہا ہے وہ وہاں بیٹھا ہے اس لئے وہ کس کیلئے محفل نعت میں شرکت کیلئے جارہا ہے۔ ملزم نے یہ الفاظ اس انداز میں کہے جیسے وہ اپنے پیغمبر اسلام ہونے کا دعویٰ کررہا ہواوراس کے بعد ملزم یوسف نے مسجد بیت الرضا میں ورلڈ اسمبلی کا اجلاس طلب کیا اوراسے دعوتی کارڈ مارک ایچ تکبیر نامی ایک جریدے کی انتظامیہ سے موصول ہوا جب اس نے 28-2-1997 کو مسجد بیت الرضا میں اسمبلی میں شرکت کی جہاں آڈیو وویڈیو کیسٹ تیار کی گئیں۔

ملزم یوسف نے مسجد میں اپنے ایک سوصحابیوں کی موجودگی کا ذکر کیا اوراس نے دوافراد عبدالواحد اور زید زمان کا اپنے صحابی کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ ان دوافراد نے کسی حد تک تقریریں کیں۔ ملزم یوسف نے اپنی تقریر میں اس بات کی وضاحت کی کہ اس نے مسجد بیت الرضا کو ورلڈ اسمبلی کیلئے کیوں چنا ہے؟ مسجد نبویؐ اور مسجد حرام کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ اور مسجد بیت الرضا کو کیوں منتخب کیا ہے؟ اس نے وضاحت کی کہ ایسا اس طرح ہوا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے غار حرا کا انتخاب کیا تھا۔ ملزم یوسف نے کہا کہ بعض سورتیں، بعض آیات اور قرآن تک یہاں موجود ہے اور مزید

حضورؐ ''ڈیوٹی'' پر نہیں لیکن ان کی عطا ہے کہ ایک رسول تم سے مخاطب ہے

جس کے بعد ملزم یوسف نے اپنا تعارف کرایا کہ اگر پیغمبر اسلامؐ نے کسی شخص کی خدمت قبول کی تو وہ ابوبکرؓ تھے اور اس کا نام اب محمد علی ابوبکر ہے اور جب وہ تیسری یا چوتھی قطار میں بیٹھا تھا اسے وہاں سے آگے بلوایا گیا اور منبر کے قریب لا کر اس کا ورلڈ اسمبلی سے اس انداز میں تعارف کرایا گیا کہ اس نے ملزم یوسف کی خدمت کی ہے اور یہ کہ وہ ابو بکر تھا اب محمد علی ابوبکر ہے اور جب اسے ابوبکر کہا گیا تو اس کا مطلب تھا کہ وہ صحابی ہے تاہم وہ شادی میں شرکت کے بعد کراچی واپس چلا گیا اور اس نے علماء سے رابطہ کیا۔ اس گواہ نے بھی مختلف پہلوؤں کے بارے میں بشمول ادائیگی کی رسیدوں' ڈائری پی 8/116-1 کے بارے میں طویل جرح کا سامنا کیا۔ اگر اس پر کئے جانے والی جرح کا احتیاط سے جائزہ لیا جائے تو ایسا نظر آئے گا کہ اس کے خلاف اس فرم کی جانب سے جس میں وہ کام کرتا تھا ایف آئی آر کے اندراج کے سوا اور کچھ سامنے نہیں لایا جا سکا۔ محض ایک ایف آئی آر کا اندراج جس کے مقدمے کی بھی سماعت نہ ہوئی ہو اور جو بغیر کسی نتیجے کے ہو' گواہ کے بیان کو رد کئے جانے کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

(ڈائری پیش کرنے کا مقصد)

جہاں تک ڈائری مذکور کا تعلق ہے یہ استغاثے کا مقدمہ نہیں کہ یہ ملزم کی لکھی ہوئی ہے۔ اس لئے اس ڈائری پر کوئی اعتراض بے بنیاد ہے۔ ڈائری پیش کئے جانے کا مقصد ملزم کے رجحان کا اظہار تھا جو وہ اپنے پیروکاروں کو اس بات کا یقین دلانے کیلئے اختیار کئے ہوئے تھا کہ وہ پیغمبر اسلامؐ ہے اور میرے خیال میں ملزم یوسف کے اس مقصد کی عکاسی کیلئے محمد علی ابوبکر کا بیان' وڈیو اور آڈیو کیسٹیں کافی ہیں۔ ملزم کے بارے میں گواہ کو معاندانہ ثابت نہیں کیا جا سکا۔

60۔ گواہ استغاثہ نمبر 9 میاں غفار احمد ایگزیبٹ پی ڈی کی فرد مقبوضگی کا گواہ ہے جس کے نتیجے میں ڈائری پی 3/22-1 آڈیو کیسٹ پی 1 اور وڈیو کیسٹ پی 5 سب انسپکٹر ریاض نے قبضے میں لی۔ اس نے اس مقدمے کی تفتیش میں مزید حصہ لیا اور

روزنامہ خبریں لاہور کے ڈپٹی ایڈیٹر کی حیثیت سے ملزم یوسف کے خلاف مواد جس میں اس نے "انا محمد" ہونے کا اعلان کیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ محمد ہے جریدہ تکبیر سے اکٹھا کیا۔ اسے جریدہ تکبیر سے معلوم ہوا کہ ملزم یوسف اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے نیتجتاً اس نے 21-3-1997 کو ملزم یوسف سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور وہ ملزم محمد یوسف سے 22-3-1997 کو اس کے گھر میں ملا۔ ملاقات سے قبل اس نے وڈیو کیسٹ دیکھی اور آڈیو کیسٹ بھی سنی تھی اور ڈائری کے صفحات کا بھی مطالعہ کیا تھا۔

(خلافت عظمیٰ اور اس کا تسلسل)

اس نے بتایا کہ ملزم یوسف نے بات چیت کے دوران کہا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلافت عظمیٰ عطا کی گئی ہے۔ جب گواہ نے ملزم سے لفظ خلافت عظمیٰ کی وضاحت کرنے کو کہا تو ملزم نے اس سے اس کی تعلیم پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ اس نے ابلاغ عامہ میں ماسٹر ڈگری حاصل کی ہے جس پر ملزم یوسف نے کہا کہ یہ اس کی دنیاوی تعلیم ہے اسے اپنی دینی تعلیم کے بارے میں بتانا چاہیے جس پر گواہ نے کہا کہ اس نے قرآن شریف پڑھا ہے جس پر ملزم نے وضاحت کی کہ لفظ خلافت عظمیٰ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی اور پھر وہ تمام پیغمبروں کے پاس رہی اور پھر حضرت محمد ﷺ تک پہنچی۔ یہ تسلسل اب بھی جاری ہے اور خلافت عظمیٰ اب اس کے پاس ہے جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔

اس گواہ کو معلوم ہوا کہ

ملزم یوسف لاہور اور کراچی سے تعلق رکھنے والی بعض خواتین کو ازواج مطہرات کا درجہ دیتا ہے اور جب اس نے اس حقیقت کے بارے میں معلوم کیا تو ملزم نے کہا کہ وہ جنسی طور پر فٹ نہیں اور جب یہ صلاحیت ختم ہوئی اس کی عمر تقریباً اکتالیس برس تھی۔ اس نے مزید بتایا کہ اس کی تاریخ پیدائش نو ربیع الاول ہے اور نو ربیع الاول ہی

کو اسے خلافت عظمیٰ عطا کی گئی اور جب میاں غفار نے ازواج مطہرات کے بارے میں اپنا سوال دہرایا تو ملزم مرد کامل کے عنوان سے ایک کتاب لے آیا لیکن اس نے ملزم سے اپنے سوال کا براہ راست جواب چاہا تو ملزم نے کہا کہ وہ ان خواتین سے کبھی نہیں ملا تاہم ممکن ہے کہ یہ خواتین اس سے ملی ہوں لیکن وہ انہیں رد نہیں کرتا۔ اس لئے وہ اپنے موقف میں درست ہیں اور میں اپنے موقف میں درست ہوں اور جب اس نے مزید وضاحت چاہی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ دنیا میں حضرت داتا گنج بخشؒ جیسے' حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ جیسے اور حضرت محمد ﷺ کے چہروں کی شکل میں یا خود اس کی اپنی شکل (محمد یوسف) میں دنیا میں آتا رہتا ہے اور جب کہ یہ بات گواہ اور ملزم یوسف کے درمیان تھی اور وہ اس بات چیت کو روزنامہ ''خبریں'' لاہور میں شائع کرتا رہا اور اس نے یہ حقیقت اپنے بیان میں پولیس کو بتائی۔

اس گواہ کے بیان کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے بیان کی تائید دستاویز ڈی ایل سے ہوتی ہے جو خود ملزم یوسف نے ریکارڈ کیلئے پیش کی ہے جس کے ذریعے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ خلافت عظمیٰ کی دستاویز ہے جو اسے حضرت محمدؐ نے خود عطا کی ہے اس لئے ان حالات میں گواہ پر مزید کسی جرح کے جائزے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس گواہ کا سارا بیان یا پہلے گواہوں کی تفصیلات جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے قابل بھروسہ ہیں اور یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ ملزم نے خود کو ایسا ظاہر کیا جو وہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے نہیں کر سکتا۔

61۔ وقار الحسن گواہ استغاثہ نمبر **10** سب انسپکٹر کو کیسٹ ڈکٹیشن (املا) کیلئے دیئے گئے اور اس نے آڈیو کیسٹ دو مرتبہ سننے کے بعد رف نوٹس لئے اور املا کا دوسرا پرنٹ (نقش) تیار کرنے کے بعد اسے ریاض احمد سب انسپکٹر کے حوالے کر دیا۔ فاضل وکیل صفائی نے اس گواہ پر جرح کی لیکن یہاں اس بات کا ذکر کیا جانا چاہیے کہ چونکہ موازنے کے بعد آڈیو کیسٹ ملزم یوسف کی ثابت ہو چکی ہیں اس لئے اس سے کوئی

فرق نہیں پڑتا کہ کیسٹ کی ڈکٹیشن (املا) کے بعد کیسٹ غیر سر بمہر حالت میں واپس کی گئی یا اس بارے میں عدالت کا حکم حاصل نہیں کیا گیا چونکہ اس لمحے یہ مقدمہ تفتیش کے مرحلے میں تھا فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی نے اس گواہ کو ''ری ایگزامن'' کیا اور اس لمحے اس نے کہا کہ اسے وڈیو کیسٹ کی ڈکٹیشن (املا) کیلئے کہا گیا تھا لیکن یہ کہہ کر اس نے ویڈیو کیسٹ واپس کر دی کہ وہ صرف آڈیو کیسٹ کی ڈکٹیشن (املا) کا ماہر ہے۔

62۔محمد سرور گواہ استغاثہ نمبر **11** نے بتایا کہ اس نے آڈیو اور وڈیو کیسٹ کمپوز کیئے جو پولیس لائی تھی۔

63۔گواہ استغاثہ نمبر **12** ساجد منیر ڈار نے بھی کہا کہ ملزم یوسف نے اسے پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کرانے کی پیشکش کی اور کہا کہ جب تک اس کی پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات نہیں ہوگی اسے موت نہیں آئے گی اور ملاقات کی صورت میں اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ دوزخ میں نہیں جائے گا اور وہ جنت میں جائے گا۔نتیجتاً ملزم یوسف نے گواہ کو اس کی سونے کی زنجیر اور انگوٹھی اس کے حوالے کیئے جانے کو کہا جو اس نے ملزم یوسف کو دیدی۔ملزم یوسف نے اسے دوسرے دن اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔

گواہ ملزم کے گھر اپنے دوست سہیل ضیا کے ہمراہ شام کے وقت گیا' ملزم یوسف جس نے اپنے گھر میں ایک مخصوص حجرہ قائم کر رکھا تھا' ملزم تنہا اسے وہاں لے گیا جبکہ بہت سے دوسرے لوگ مین ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔حجرے میں موجودگی کے دوران ملزم یوسف نے کہا کہ وہ خوش نصیب ہے کیونکہ اس کی ملاقات پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ سے ہونیوالی ہے۔اس کے بعد اس نے کہا کہ وہ ہی محمد ہے ساتھ ہی وہ اس سے بغل گیر ہو گیا۔اس نے کہا کہ اس کے مطابق محمد کا مطلب یہ ہے کہ وہی پیغمبر اسلامؐ ہے اور یہ دعویٰ ملزم یوسف نے کیا' بعد میں اسے معلوم ہوا کہ ایسے بہت سے واقعات کراچی میں دوسرے لوگوں کے ساتھ بالخصوص رانا اکرم کے ساتھ بھی

پیش آ چکے ہیں۔ اگر گواہ کے بیان کا تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کی ملزم یوسف کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی۔ زیادہ سے زیادہ یہ تجویز دی گئی کہ وہ گواہ استغاثہ رانا اکرم کی تحریک پر بطور گواہ پیش ہوا ہے لیکن اس سے مخصوص طور پر اس کے بیان کے اس حصے کے بارے میں نہیں پوچھا گیا جو ملزم یوسف کے خلاف ہے اور یہ گواہ کی جانب سے پیش کئے جانے والے حقائق کو تسلیم کئے جانے کے مترادف ہے۔

64۔ گواہ استغاثہ نمبر **13** ریاض احمد اس مقدمے کا تفتیشی افسر ہے اس کی جانب سے کی گئی تفتیش پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔ جرح کے دوران جب اس کا ملزم یوسف کی آواز ہونے کے بارے میں دعویٰ تھا تو فاضل وکیل صفائی کی ہدایت پر مذکورہ ملزم یوسف کی تقریر کا ایک حصہ ریکارڈ پر لایا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب وہ محض تفتیشی افسر نہیں تھا بلکہ وہ آڈیو کا ایک سامع تھا اور اس طرح اس کا بیان کافی اہمیت رکھتا ہے۔ فاضل وکیل صفائی نے اس پر جرح کی لیکن استغاثے کی شہادتوں پر یقین نہ کرنے کے بارے میں کوئی چیز سامنے نہیں لائی جا سکی۔

65۔ اسی طرح گواہ استغاثہ نمبر **14** سب انسپکٹر خوشی محمد اس مقدمے کا تفتیشی افسر ہے۔ اس کی جانب سے کی جانیوالی تفتیش پہلے ہی زیر بحث لائی جا چکی ہے اسے بھی طویل جرح کا سامنا کرنا پڑا لیکن معمولی تضاد کے سوا جو استغاثے کے مقدمے کیلئے مہلک نہیں استغاثے کا موقف ہلایا نہیں جا سکا۔

66۔ استغاثے کی زبانی و دستاویزی شہادتوں کے تجزیے کے بعد جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے یہ بات مسلم ہے کہ استغاثے نے ملزم کے خلاف اپنا مقدمہ ثابت کر دیا ہے۔

ملزم کی طرف سے عدالت میں پیش کیے جانے والے خلافت عظمیٰ کے سرٹیفکیٹ نے گواہ استغاثہ نمبر **9** میاں غفار احمد کے بیان کی تائید کر دی ہے جس کے سامنے ملزم نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلافت

عظمیٰ عطا ہونے کا دعویٰ کیا تھا: سیشن جج لاہور

67۔قبل ازیں ملزم کے بیانوں اور بعض شہادت کے تجزیے کے ذریعے ملزم کی شخصیت کا جائزہ لیا گیا۔اب یہ سوال قابل غور ہے کہ صفائی کا موقف کیا ہے؟اس کا صفائی کا موقف یہ ہے کہ اس نے کبھی پیغمبر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لیکن اسکا دعویٰ خلافت عظمیٰ کا ہے جو اسے پیغمبر اسلامؐ نے دستاویز ڈی ایل کے ذریعے عطا کی ہے جو مقدمے کی سماعت کے دوران اسے چالیس روز قبل موصول ہوئی۔سوال اس بات کے تعلق کا ہے کہ اس بات کا یقین کرنے کی کون سی شہادت لائی گئی ہے کہ اسے فی الحقیقت خلافت عظمیٰ عطا کی گئی ہے۔ریکارڈ پر ایسی کوئی شہادت موجود نہیں اور فی الحقیقت یہ دستاویز گواہ استغاثہ نمبر 9 میاں غفار احمد کے اس بیان کی تائید کرتی ہے جس کے سامنے ملزم یوسف نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے خلافت عظمیٰ عطا کئے جانے کا دعویٰ کیا تھا اس لئے اسکا صفائی کا موقف ان کتابوں کے مطالعے کے بعد جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے بعد کی سوچ ہے تاکہ اس کی چمڑی بچائی جاسکے۔فی الحقیقت یہ اس کی جانب سے رائے عامہ کی توجہ دوسری جانب مبذول کرائے جانے کی دوسری کوشش ہے۔

68۔ملزم یوسف نے ایگزیبٹ ڈی اے سے ڈی جے اور ایگزیبٹ ڈی این این پیش کیں۔یہ دستاویز پیش نہیں کی گئیں بلکہ غلطی سے ان کے نمبر کا بیان میں ذکر کردیا گیا تاہم میری نظر میں یہ دستاویز استغاثے کے موقف کی نفی کرنے کیلئے کافی نہیں کیونکہ اس کے خلاف الزامات پیغمبر اسلامؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے' اپنے پیروکاروں کو اصحاب رسول کہلوانے' اپنے اہل خانہ کو اہل بیت قرار دینے اور قرآن حکیم کے بارے میں توہین آمیز زبان استعمال کرنے اور عامتہ الناس میں پیغمبر اسلامؐ سے ملاقاتیں کرانے سے متعلق بیان دینے کے بارے میں ہیں تاکہ عوام الناس کو اس بات کا یقین دلایا جاسکے کہ اگر اس کے احکامات نہ مانے گئے تو وہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔اس پر استغاثے کے گواہوں سے ان کے مذہبی جذبات

بھڑ کا کر روپیہ بٹورنے اور اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کے الزامات ہیں تاہم زنا کے اقدام کے بارے میں قائل کرنیوالی کوئی شہادت نہیں۔

کذاب سے کسی قسم کا نرم رویہ اختیار کیئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' اس کا کافر اور مرتد ہونا ثابت ہو گیا ہے' اس کیلئے کسی قسم کی توبہ کی گنجائش بھی نہیں رہتی: سیشن جج لاہور

69۔ مذکورہ بحث کے پیش نظر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ استغاثے نے ملزم یوسف کے خلاف اپنے الزامات تعزیرات پاکستان کی دفعات 295 سی' 295 اے' 298' 298 اے' 505 پارٹ II' 508' 406' 420' کے تحت کسی شک و شبے کے بغیر ثابت کر دیئے ہیں

اس لئے ملزم سے کسی قسم کا نرم رویہ اختیار کیئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ملزم کے بارے میں اس کا کافر اور مرتد ہونا ثابت ہو گیا ہے۔ ایسے حالات میں کسی قسم کی توبہ کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔

سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا

70۔ اس لئے ملزم یوسف کو درج ذیل سزا دی جاتی ہے۔

1۔ زیر دفعہ 295 سی پی پی سی

ملزم کو مجرم قرار دیکر سزائے موت اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے عدم ادائیگی جرمانے کی صورت میں چھ ماہ مزید قید ہوگی۔ اسے گردن میں پھندا ڈال کر اس وقت تک لٹکایا جائے جب تک وہ مر نہ جائے۔ یہ سزا لاہور ہائی کورٹ کی توثیق کے تابع ہے اور اس بارے میں ریفرنس فوری طور پر بھیجا جائے گا۔

2۔ زیر دفعہ 295 اے پی پی سی

مجرم قرار دے کر دس سال قید با مشقت اور پچاس ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جاتی ہے عدم ادائیگی کی صورت میں مزید چھ ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

3۔ زیر دفعہ 508 پی پی سی

مجرم قرار دے کر ایک سال قید با مشقت اور دس ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جاتی ہے عدم ادائیگی جرمانہ' مزید ایک ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

4۔ زیر دفعہ 298 اے پی پی سی

مجرم قرار دے کر تین سال قید با مشقت اور بیس ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جاتی ہے عدم ادائیگی جرمانہ' مزید دو ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

5۔ زیر دفعہ 505(2) پی پی سی

مجرم قرار دے کر سات سال قید با مشقت اور اسی ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جاتی ہے عدم ادائیگی جرمانہ' مزید تین ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

6۔ زیر دفعہ 420 پی پی سی

مجرم قرار دے کر سات سال قید با مشقت اور بیس ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جاتی ہے عدم ادائیگی جرمانہ' مزید دو ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

7۔ زیر دفعہ 406 پی پی سی

مجرم قرار دے کر سات سال قید با مشقت اور بیس ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جاتی ہے' عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید دو ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

مذکورہ بالا تمام سزائیں یکے بعد دیگرے شروع ہوں گی کیونکہ مرتد ہونے کی بنا پر عدالت کسی قسم کی نرمی اور رعایت کی روادار نہیں اور نہ

ہی اسلام میں ، کی اجازت ہے۔ مجرم ضابطہ فوجداری کی دفعہ 382 بی سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔

71۔ مال مقدمہ جو آڈیو وڈیو کیسٹوں ڈائری اور ملزم کی پیش کردہ وڈیو کیسٹ مارک 2 پر مشتمل ہے اپیل اور نظر ثانی (جو بھی صورت ہو) کے فیصلے کے بعد ضابطے کے مطابق ڈسپوز آف کیا جائے گا۔

72۔ ملزم کو جب وہ اس ضمن میں درخواست دے فیصلے کی نقل بلا معاوضہ دی جائے گی۔ اسے بتا دیا گیا ہے کہ وہ سات دن کے اندر اپیل کر سکتا ہے۔

فائل تکمیل کے بعد فوراً ریکارڈ روم کے حوالے ہو گی۔

فیصلہ سنایا گیا

5-8-2000 دستخط

سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر

کذّاب

جھوٹے نبی کے خلاف ایک اخبار نویس کی جدوجہد

- یوسف کذاب نے قرآن مجید کے غلط تراجم سے توہم پرست امیر طبقے کو اپنے جال میں پھنسا کر انہیں نبی کریم حضرت محمدؐ کے دیدار کے نام پر اپنا دیدار کروایا، اپنے آپ پر درود بھیجنے پر آمادہ کیا، مرید خواتین کی بے حرمتی کی، کراچی میں اپنے کمرے کو ''غارِ حرا'' قرار دیا۔
- یوسف کذاب کی ان خرافات پر علماء سے رابطہ کیا گیا اور یوسف کذاب کے گستاخ رسول ہونے کے فتویٰ کے بعد اس کے خلاف کیس درج کرایا گیا۔
- اس نے بے شمار دولت جمع کر کے اسلام دشمن ممالک تنظیموں اور عناصر سے رابطے کیے۔
- ہندوؤں کے نظریہ آواگون کا پرچار کرتا رہا۔ سات خواتین سے ''روحانی نکاح'' کیا اور انہیں اپنی ''ازواج مطہرات'' قرار دے کر جنسی ہوس کا نشانہ بناتا رہا۔
- دوران سماعت روبرو عدالت ایک سرٹیفکیٹ پیش کر کے دعویٰ کیا کہ یہ سرٹیفکیٹ اس ملعون کو نبی کریمؐ نے دیا ہے اور اس طرح معزز جج کے سامنے بھی توہین رسالت کا مرتکب ہوا اور اپنے جرم کی تصدیق کر دی۔ سیشن جج نے اس کے ان جرائم کی بنیاد پر اسے سزائے موت سنائی۔

ایک مکمل دستاویز جو مکر کا پردہ چاک کرتی ھے